

در این قلم ندرین فن ایشلا مشتمل بر سبک کاتبان مشهور و استادان کرام
 توفیقات ذلی تمامیدست لیدیل بحالافواز توایف حسن الشان و فضل المستطیع لانا
 انید محمد بن مروی دامت برکاتهم و فیضهم علی اهل المستطیع کسبی

مِصْبَاحُ الْأَوَّلِ

لَدَفْعِ الْأَوَّلِ الْأَوَّلِ

بجواب سالاد که در کتب مولوی محمد قاسم صاحب حجاب هم موجود است

فرموده اند که در کتب مولوی محمد قاسم صاحب حجاب هم موجود است
 در کتب مولوی محمد قاسم صاحب حجاب هم موجود است

[illegible]

19.4 ϕ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ بِمَحْمُودِكَ وَنُتَوِّجُكَ بِإِكْرَامِكَ سَعْدِيكَ وَنُضَلِّي عَلَى رُكْبِكَ
 الْحَبِيبِ الَّذِي هُوَ حُجَّةٌ لِلْعَالَمِينَ مِنْ لَدَيْكَ وَنَجَاهٌ لِنَفْسِنَا فِي طَاعَتِكَ هُوَ سَلَامٌ
 أَتَقْدِرُ أَصْحَابُ الْمَكْرِ مِنْهُ وَتَرْكُ الْمَطَرِ الْمُسْتَقِيمِ الَّذِي هُوَ مَسْلُكُ آلِ الْمُطَهَّرِينَ -
 مَا لَعَدَ أَهْلُ قَرْزِ مَنْ سَيِّدُ مُحَمَّدٍ حَسَنٌ أَمْ وَهَوِيٌّ وَارِدُ حَالِ كُلِّ مَنَةِ نَجْدَتِ سَائِرِ رِبَابِ
 بَصَائِرِ كَذَرِشِ كَرَاهِيٍّ كَرَاهِلِ عِلْمِ ذِي الْأَنْصَافِ دَوَارِزِ اعْتِسَافِ بِرِيهِ أَمْرِيئِ
 وَهَوِيئِ هِيَ كِتَامُ عِلْمِ شَرْعِيٍّ وَدَلَالِ سَمْعِيٍّ كَاشِفِئِهَا وَمَقْدَرِ أَجْدِيئِهَا إِمَامُ الرِّسْلِ
 سَيِّدُ الْأَنْسِ وَالْجَانِ هِيَ أَوَّلُ رِوَايَاتِ فَرْعِيَّةٍ وَهَكَامُ فَهْمِيَّةٍ بِمَنْزِلَةِ جِسْمِ أَوْ حَدِيثِ
 أَوْ كِتَابِ دَلِ وَجَانِ فَرْعِيَّاتِ فَهْمِيَّةٍ هِيَ مَقْبُولَةٌ وَفَتْحٌ وَهَوْنُكِي جَوَاصُولِ حَدِيثِ مَشِيئِ
 وَبِأَمْرِ هَوْنُكِي عِبَادَاتِ مِنْ هِيَ حَدِيثِ شَرْعِيٍّ هِيَ صِلَالِ أَصُولِ هِيَ أَوْ مَعَالِمَاتِ
 مِنْ هِيَ سُنَّتِ نَبِيِّ كَرِيمٍ سَيِّدِ مَقْبُولِ أَكْرَامِ رَدِّ كَشْفِيَّاتِ صَوْفِيَّةٍ كَرَامِ مِنْ تَوَاجُحِ
 وَنَسْنَسِ هِيَ أَحَادِيثُ خَيْرِ الْأَنْامِ مِنْ كَسِي طَرَحِكِي حَالَاتِ هَوْنِ يَكْسِي هِيَ مَكَاشِفَاتِ
 أَكْرَامِ خِلَافِ سُنَّتِ سَيِّدِ هِيَ تَوْخِيَّاتِ مِنْ أَوْرَاقَاتِ حَتَّى كَدُوهِ تَفَاضُلِ
 قُرْآنِ مَجِيدِ خِلَافِ سُنَّتِ غَيْرِ مَقْبُولِ كَسَنِ قَالِ فِي الْقُرْآنِ بَرَايَةِ فَلْيَسْتَوْأْ مَقْبُولِ
 مِنْ النَّارِ حَدِيثِ وَاجِبِ الْقَبُولِ هِيَ عَقَادُ سَلَامِ هِيَ وَهِيَ كَامِلِ الْعِيَارِ مِنْ جَوْ
 اسِ نَقَادِ كَامِلِ لِي هَيَّانِ مَرَّةٍ وَجِيدِ بِي رَدِّ الْكُتَابِ مِنْ وَرِيضَةِ مَحْضِ مَرْدُودِ وَطَرُودِ

موتی بن دوس

پیری میں جبر و جبر

۲۰

نظم الحکیم فیض

عبدالله بن عبدالمطلب

نہا جگر مرثیہ

بافت و در میان مردم
العلم و فیضان

ابن ماجہ

۴

سید احمد علی

کے لئے

میں نے اس کو دیکھا ہے

کتابخانه عمومی

بسم الله الرحمن الرحيم

میں نے

بسم الله الرحمن الرحيم

میں نے وہی کتب خانہ دیکھا تھا

برای

24

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

در بیان حدیثی از امام حسن مجتبی علیه السلام که فرمودند که هر کس از حدیث من روایت کند...

بار پور و دگ برین مذکور مرام حدیث بنی علیہ السلام ہی اصل لاصول حدیثی
واحکام ہی اور سنت سنیہ ہی مرکز دائرہ حلال حرام و لغتہ ما قبل نظم کیا جیسی کہوں
حدیثیہ ہی - در دائرہ فوج مصطفیٰ ہی - صوفی عالم حکیم دیی - کرتی کہی اوکی
نہم شہ چینی - بابا کی یہا سنی کون لایا - جیسی بابا یہمین ہی پایا - یہ نہا ہر محمدی
- گنجینہ راز احمدی ہی مشعل افروز راد سنت - بہم زن پنج و شاخ بخت -
ہوتی ہوئی مصطفیٰ کی لختا رست دیکھ کہ سیکا قول و کردار جب اصل ہی تو نظر
کیا ہی یہ بیان و ہم خطا کا دخل کیا ہی بے اب زیادہ تو جیسی کہ نہ کل بے خود
کے آگے کیا ہی مشعل بے بالفرض غلام تہا مرد کامل بے اونی تہا کیا گہا سنی حاصل
وہ ہی ہی در کا اک گد اہتا بے گو خوش و اام و متقد اہتا بے محفوظ بہت مین تونی بچو
لفوظ محمدی کو اب لی بے ناحق تہی اور کچھ ہوس ہی بے قرآن حدیث جھگو بس
بے حق ہوگا حدیث خوان ہی خرم بے اور شاہ رسول مخر عالم بے امام ابو بکر مین الی اورد
السجستانی فی فرمایا ہی نظم مشکبجل لمد و اتبع الہدی - ولایک بعیا لعلک تعلم
و لک بکتاب لمد و اتسن الی بے ات من اصول مدتیج و تبع و دفع ارا و ارجال و
قولہم بقول رسول لمد و اتسن و ولایک فی قوم ملو بہم بے قطع فی اہل
الحدیث و القوج بے و ایضا لغتہ ما قبل نظم علم الحدیث و سنیہ مقبولہ بے عند الہی الہامی
محمد بے فاشخل بر اوقا مال بیض الہی بے ملکھا تشریف بذاک و مستعد بہمین وجہ جبہ
جہا بے علمای امہ و ثلثات مجتہدین دامہ ہمہ تن حدیث کی نتیجہ تحقیق مین مشغول
و مصروف رہی اور اسی شاہد عاکی توشیح و تتر مین مشغوف ۵ بے کہ
شد محرم دل و محرم یار باندہ و دانکہ ایکار نہ نہست در انکار باندہ ناسخ کو نسخہ
نبی جدا کیا اور سند کامل کو ناقص ہی علیحدہ راوی ثقہ کو بے تحقیق حقیق
راوی ضعیف سی متناز کیا اور در میان احادیث متعارضہ کے تلفیق و تطبیق

نہم شہ چینی - بابا کی یہا سنی کون لایا - جیسی بابا یہمین ہی پایا - یہ نہا ہر محمدی
- گنجینہ راز احمدی ہی مشعل افروز راد سنت - بہم زن پنج و شاخ بخت -
ہوتی ہوئی مصطفیٰ کی لختا رست دیکھ کہ سیکا قول و کردار جب اصل ہی تو نظر
کیا ہی یہ بیان و ہم خطا کا دخل کیا ہی بے اب زیادہ تو جیسی کہ نہ کل بے خود
کے آگے کیا ہی مشعل بے بالفرض غلام تہا مرد کامل بے اونی تہا کیا گہا سنی حاصل
وہ ہی ہی در کا اک گد اہتا بے گو خوش و اام و متقد اہتا بے محفوظ بہت مین تونی بچو
لفوظ محمدی کو اب لی بے ناحق تہی اور کچھ ہوس ہی بے قرآن حدیث جھگو بس
بے حق ہوگا حدیث خوان ہی خرم بے اور شاہ رسول مخر عالم بے امام ابو بکر مین الی اورد
السجستانی فی فرمایا ہی نظم مشکبجل لمد و اتبع الہدی - ولایک بعیا لعلک تعلم
و لک بکتاب لمد و اتسن الی بے ات من اصول مدتیج و تبع و دفع ارا و ارجال و
قولہم بقول رسول لمد و اتسن و ولایک فی قوم ملو بہم بے قطع فی اہل
الحدیث و القوج بے و ایضا لغتہ ما قبل نظم علم الحدیث و سنیہ مقبولہ بے عند الہی الہامی
محمد بے فاشخل بر اوقا مال بیض الہی بے ملکھا تشریف بذاک و مستعد بہمین وجہ جبہ
جہا بے علمای امہ و ثلثات مجتہدین دامہ ہمہ تن حدیث کی نتیجہ تحقیق مین مشغول
و مصروف رہی اور اسی شاہد عاکی توشیح و تتر مین مشغوف ۵ بے کہ
شد محرم دل و محرم یار باندہ و دانکہ ایکار نہ نہست در انکار باندہ ناسخ کو نسخہ
نبی جدا کیا اور سند کامل کو ناقص ہی علیحدہ راوی ثقہ کو بے تحقیق حقیق
راوی ضعیف سی متناز کیا اور در میان احادیث متعارضہ کے تلفیق و تطبیق

نہم شہ چینی - بابا کی یہا سنی کون لایا - جیسی بابا یہمین ہی پایا - یہ نہا ہر محمدی

عن اوس کما انما علمنا من اهل البیت علیہ السلام ان اهل البیت علیہ السلام کما انما علمنا من اهل البیت علیہ السلام

وجود توفیق کو ابراہن کیا مجموع و معلول کی تجرید و تحلیل کی اور عدل و تقہ کی
 و تعدیل علم اخبار الرجال میں بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں غرائب احادیث
 و قرآن مجید میں کتب ضخیمہ تالیف ہر امر متعلقہ علم حدیث شریف میں نبی خدا کی
 اویسی نہ تھے کہ ان کے غرض ان ہی غرضوں کے اب کوئی حیلہ کیسکا عمل بالحدیث کر سکتا
 پیش نہیں جاسکتا اور اتباع سنت کی نسبت کہی حد معقول خیال میں نہیں
 آسکتا لیکن مہذب بعض صاحبان خام خیال اب تک ہی حقیقی پلا و بچائی جاتی
 ہیں اور ضرر بدتر از گناہ پیش لائی جاتی ہیں خوی بد را بہانہ بسیار اور کچھ
 نہیں بن پڑتا تو بمقابلہ احادیث صحیحہ کے احادیث غیر صحیحہ ہی لی آتی ہیں
 یا بغالبہ حدیث متفق علیہ کے غیر متفق علیہ حالانکہ یہ بات محض خلاف اصول
 مقررہ محدثین ہی اور جب علمای اعلام جواب دہائی دندان شکن عنادات نامتو
 کی دیتی ہیں تو ان حضرات سی جواب تو کچھ بن نہیں آسکتا علمای محققین کو
 لاذہب وغیرہ کہنی گتی ہیں یا آپس میں کہہ رہے ہوں کہ حکام وقت کی پاس
 شکایت لی جاتی ہیں کہ فلاں شخص دہائی ہی اور فلاں غازی صدافوس کہ
 اہل حق تو انکو قال الصد اور قال الرسول کی طرف بلاتی ہیں اور یہ حضرات
 اہل حق کو حکام کی پاس بجواتی ہیں یہ ہے بین تفاوت رہ از کجاست
 تاہم کجایہ الحاصل اس ہر صد میں ایک رسالہ سہی بادلہ کاملہ برعکس نہند نام
 زندگی کا نور کہ فی الحقیقت اولہ اولہ ہی احقر کی پاس مشغی منشی محمد جعفر خاٹن
 وغیرہ نے ہندوستان ہی مرسل فرمایا اور بذریعہ عطوفت نامہ موکہ ہوئی کلاگر
 صواب ہو تو تصدیق و تصویب کیا جاویں ورنہ رد و تکذیب اگرچہ پیچیدان کو
 بسبب فتنل درین ندیس کی و نیز دیگر کاروائی دنیوی کی فرصت نہ تھی اور نیز
 مسائل عشرہ سند جبر رسالہ علمای اعلام نے اس تلویح و توضیح سے واضح کیے ہیں کہ

بی احوال
 و درین وقت
 حاجت
 و ادبی کار
 خصوصاً
 ہندوستان
 کا علم و
 اور اگر کسی
 بن نہیں
 و تعالیٰ
 کہ اہل حق
 اختلاف
 تفسیر
 و درین وقت
 و درین وقت
 و درین وقت

عن اوس کما انما علمنا من اهل البیت علیہ السلام ان اهل البیت علیہ السلام کما انما علمنا من اهل البیت علیہ السلام

[illegible][illegible]

[illegible]

احادیث صحیحہ متفق علیہا موجود ہیں بقول غفری کہ بچہ در حکم و نامش مطہر
بسبب فطرتا طلب یش طلع مال دنیوی و دیگر حدیث مانگنا ہی کہ شاید یا پی سی
ایم سی جو حدیثین غفری کر رکھی ہیں ظاہر کر دین **سے** مدار غفری رخ دما ہی بیش
بدوزد شر و دیدہ ہوشمندہ لیکن آپ بی اپ ہی ایست و اصل کیا اود کو ش حدیث
صحیح مثبت دعوی نہ لای جناب من اگر آپ بی پاس حاویث صحیحہ نہ مطلوب
نہیں ہیں تو ہماری دلائل پیش کردہ تسلیم کرو ورنہ پھر آپ ہونگی اور ہم ہوں
ہمارا ہاتھ ہوگا اور آپکا دامن روز جزا خدا و رسول خدا ہونگی اور یہ مقدمہ پیش
ہوگا زیادہ کیا عرض کیجی قولہ جناب من البتہ ہم الی آخرہ **اقول**
بی بی بے تعصبی سی نہیں بلکہ عصمت بی بی از چہاوری ورنہ **سے** گریہ انگیز
اگر پردہ شتی بہ تخم کنخشک از جہان برداشتی ہو شا باش خاموش رہی تو ایسی
اور بولی تو ایسی سکت الفا و نطق خلفا اور حدیث طلب کر مئی آپ کیون
کہ سیاتی ہیں آپکو کوئی نہیں چیر لگا دجھی رکھی اور جب صدائی ہر خواست
کا مضمون واقع ہوا ہی تب اشتہار جاری کیا ہوگا **قولہ** اس فنٹ انگیزی پر
الی آخرہ **اقول** شا باش خدا کرو آپ بہت لگا و طالبین حدیث پر و اذکر

لَمْ يَلْقَ سَيِّئًا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا تَخْشَى الْآيَاتِنَا أَنْ يَحْمِلْنَاهَا عَلَيْكَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ
 ۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

مجلس شورای ملی

۱۷۰
 ہر سہ ماہی کہ جو رسائل مختصر علمی اعلام فی در باب مسائل متنازع
 ہر سہ ماہی کہ جو رسائل مختصر علمی اعلام فی در باب مسائل متنازع
 کیونکہ کہتا کہ بروی انصاف و قواعد مناظرہ اول آنکتو لازم تھا کہ اپنی مطالب
 کو بطور اشارہ ایضاً بت فرماتی (۱۷۱) جناب من ان مسائل کی اثبات سے
 تو ہر کتب کا فراغ ہو چکا ہی اور در رسائل مستفاد اکثر ماہن فیہ میں مطبوع ہو کر
 کا شمس فی نصف النہار مشہور اور مطبوع طبائع علمی محققین ہوجی
 میں لیکن کیا کیجیے آپ فی تو انجہین اور نیز کان بند کر لیے ہیں
 انکمین اگر مندی تو پیردن ہی رات ہی بہ اسہین قصو کیا ہی بہلا تھا
 جملوا اصابعہم فی آذانہم و استغشوا ثیابہم و اصرؤ و استکبروا استکباراً -
 ابابراذہ تصنیف تالیف کا فرماتی ہو اندام ملا ٹوٹی مسیت قولہ مگر موجودہ
 در چند الی آخرہ اقول آپ نے ناحق اپنی اوقات کا خون کیا اور
 ادھلی کاٹ شہیدون میں داخل ہوئی اور کچھ نہو سکا مرغی کی جان ہی
 گئی اور کہانی والیکو مزہ ہی نہ ملا استعداد نہ تھی تو کیوں اوقات کا خون
 بی فائدہ کیا کہ خون بہا ہی نہ ملا و نعم ما قیل خامہ ہر چند دو دلیک یعنی
 نرسد سعی کاری نکلند گرنہ استعداد اگرچہ چند بہا آپ کی دام فریب
 میں اگر پس جاوین گے ۱۷۲ اذاکان الغراب دلیل قوم
 سیہ ہیم طریق الہا لکیا قولہ سردست تو میں روایات کا پتہ
 دیتا ہوں الی آخرہ اقول ہکو تو انتظار کرتی ہوئی عیرن اور نیز
 گذر گئیں اور آپ آتا پتا ہی بتلاتی ہے اور وعدہ وعید امر و فرما
 کرتی ہی اور اس آئے پتے پر نام رسالہ کا ادلہ کاٹھ خوان بہا خون
 بٹا کہوں کے دیکھو تو آدما بڑا خیر ہمارا تو حال ہی کہہ برات عاشقان بر

۱۷۰
 سہ ماہی کہ جو رسائل مختصر علمی اعلام فی در باب مسائل متنازع
 کیونکہ کہتا کہ بروی انصاف و قواعد مناظرہ اول آنکتو لازم تھا کہ اپنی مطالب
 کو بطور اشارہ ایضاً بت فرماتی (۱۷۱) جناب من ان مسائل کی اثبات سے
 تو ہر کتب کا فراغ ہو چکا ہی اور در رسائل مستفاد اکثر ماہن فیہ میں مطبوع ہو کر
 کا شمس فی نصف النہار مشہور اور مطبوع طبائع علمی محققین ہوجی
 میں لیکن کیا کیجیے آپ فی تو انجہین اور نیز کان بند کر لیے ہیں
 انکمین اگر مندی تو پیردن ہی رات ہی بہ اسہین قصو کیا ہی بہلا تھا
 جملوا اصابعہم فی آذانہم و استغشوا ثیابہم و اصرؤ و استکبروا استکباراً -
 ابابراذہ تصنیف تالیف کا فرماتی ہو اندام ملا ٹوٹی مسیت قولہ مگر موجودہ
 در چند الی آخرہ اقول آپ نے ناحق اپنی اوقات کا خون کیا اور
 ادھلی کاٹ شہیدون میں داخل ہوئی اور کچھ نہو سکا مرغی کی جان ہی
 گئی اور کہانی والیکو مزہ ہی نہ ملا و نعم ما قیل خامہ ہر چند دو دلیک یعنی
 نرسد سعی کاری نکلند گرنہ استعداد اگرچہ چند بہا آپ کی دام فریب
 میں اگر پس جاوین گے ۱۷۲ اذاکان الغراب دلیل قوم
 سیہ ہیم طریق الہا لکیا قولہ سردست تو میں روایات کا پتہ
 دیتا ہوں الی آخرہ اقول ہکو تو انتظار کرتی ہوئی عیرن اور نیز
 گذر گئیں اور آپ آتا پتا ہی بتلاتی ہے اور وعدہ وعید امر و فرما
 کرتی ہی اور اس آئے پتے پر نام رسالہ کا ادلہ کاٹھ خوان بہا خون
 بٹا کہوں کے دیکھو تو آدما بڑا خیر ہمارا تو حال ہی کہہ برات عاشقان بر

حد تو از صنوی کو پہنچ گیا ہے یہاں تک کہ امام جلال الدین سید علی نے
 اسکو منجملہ اخبار متواترہ کے شمار کیا ہے اور اپنی رسالہ الاذکار المضافہ فی
 الاخبار المتواترہ میں اسکو درج فرمایا ہی علی بن مدینی کہ شیخ بخاری ہیں
 فرماتے ہیں کہ میری نزدیک یہ حدیث حجت ہی حنب پر جسنی کہ سنا اوکو
 اور لازم ہے اوپر کو عمل کرنی اس حدیث پر کیونکہ اس حدیث کے
 اسناد میں کوئی علت نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص رغیدین کو حجت
 کہنی اونسی صحابہ پر پڑن کیا اور حاکم نے فرمایا کہ کوئی سنت سوائی رغیدین
 کے ایسی نہیں ہے جسکو عشرہ مبشرہ فی روایت کیا ہوا اور روایت کیا
 اوکو ابو حمید ساحدی فی رد بردس صحابہ کے سبب کہا انم اور صحابہ میں
 روایت اوکی سی ہیں حسن بن علی وکیل و زید و عقبہ و ابوسعود و سلمان
 و ابوموسی و جابر و عمار و ابیہ و ابن عباس و ابن زبیر و غیر ہم اور تابعین میں
 راویوں اوکی سی ہیں حسن بصری و عطاء و طاووس و جابر و ثعلفہ و سالم بن
 عبد اللہ و سعید بن جبیر و ابن سیرین و قتادہ و قاسم بن محمد و محمول و غیر ہم
 فقہاء میں سی ابن مبارک و عثاقی و أحمد و جہاق و داؤد اعلمی و مالک و طبریم
 مشہلی فی سنن میں کہا ہی کہ سنت رغیدین ایسی واضحتر ہے کہ احادیث
 معزودہ کے لائیک حاجت نہیں اور اسقدر کثرت سی وارد ہیں کہ حسب
 نہیں سکتیں اور اسدرجہ صحت کو پہنچی ہیں کہ صحت اوکی منع نہیں کیا
 اور اسی وجہ سی امین کسی نے خلافت نہیں کیا جاسمین ایسی صحیح متفق
 حدیث حجت بینہ کار و انکار کرنا آپ ہی کا کام ہی گہرے کلمہ نفعی حرم
 اقوالہم اب اگر مخالفت نفع کی دلیل آپ کے پاس ہو تو لائیے اور جس
 بدلی قیس نے لیجئے مذکورہ کچھ تو مشراستیے اور حضرت من یہی ہو کہ

حدیث میں اسکو درج فرمایا ہی علی بن مدینی کہ شیخ بخاری ہیں
 فرماتے ہیں کہ میری نزدیک یہ حدیث حجت ہی حنب پر جسنی کہ سنا اوکو
 اور لازم ہے اوپر کو عمل کرنی اس حدیث پر کیونکہ اس حدیث کے
 اسناد میں کوئی علت نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص رغیدین کو حجت
 کہنی اونسی صحابہ پر پڑن کیا اور حاکم نے فرمایا کہ کوئی سنت سوائی رغیدین
 کے ایسی نہیں ہے جسکو عشرہ مبشرہ فی روایت کیا ہوا اور روایت کیا
 اوکو ابو حمید ساحدی فی رد بردس صحابہ کے سبب کہا انم اور صحابہ میں
 روایت اوکی سی ہیں حسن بن علی وکیل و زید و عقبہ و ابوسعود و سلمان
 و ابوموسی و جابر و عمار و ابیہ و ابن عباس و ابن زبیر و غیر ہم اور تابعین میں
 راویوں اوکی سی ہیں حسن بصری و عطاء و طاووس و جابر و ثعلفہ و سالم بن
 عبد اللہ و سعید بن جبیر و ابن سیرین و قتادہ و قاسم بن محمد و محمول و غیر ہم
 فقہاء میں سی ابن مبارک و عثاقی و أحمد و جہاق و داؤد اعلمی و مالک و طبریم
 مشہلی فی سنن میں کہا ہی کہ سنت رغیدین ایسی واضحتر ہے کہ احادیث
 معزودہ کے لائیک حاجت نہیں اور اسقدر کثرت سی وارد ہیں کہ حسب
 نہیں سکتیں اور اسدرجہ صحت کو پہنچی ہیں کہ صحت اوکی منع نہیں کیا
 اور اسی وجہ سی امین کسی نے خلافت نہیں کیا جاسمین ایسی صحیح متفق
 حدیث حجت بینہ کار و انکار کرنا آپ ہی کا کام ہی گہرے کلمہ نفعی حرم
 اقوالہم اب اگر مخالفت نفع کی دلیل آپ کے پاس ہو تو لائیے اور جس
 بدلی قیس نے لیجئے مذکورہ کچھ تو مشراستیے اور حضرت من یہی ہو کہ

حدیث میں اسکو درج فرمایا ہی علی بن مدینی کہ شیخ بخاری ہیں
 فرماتے ہیں کہ میری نزدیک یہ حدیث حجت ہی حنب پر جسنی کہ سنا اوکو
 اور لازم ہے اوپر کو عمل کرنی اس حدیث پر کیونکہ اس حدیث کے
 اسناد میں کوئی علت نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص رغیدین کو حجت
 کہنی اونسی صحابہ پر پڑن کیا اور حاکم نے فرمایا کہ کوئی سنت سوائی رغیدین
 کے ایسی نہیں ہے جسکو عشرہ مبشرہ فی روایت کیا ہوا اور روایت کیا
 اوکو ابو حمید ساحدی فی رد بردس صحابہ کے سبب کہا انم اور صحابہ میں
 روایت اوکی سی ہیں حسن بن علی وکیل و زید و عقبہ و ابوسعود و سلمان
 و ابوموسی و جابر و عمار و ابیہ و ابن عباس و ابن زبیر و غیر ہم اور تابعین میں
 راویوں اوکی سی ہیں حسن بصری و عطاء و طاووس و جابر و ثعلفہ و سالم بن
 عبد اللہ و سعید بن جبیر و ابن سیرین و قتادہ و قاسم بن محمد و محمول و غیر ہم
 فقہاء میں سی ابن مبارک و عثاقی و أحمد و جہاق و داؤد اعلمی و مالک و طبریم
 مشہلی فی سنن میں کہا ہی کہ سنت رغیدین ایسی واضحتر ہے کہ احادیث
 معزودہ کے لائیک حاجت نہیں اور اسقدر کثرت سی وارد ہیں کہ حسب
 نہیں سکتیں اور اسدرجہ صحت کو پہنچی ہیں کہ صحت اوکی منع نہیں کیا
 اور اسی وجہ سی امین کسی نے خلافت نہیں کیا جاسمین ایسی صحیح متفق
 حدیث حجت بینہ کار و انکار کرنا آپ ہی کا کام ہی گہرے کلمہ نفعی حرم
 اقوالہم اب اگر مخالفت نفع کی دلیل آپ کے پاس ہو تو لائیے اور جس
 بدلی قیس نے لیجئے مذکورہ کچھ تو مشراستیے اور حضرت من یہی ہو کہ

آپ وقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی نفس میرج سے رفع یدین کیا کرتے
 ہونا ثابت کیجئے اور بینت کی جگہ تین لی لیجئے اور ہوسکے تو پھر کسی کے
 سامنی منہ نہ کیجئے زیادہ وسعت چاہئے تو ہم صحیح کی ہی قید نہیں لگاتی
 چہ جائیکہ متفق علیہ ہو لیکن یہ ہی یاد رکھیے کہ اگر کوئی حدیث آپ ایسی
 لادین گئے کہ جس سے فقط اثبات ثابت ہوتا ہو کہ نبی علیہ السلام فی بعض
 نماز ہای مخصوصہ میں رفع یدین نہیں کیا تو اس سے آپ کا بدعات ثابت
 نہ ہوگا یہ تو ہمیں ہمارا مقصود ہے کہ حد و حدود سبب خیر مگر خدا خواہش
 غمیر مایہ و کان شیخہ گرسنگ است کیونکہ ہم رفع یدین کی سنت اور
 استحباب کی قائل ہیں نہ وجوب کی اور استحباب میں ترک احیاناً لابی
 اور ضروری ہے ورنہ واجب یا فرض ہو جاوی اور ازراہ عنایت
 ایک اور بات خوب یاد کر لیجئے کہ جب آپ کسی سنت کی منوع ہو چکا
 دعویٰ کریں گے تو اس سنت کی مسنون ہونیکا اقرار تو ہو ہی چکا
 اب نسخ کا ثابت کرنا آپکے ذمہ پر لازم و واجب رہیگا کسی آیہ یا حدیث
 صحیحہ مرفوعہ سے اور وہ حدیث ناسخ ظل منوع کے صحیح بھی ہو اور
 نسخ صراحت کے ساتھ ثابت کری جیسی کوئی مقروض ادا ہی قرض کا
 دعویٰ کرے تو وہ قرض کا اقراری تو ہو ہی چکا اور قرض اد سپر
 ثابت ہو چکا اب ادا ہی قرض کی وجہ ثبوت اس سے مدلل طلب
 کیجاوی گی اب اسپر ہی آپ سے کچھ نہ بن آوی تو پھر آپ ہی فرمادین
 کہ اب متبع حدیث و سنت کون ہی آپ یا ہم ذرہ بولیں اور نبی جی کا
 ہم پھر ایضاً اس سے اذیت اور شہی علم ہی کچھ اور شہی لا کہہ بطولی کو
 پڑایا پردہ حیوان ہی مابہ در صورتیکہ دوام و استمرار عدم رفع اور آخر وقت میں

نسخہ رفع یدین کسی حدیث سی ثابت نہوا تو احادیث عدم رفع یدین سنیت
 و استحباب رفع یدین کو منسوخ نہیں کر سکتیں اور استحباب رفع یدین کا باقی
 ہے وہو عین المقصود و انکامل غم مخالفین کیونکہ مطلقاً ترک کرنا ہی علیہ السلام
 کا کسی سنت کو کبھی کبھی کسی کے نزدیک نسخ نہیں ہو سکتا ورنہ کسی سنت
 کی سنیت اور کسی سبب کا استحباب ثابت نہ ہو وی ہذا علیہ السلام بلکہ احیاناً
 ترک کرنا لابدی ہی تاکہ استحباب وغیرہ موکدہ ہونا اور اسکا ثابت ہونا نہ ضرور
 جو احادیث آپ ترک رفع یدین کی لاوینگے وہ معارض رفع یدین کی
 جو صحیح اور متفق علیہ ہیں نہ ہونگی جو آپکو یہہ گنجائش ملی کہ آپ احادیث ترک
 رفع یدین کو احادیث رفع یدین پر ترجیح دینی کی واسطی ادا ہوں مگر میں
 صورت میں فرقہ عامل بالحدیث ہے متبع سنت ہونگی اور آپ اپنی ساری
 کے تابع کیونکہ اتنی بات آپ جانتی ہی ہونگے کہ احادیث رفع یدین جو
 صحیح الاسناد و مرفوع متصل ہیں جب احادیث ترک رفع یدین کے ساتھ
 ضم کیا دیں اور طامی جاوین تو یہ ثابت ہوگا کہ کبھی رفع یدین کیا اور کبھی
 نہیں کیا اور یہی مقتضای استحباب ہی جو عین ہمارا مقصود ہی بہر حال تباہ
 ایک راوی نارضا اور اجتہاد ناروا سی عمل دے ادا اس سنت پر کہیں بہتر ہے
 مگر اسکو بخوبی محفوظ رکھو کہ احادیث ترک رفع یدین میں ترک یعنی عدم فعل ملو
 ہے کیونکہ درباب ترک رفع یدین جو احادیث کہ منقول ہیں افعال انحضرت
 علیہ السلام یا افعال صحابہ رضی اللہ عنہم میں بعض اوقات میں جبکہ عموم اور
 استمرار تا آخر عمر نبوی علیہ السلام ہرگز قائم ثابت نہیں کر سکتی جس سے
 نسخ ثابت ہوا کے راہفہم صحابی وہ مقابل حدیث جو متفق علیہ کے عبت نہیں
 کما تقر فی محلہ اب مجھکو افسوس ہی رہا کہ آپ نے کوئی حدیث بھی نسخ

رخصتین کے جو صمیم متفق علیہ ہو بیان فرمائی جو ہماری آپکی درمیان میں
 اوس حدیث کے کچھ بات چیت ہوتی ہے دل کی دل ہی میں ہے
 بات ہوتی پائی، ایک ہی اوسے ملاقات ہوتی پائی، فقط اسلام مرفوع
 دفعہ دوم تم جو آمین بالجہر کہنے والو کو لا مذہب اولیٰ دین کہتی ہو
 اور آمین بالجہر کہنے سے نہایت غیظ و غضب میں آتی ہو حالانکہ یہ فعل
 یہود سے چنانچہ حدیث مرفوع میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

اگیا ہے ماخذ تکم الیہود علی شیء ماخذ تکم علی آمین فاكثر وامن قول
 آمین رواہ ابن ماجہ و احمد و الطبرانی یعنی حد کیا تم پر یہودی کسی
 بات پر اوس قدر کہ حد کیا آمین کہنی پر روایت کیا اوسکو ابن ماجہ اور
 احمد اور طبرانی نے لہذا ہم آپ سی اخفاء آمین میں احادیث صحیحہ
 مرفوعہ کی طالب ہیں جو نفس صریح ہی ہوں اخفاء و نسخ جہر پر ادا ہم
 کب مدعی ہیں اسکی کہ رسول مقبول علیہ اسلام فی ہمیشہ آمین بالجہر
 کیا ہے جو ہم سی نفس صریح حدیث صحیح دوام جہر کے طالب ہوتی ہو البتہ
 ہم یہ کہتے ہیں کہ جو شخص کسی سنت پر سنت جانکر ادا مست اور پیشگی
 کری تو ممدوح اور شاب ہو گا نہ ظلام اور مطعون خواہ ادا مست آمین بالجہر
 پر ہو یا کسی اور سنت پر مثل نماز چاشت و اشراق و تکبیرات انتقالات
 وغیرہ پر اور آپ نے امر سنت کے اثبات سنت کا یہ تو خوف مدہ
 نکالا ہے کہ ہر جگہ دوام فعل رسول مقبول طلب کرتی ہو جو جب آپکی
 اس مسلک کی لازم آتا ہے کہ نہایت سی سن متفق علیہا کی سنت
 جاتی رہی اور باب سنن ممدود ہوتا وہی کیونکہ سنن غیر مکتوہ اسی ہی
 کہتی ہیں کہ نبی علیہ اسلام نے کہی کیا اور کہی نہیں کیا فقہ ثمرہ اذہم

قرآن مجید ہی قاعدہ مقررہ اصول ہی بلکہ سنت مسوکہ میں ترک احیاناً
 جہر باتنا میں ثابت اور ترک جہر احیاناً دو سکا منافی نہیں کہ غلط فہم اور
 ثم ترک اخروی قاعدہ مقررہ علم اصول ہی کما مراب نسخ جہر جب ثابت ہو کہ
 حدیث صحیح نسخ جہر آپ لاوین اگر ہو تو لائی اور میں کے بدلی میں
 لیجائی درہ پہری بات منہ پر نہ لائی اور نہ یادہ وسعت کی طلب ہے
 تو آخری وقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں آپ سی اخفا کا ثبوت
 دیجی اور میں کی بدلی میں لیجیے اور قید آخری وقت کی اسلئے ہی
 کہ نسخ کے واسطی تاخر نسخ سی ضرور ہے کما تقرری الاصول لیکن یہ
 یاد رکھیے کہ فقط آپ کی رائی اور اجتہاد سی کوئی سنت نبوی علیہ السلام
 نسخ ہوگی فی الاتقان ولا یتمد فی النسخ قول حوازم المفسرین بل لا
 اجتہاد لاجتہادین من غیر نقل صحیح ولا معارضۃ بقیۃ لان النسخ یصلح
 دفع حکم واثبات حکم تقرری عہدہ صلی اللہ علیہ وسلم فالعقد فیہ النقل
 والتایخ دون الزامی والاجتہاد اب تم ہی فرماؤ کہ متبع حدیث کون
 راہم یا تم اور در صورتیکہ احادیث اخفا دوام اخفا پر دال نہیں اور
 آخری وقت میں ہی اخفا پر کوئی حدیث دلالت نہیں کرتی تو سنت
 جہر ثابت رہی اور چونکہ سنت میں احیاناً ترک بھی ہوتا ہے اسلئے
 احادیث جہر کی احادیث اخفا اور ترک جہر کی معارض نہیں ہوگی
 عمل جہر باتنا میں پروا جب نہیں تو اولیٰ اور ثبوت تو ضرور ہی ہوگا۔
 کہ اگر احادیث جہر باتنا میں نسخ خفا پر دال نہیں تو الودیت جہر پر ضرور ہی دلالت
 کرتی ہیں غیا صکر جب یہ بخاطر کیا جاوی کہ آپ فی اثبات اخفا و امین میں

۱۳۰
 قریب ۱۰۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰

حدیث انکم لاتدعونکم لہم اسلح بیان کی ہے جیسی کوئی شخص تکفیر سے
 کیوں اسے لاتدعونکم لہم اسلح سے استدلال کیڑی جاب میں پوری حدیث
 بخاری شریف میں یوں ہی کتاب مع الہی صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اذان
 علی واد قلنا ذکرنا انک تفت اصواتنا فقال الہی صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا
 الناس انزعوا علی الفکر فانکم لاتدعونکم لہم ولا غایبا اب انراہ لافان
 آپ ہی فرمائیے کہ انکو اذ خطاب نبوی علیہ السلام نبوی صحاب کلام
 ہی اذ صوت میں ہی کہ اصوات اونکی بلند اور مرتفع ہو میں تہین
 اور جہر مفرد ہو گیا تھا پس نبی علیہ السلام فی ارشاد فرمایا کہ انکو علی الفکر
 اذ حاصل منی یہ کہ تکبیر و تہلیل میں جہر مفرد مت کر دو اور اذ ال کے
 ساتھ جہر کر دو فانکم لاتدعونکم لہم چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز نے قول
 کے حاشیہ پر لکھا ہے قولہ اربعوا اسی اذ لوقال لیج القامۃ اذ اکا
 معتلہا اسی از فبوا ملکینا بالانصاب عن الجہر المقرب جانا اب پوری حدیث
 سی جہر متوسط کی اجازت صاف ظاہر ہو گئی اور یہ بات آپ ہی جانتی
 ہی ہو گئی کہ کوئی حامل بالحدیث امین کو مثل اذان کے جہر مفرد ہی
 نہیں کہتا بلکہ متوسط جہر ہی بلکہ ادنی جہر سے کہتے ہیں اور وہ حدیث
 میں بصیغہ امر مودہا اور مجاز ہی اب آپ کو حدیث بیان کر کے
 اولیٰ یعنی کے دینی پڑ گئے ۶ میں الزام اونکو دیتا تھا قصور اپنا مکمل
 حضرت بن خوبی فہم کا یہی نتیجہ ہوا کہ اسے فاسخ صحیحہ کہ بات حجت
 کیا کیجیے اگر وہ جہاد ہی تو کچھ مضائقہ نہیں ہے مرن بنی تامل مجتہد دوم
 انکو کوئی گردید کوئی جہد علم بالصلوب دفع دفعہ سوم ہے مشہور
 سیاحد مت و شفیق یک چودہ درود تو نہ بیند کرادوا کہندہ آپ ہر سوال کے

حدیث انکم لاتدعونکم لہم اسلح بیان کی ہے جیسی کوئی شخص تکفیر سے
 کیوں اسے لاتدعونکم لہم اسلح سے استدلال کیڑی جاب میں پوری حدیث
 بخاری شریف میں یوں ہی کتاب مع الہی صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اذان
 علی واد قلنا ذکرنا انک تفت اصواتنا فقال الہی صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا
 الناس انزعوا علی الفکر فانکم لاتدعونکم لہم ولا غایبا اب انراہ لافان
 آپ ہی فرمائیے کہ انکو اذ خطاب نبوی علیہ السلام نبوی صحاب کلام
 ہی اذ صوت میں ہی کہ اصوات اونکی بلند اور مرتفع ہو میں تہین
 اور جہر مفرد ہو گیا تھا پس نبی علیہ السلام فی ارشاد فرمایا کہ انکو علی الفکر
 اذ حاصل منی یہ کہ تکبیر و تہلیل میں جہر مفرد مت کر دو اور اذ ال کے
 ساتھ جہر کر دو فانکم لاتدعونکم لہم چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز نے قول
 کے حاشیہ پر لکھا ہے قولہ اربعوا اسی اذ لوقال لیج القامۃ اذ اکا
 معتلہا اسی از فبوا ملکینا بالانصاب عن الجہر المقرب جانا اب پوری حدیث
 سی جہر متوسط کی اجازت صاف ظاہر ہو گئی اور یہ بات آپ ہی جانتی
 ہی ہو گئی کہ کوئی حامل بالحدیث امین کو مثل اذان کے جہر مفرد ہی
 نہیں کہتا بلکہ متوسط جہر ہی بلکہ ادنی جہر سے کہتے ہیں اور وہ حدیث
 میں بصیغہ امر مودہا اور مجاز ہی اب آپ کو حدیث بیان کر کے
 اولیٰ یعنی کے دینی پڑ گئے ۶ میں الزام اونکو دیتا تھا قصور اپنا مکمل
 حضرت بن خوبی فہم کا یہی نتیجہ ہوا کہ اسے فاسخ صحیحہ کہ بات حجت
 کیا کیجیے اگر وہ جہاد ہی تو کچھ مضائقہ نہیں ہے مرن بنی تامل مجتہد دوم
 انکو کوئی گردید کوئی جہد علم بالصلوب دفع دفعہ سوم ہے مشہور
 سیاحد مت و شفیق یک چودہ درود تو نہ بیند کرادوا کہندہ آپ ہر سوال کے

جواب میں فقط ایک بات فرمائی ہیں اور بار بار مکرر نہ کر رہی عبارت کی
 بین کہ اگر ہوں تو لامی اور دوس کے بدلی ہیں لیجائیے وغیرہ کج محکمہ
 اچھی اس بات پر ایک حکایت یاد آئی جو کسی ظریف نے آپ عیسیٰ پر
 فرمائی تھی کہ کسی شخص نے طوطی کو ایک فقرہ فارسی کا دیرینہ شک پڑایا
 تھا اور اس حیوان لاعقل کو ہر بات کی جواب میں یہی کلام سکھایا تھا
 ایک روز ایک لادکا بازار میں لجا کر قیمت اس کی ہزار روپیہ کہتا تھا لیکن بایں
 قیمت اس حیوان لاعقل کو کوئی مائل کب لیتا تھا اتفاقاً درین اثنا
 کسی صاحب خریدار سادہ لوح نے طوطی سی دریافت کیا کہ اسی طوطی آیا تو ہر
 قیمت بسیار کے سزاوار ہی اوسنی وہی دیرینہ شک جواب دیا خریدار سادہ لوح
 نے خرید کر ہزار روپیہ خراب کیا اب شتر بیاں صاحب جس مرتبہ اس سی کوئی
 خطاب فرماتی ہیں وہی دیرینہ شک جواب پاتی ہیں انجام کار خریدار کو پھر
 بیخودی پر نہایت خجالت اور مذمت ہوئی اور نقصان مایہ و نشأت ہمایہ
 کے سبب رنج و ملالت ملی ہذا القیاس کی آپ اس تقریر پر تئذ دیر کے قریب میں
 جو کوئی آویگا ماقبت کو خجالت اور ہنار دیگا جان میں آپ تو دعویٰ علم و فضل
 کے ملی ہیں مگر ابن خزمیہ ابو داؤد و نسائی کو ملاحظہ فرمائیے اور
 مگر جو ادعائیں موجود ہیں دیکھ کر مقابلہ میں علماء کے شرمائی عین ذہل
 بن جو قال صلیت علی النبی صلی علیہ وسلم فرسیدہ الیمینی علی النبی صلی
 علیہ وسلم الخرج ابن خزمیہ کذا فی البیہ المرام و فی شرحہ داخرا ابو داؤد
 و النسائی بل غلط تم دفع یہ الیمینی علی ظہر کذا الیسرے والیسرے میں اس
 انتہی اور یہ حدیث محدثین کے نزدیک ثابت و صحیح ہے سفر سعادت
 ہے دست راست ہر دست چپ ہر ہادی برابر سینہ در صحیح ابن خزمیہ

[illegible]

اہمیت مندہ انتہی پس حدیث صحیحہ سی رکھنا مانو گنا حد پر ثابت ہو اباہ جز
 احادیث سی رکھنا مانو گنا دیر ناث ثابت ہوگا جب تک کہ تصحیح محدثین صحیح
 نہ ہوگی ہمارے من اس حدیث کی نہیں ہو سکتیں بلکہ توجہ اسی حدیث صحیحہ کو
 ہیگی گنا تفرنی الاصول دسیاتی اور اگر بالفرض آپ تصحیح ہی اون احادیث
 کی جلیلہ حوالہ ملا نا شتم سندی و ملا قائم سندی فرماو شکے تو ہی ہمارا مطلب ہے
 توسیع اور تقیم جسکی نسبت آپ احادیث طلب فرماتی ہیں حاصل ہی اور
 طلب ہی ہر طرف فضول وغیرہ مقبول کیونکہ احادیث زیر ناف تو آپکی نزدیک
 جلیلہ حوالہ ملا نا شتم وغیرہ صحیح ہیں اور حدیث و اصل بن حجر کو محدثین صحیح
 فرماتی ہیں اور آپ ہی اوسکی صحت کو تسلیم کرتی ہیں فقط آپکو دوام اس
 فعل میں گفتگو ہی پس جبکہ ہر دو امین رکھنا مانو گنا سینہ پر اور زیر ناف جو
 آپکی زعم کی ہر دو احادیث صحیحہ سی ثابت ہوو تو مجموعہ دویان دونکی بغیر تسلیم کرنا
 نوسخہ اور تعلیم کے دشوار اور مستعد ہوگی اور باوجود تو خیر اور اسکاں جمعہ کی ہونا
 توسیع اور تقیم کے قول نسخہ باطل ہوگا لان نسخہ بالاثبت بالاحتمال و مجرد احتمال
 نسخہ لا یبطل الا سہ سال اور قاعدہ مشرہ علم سول ہی کہ مخالف ظہر وجہ مجہد
 بین المتماثلین یؤخذ بہ احوال اللہ لیلین و ہر اولی سن اہمال احدہما اور اصل
 الحدیث کیوہی صحت و اتفاق صحت اوسکی کا ہاری نزدیک ہر دو نسخہ ہونا
 حدیث میں ہی قابل اعتبار ہے گنا تفرنی الاصول البتہ صحیح ہی ہیں کہ
 حدیث صحیح مطلق مدیکے اسقاط اور رد و نسخ کی و سہلی وغیرہ ہی کہ حدیث جلیلہ
 و نسخہ اوسکی صحیح مطلق لکینہ یا سادی فی الزمرہ ہر دہہ قاریں ہونا ہاری
 اس قول سی ہم اولی مطلب بھی یہ غریب نہیں ہی کہ عمل کے متن صحت تھا تو
 صحت کی شرط لگانا ہاری طرف مطلوب کیا جائے متن غلط نہ رہے البتہ ایسا ہے

ہونا کہ نہ ہو
 بین ہر دو نسخہ
 قاعدہ احتمال
 اور قاعدہ احتمال
 نہ لکنا ہونا
 کہ باطل نہیں ہوگی
 اسکاں میں
 اگر حدیث میں
 دو نسخہ ہوں
 کوئی دو نسخہ ہوں
 زعمی کی قاعدہ
 ہونا کہ نہ ہو
 حدیث صحیح مطلق
 مدیکے اسقاط
 اور رد و نسخ
 کی و سہلی
 وغیرہ ہی کہ
 حدیث جلیلہ
 و نسخہ اوسکی
 صحیح مطلق
 لکینہ یا سادی
 فی الزمرہ ہر
 دہہ قاریں
 ہونا ہاری
 اس قول سی
 ہم اولی مطلب
 بھی یہ غریب
 نہیں ہی کہ
 عمل کے متن
 صحت تھا تو
 صحت کی شرط
 لگانا ہاری
 طرف مطلوب
 کیا جائے متن
 غلط نہ رہے
 البتہ ایسا ہے

علامہ تقی زانی نے کہا ہے کہ یہ کتاب جو کہ درج ذیل ہے
 ۱۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۲۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۳۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۴۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۵۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۶۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۷۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۸۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۹۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۱۰۔ حجاب بنی آدم و سوا کی

اذا را کر ایک تھانص کی شرط مذکورہ بالا میں کچھ شک ہو تو علم حصول کی کتب ملاحظہ
 فرماؤ گا اَللّٰهُ التَّعَالٰی فِی السَّیِّحِ اِذَا دَلَّ الدَّلِیْلُ عَلٰی ثُبُوْتِ شَيْءٍ وَّالْاٰخِرُ عَلٰی
 اَنْتِفَآءِهَا اِنَّمَا اِنَّمَا فِی الْقُوَّةِ اَوْلَادُ عَلٰی اِنَّمَا اَنْ یَّمُوْنُ زَیَادَةُ
 اَحَدِهَا بِمَنْزِلَةِ اَتَابِعِ اَوْ لَا فَعِنِ الصُّوْرَةُ الْاَوَّلٰی مَعَارِضَةٌ وَلَا تَرْجِمُ وَفِی ثَانِیَةِ
 مَعَارِضَةٌ مَّعَ تَرْجِمٍ وَفِی ثَالِثَةِ لَا مَعَارِضَةَ حَقِیْقَةً وَحُكْمُ الْقَوْرَتِیْنِ الْاٰخِرَتِیْنِ
 اِنْ یُعِیْلُ بِالْاَقْوَمٰی وَیَتَرُکُ بِالْاَضْعَفِ لَکُنَّ فِی حُكْمِ الْعَدَمِ بِالنَّسْبَةِ اِلٰی اَقْوَمٰی
 وَغَیْرِ ذٰلِکَ مِنْ قَوَاعِدِ الْاَصُوْلِ اَدْرِیْہُ بَاتٍ تَوَآجِیْ اِیْسٰی بِنِیْ مُہْکَا فِی ہِیْ کہ
 جہاں کہیں ٹہکا ناہنیں کہ ثبوت سنیت کی واسطی مداومت اور دوام فعل
 آنحضرت علیہ السلام کا طلب فرمائی ہو حالانکہ ثبوت سنیت کسی امر میں مداومت
 بنی علیہ السلام کی ہرگز شرط نہ ہیں بلکہ ترک احیانا ضروری ہی اور قریب سنیت
 کی جو کتب حصول میں لکھی ہی کیا آپ کی گوش گذار میں ہوئی کہ اس کتاب میں
 ماسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ اَوْفَعْلَہُ اَوْ تَقْرِیْہُ وَّلَیْسَ بِوَاجِبٍ
 بِسَاحِ مَرْزَا نَظَرِ جَانِجَانِ اِنْ جَوْ حَفِیْقِیْنِ سِیْ ہِنِ مَعْمُوْلَاتِ مِیْنِ فَرَمَاتِ ہِنِ
 کہ در صلوة دست برابر سینہ می بستند و می فرمودند کہ این روایت ارجح
 است از روایت زیر ناف انتہی تشبہ لطیف از تقاریر دلپذیر حضرت لانا
 ابو سعید محمد حسین صاحب ہوری دامت برکاتہم طرفہ ما اے کہ مصلحین
 سہی ایک روش کہتی ہین پڑھی اور ان پڑہ سہی ایک بی بولتی ہین
 اَلَا مَنَ عَصٰی اللّٰہِ اَوْ سِیْ اَنْ پڑہ پر (جسے بجز تھوید الحق وغیرہ اور ورسائل کچھ نہیں
 دیکھا جو کچھ لکھا اوسے سی لکھا جیسی ہماری حجاب مخاطب ستور میں کچھ افسوس
 نہیں افسوس انہی ہی جو گوگوین خواندہ شہوہین پھر ان پڑہوں کی چال چلتی ہے
 جیسی مولوی وحید الزمان صاحب لکھنوی حیدر آبادی ہین کہ ترجمہ اردو

مذکورہ کتاب میں
 ۱۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۲۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۳۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۴۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۵۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۶۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۷۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۸۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۹۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۱۰۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۱۱۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۱۲۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۱۳۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۱۴۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۱۵۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۱۶۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۱۷۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۱۸۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۱۹۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۲۰۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۲۱۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۲۲۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۲۳۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۲۴۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۲۵۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۲۶۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۲۷۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۲۸۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۲۹۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۳۰۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۳۱۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۳۲۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۳۳۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۳۴۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۳۵۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۳۶۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۳۷۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۳۸۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۳۹۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۴۰۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۴۱۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۴۲۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۴۳۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۴۴۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۴۵۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۴۶۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۴۷۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۴۸۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۴۹۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۵۰۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۵۱۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۵۲۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۵۳۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۵۴۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۵۵۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۵۶۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۵۷۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۵۸۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۵۹۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۶۰۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۶۱۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۶۲۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۶۳۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۶۴۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۶۵۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۶۶۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۶۷۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۶۸۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۶۹۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۷۰۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۷۱۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۷۲۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۷۳۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۷۴۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۷۵۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۷۶۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۷۷۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۷۸۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۷۹۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۸۰۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۸۱۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۸۲۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۸۳۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۸۴۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۸۵۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۸۶۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۸۷۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۸۸۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۸۹۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۹۰۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۹۱۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۹۲۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۹۳۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۹۴۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۹۵۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۹۶۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۹۷۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۹۸۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۹۹۔ حجاب بنی آدم و سوا کی
 ۱۰۰۔ حجاب بنی آدم و سوا کی

۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

حدیث نبوی
 روایت کی ہو
 بن ابی شیبہ
 سند روایت نبوی
 مسلم اور دیگر
 وضع حدیث
 غادر فی الصلوۃ
 عن النبی
 روایت کی ہو
 کہ حدیث نبوی
 سند مسلم
 حدیث نبوی
 روایت کی ہو
 بن ابی شیبہ
 سند روایت نبوی
 مسلم اور دیگر
 وضع حدیث
 غادر فی الصلوۃ
 عن النبی
 روایت کی ہو
 کہ حدیث نبوی
 سند مسلم

شرح وقایہ میں یہی بولچ لی ہیں اور اس حدیث زیر نام کی تصحیح میں اپنی
 علم کا حال کہو لی ہیں چنانچہ صفحہ ۹۰ میں اس کتاب کی فراماتی ہیں اور
 کہا بعض جہانی کہ نہیں ہی کوئی حدیث مرفوعہ صحیح سباب میں واسطی خفصہ
 کے اور یہ بات غلط ہی کیونکہ کہا ہی ابن ابی شیبہ بنی مصنف میں حدیثنا و کج
 عن موسی بن عمر عن علقمہ بن وائل بن حجر عن ابیہ رایت البنی صلی اللہ علیہ
 وسلم وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ تحت الشترۃ پہر سکا ترجمہ کر کے کہا ہے
 (کہا بعض علمانی ہذا حدیث صحیح من حیث اسناد لان فیہ رجال کلامہم موسیٰ علیہ السلام
 ثقافت یعنی یہ حدیث صحیح ہی واسطی کہ جتنی راوی ہیں اس میں صحابی چہوڑ کر
 سب ثقہ ہیں) سو اس میں اپنی وہی چال اختیار کی ہی جو ہماری مخفی غلطی
 فی وہ پیارہ تئویر الحق کی بہرہ دہی پر مدعی صحت اس حدیث کا ہوا یہ حضرت
 بعض علما (جس ہی شاید دوسرے ایسی جاکے ہو یا کوئی اور عالم تقلیدی)
 کے توکل پر مجرد توثیق روایات کی نظری مدعی صحت اس حدیث کی ہو پیش
 میں پہر ان پادہ بہرہ سرمایہ بڑی فخر سی ہی بات تئویر انان میں اور اپنے
 مقابلین اہل حدیث کو جاہل بتلاتی ہیں انکی لہن ترائیان کسی کو دیکھنی ہوں
 تو دیا چہ اس کتاب کو دیکھی پہر ان شیخو کو ان تحقیقوں کی مقابل کر کے داد حق
 - جناب اس مجرد ثقہ ہونی فی روایت حدیث صحیح نہیں ہو جاتی جب تک کہ
 ساتھ توثیق روایات کی تین وصف اور اس میں محقق ہوں اور بات بات و
 تحقیق ان چاروں اوصاف کی تصحیح اسکی عمل میں نہ آوی یا کوئی امام
 جلیل شان جو فن تصحیح میں مسلم القول ہو اسکی تصحیح نہ کری - ثبوت ضروری
 تصحیح ائمہ کا بعینہ بحث رفیعہ گزر چکا مقام میں ضروری ہونا تحقیق اور ان
 اوصاف کا جو علاوہ توثیق رجال کی صحت حدیث کیواسطی بکار آمد میں میان

19

[illegible]

تقدیر سے
اندر گزارا ہے
خدا کی کوئی
تعلیق بڑی
بر غالب کی
ہے گوارہ فر
مین میں کر
رہی ہے
ہمارے تقدیر
سے کر دے
۲۰
خدا کی
کے لئے
میں ہے

ثبوت کو پہنچاتی پہر نفی سند و نفی علت بدلیل کرتی ان چاروں مراتب کو طر
کے دعویٰ صحت اس حدیث کا زبان پر لاتی پہر اسکی صحت کی منکر کو جاہل
بتلائی افسوس اپنی بدون اثبات ان امور اربعہ کے دعویٰ صحت بحد
تقلید بعض مجاہل کے کیا اور یہ بخانا کہ اسکی سند میں انقطاع ہی زاوی ہکا
علمتہ جو اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اپنی باپ سی بھی پیدا ہوا ہی اور اپنے
اپنی مقابلین منکرین صحت اس حدیث کو جاہل بتلایا تو گویا اپنی اس
کلام میں اپنی جہل و نادانگی کا اظہار کیا یا میری اس بات کو تصدیق
کیا کہ تقلیدین جان بوجہ کہ سٹ دھری کرتی ہیں اور عالم کہلا کو بحجاب تقلید
ان پڑھوں کی بولی بولنی لگجاتی ہیں پس بشق اول آپکو مطالعہ کتب تواریخ
و اسما و رجال کا جس سے اصل انقطاع و اتصال اسانید کا معلوم ہو لازم
ہی پہر ترسیم اس ترجمہ شرح و قایہ کی واجب اور بشق ثانی ترک کرنا اس
تقلید کا جو دیدہ و دہشتہ خلاف حق پر باعث ہوتی ہی فرض سودا ہی شہر سے
علیہ الرحمۃ یا بعض اکابر نے فرمایا ہی ہے تقلید اندیشہ میں واجب ہے
کہ تقلید پابند ہر طالب ہے اور حافظ امام ناصر الاسلام حافظ ابن خرم
ظاہری نے اس تقلید کے رد میں ایک قصیدہ لکھا ہی جسکا اخیر یہ ہی
ہے وَاَفَرَأَيْتَ عَنِ التَّقْلِيدِ فَوَضَّلَا ؕ اِنَّ التَّقْلِيدَ فِي سَبِيلِ الْهَالِكِ ؕ اور
اسی نظری اکابر حنفیہ جو حنفی مذہب کے اعیان اور روسای شمار کی
جاتی ہیں اس تقلید کو عار سمجھ کر اسکی نام سی بہا گئی اور صاف کہتی ہیں کہ تم
ابو حنیفہ کی ہر بات میں تابع نہیں ہیں بخدا و انکی امام محمد و حنفی ہی جو کہا کرتا
(کیا جو کچہ امام ابو حنیفہ نے کہا ہی میں اسکا قائل ہوں - متقدموں کا مگر متعصب
یا بیوقوف) ذکر کیا اسکو حافظ ابن حجر مستطانی نے لسان المیزان میں

چنانچہ ملاجات سند ہی خفی رسالہ ایقاف علی سبب الخلاف میں فرماتی ہیں
 نقل الحافظ بن حجر فی لسان المیزان عن الطحاوی انہ قال وکلما قال بوصیفة
 اقول بہ وہل یقلد الا عصی او غبی فطارت ہذا الکلمۃ بمصرحتی صارت مثلاً
 اور جبکہ یہہ روش حضرت لکھنوی کی اس مسئلہ میں معلوم ہوئی تو اسی پر نظر
 کتاب جناب کو قیاس کرنا چاہیے اکثر اسمیں ایسی ہی بائین بالوکی دیوار اور
 سراب کے آثار ہیں اگر کچھ حق تعالیٰ فی توفیق دی اور اس پرچہ کو ترقی بخشی
 تو میں سب مضامین و امید اس کتاب کو اس پرچہ میں حسب موقع حرف
 بحرف رد کر دوں گا انشاء اللہ تعالیٰ دنا توفیقی الا باللہ و ہو حبیبی و نعم الوکیل
 تمام ہوا کلام ہدایت انجام مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب امت برکاتہم کا
دفعہ چہارم باوجودیکہ حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ایک
 پیش نظر ہی اور پھر آپ ہمسے حدیث صحیح متفق علیہ کے طالب ہیں جس سے
 امر و جواب قرأت بطور نص نکلتا ہو یہ وہی مثل ہی کہ نقل میں لڑکا اور شہر
 ڈھنڈو راخیر کچھ جامی تعجب نہیں سہ گرنہ میںہ بروز شہر چشم چشمہ آفتاب
 چہ گناہ دین آؤ لا منی اوٹن الفاظ کی جو اشتہار مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب
 لاہوری مدظلہ میں مذکور ہوئی ہیں انہیں کی کلام سی بیان کرتا ہوں نہایت
 حدیث لکھوں گا تاکہ حدیث مذکورہ کی صحت اتفاقی اور نص ہونا و جوئیات
 مقدمہ میں ثابت ہو جاویں اور جامی دم زدن مخالفین نہ ہی قال ہلکنا
 (کوئی کہتا ہی کہ ایسی حدیث کسی مسئلہ میں سوائی ذرا فضل تفاقیمہ و معومات قطعہ
 کے پائی نہیں جاتی کوئی کہتا ہی کہ ہمسے ایسی دلیل کا مطالبہ کرتے ہو
 تم ہی ان مسائل کے خلاف میں کوئی ایسی حدیث پیش کرو اور انجام
 پاؤ چونکہ یہ عذرات ان لوگوں کے سراسر عجز و گریز اور جیلہ و بہانہ ہی

۲۱
 گالی ۱۱
 الفاضل
 میرٹھ
 میں
 اور وہ اس
 میں
 کیجاوی
 نقلی

سرچہا ہے اس لئے اونکی حجت قطع کر ٹیکو میں اپنی الفاظ کی مراد
 ظاہر کرتا ہوں اور معنی بلا کلام صحیح ہوئی اور قطعی الدلالت پر فی احادیث
 مطلوبہ کے ایسے بیان کرتا ہوں جو صدنا احادیث مسائل اختلافیہ میں
 پائی جاتی ہیں بلکہ انہیں مسائل میں اس جانب میں موجود ہیں پس واضح
 ہو کہ مراد میری اس لفظ سی (اس حدیث کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو)
 یہی کہ اس میں کسی کو کلام با دلیل اور جرح میں بالتفصیل جو کسی سی
 نہ اوثہا ہونہ اوٹہہ سکی موجود ہونہ یہ کہ میں کسی کو مجرد چون و چرا ہی
 نہ ہو شروع نخبہ وغیرہ رسائل اصول حدیث میں لکھا ہی کہ جرح دو قسم
 ہی مبہم و مبین مبہم وہ جو بلا دلیل ہو مبین وہ جو مدلل ہو اول کا اعتبار
 نہیں ثانی سی کسی کو انکار نہیں اور چونکہ قسم اول علماء کی نزدیک لاؤ تو
 اعتبار نہ تھا اس لئے مراد ہونا قسم ثانی کا محتاج بیان و اظہار نہ تھا بلکہ
 چونکہ ہماری مخاطبین ناواقف یا حیلہ سازی سی ان معنی سی بخیر بیٹھی
 تو ناچار اظہار ان معنی مراد کا ضروری ہو گیا اور مراد میری لفظ (قطعی الدلالت)
 سی یہی کہ او میں احتمال خلاف با دلیل کا ہونہ یہ کہ وہ کسی وجہ سے
 محتمل خلاف نہ ہو توضیح وغیرہ کتب اصول فقہ میں لکھا ہے کہ قطعی کے
 دو معنی ہیں اول یہ کہ اصل محتمل خلاف نہ ہو دوم یہ کہ احتمال خلاف
 ناشی از دلیل نہ رہی سو ان معنی ثانی کو ظاہر نفس و مثل اسکی سبب قطعیات
 سی ہیں اور ایسی قطعیات مسائل اختلافیہ میں صدنا موجود ہیں اب
 حضرات مخاطبین سی یہ التماس ہی کہ اب تو مسائل عشرہ معلومہ میں کوئی
 آیت یا ایسی حدیث صحیح پیش کریں جسکی محبت پر ائمہ حدیث کی تصریح ہو

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

جو احتمال خلاف ناشی از دلیل مذکور است اینست ابی اسود حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ
 عن محمد بن اسحاق عن محمد بن یحییٰ عن محمود بن الزینب عن عبادہ بن صامت
 قال کنا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوۃ الفجر فقرأ رسول اللہ
 فقلت علیہ القراءة فلما فرغ قال لعلکم تقرأون خلف اماکم قلنا نعم
 یا رسول اللہ قال لا تفعلوا الا بقائتہ کتاب فانه لا صلوة لمن لم یقر یا
 رواہ ابو داؤد والترمذی وقال حسن وفي لفظ لا تقرأوا البشی من القرآن
 اذا جهرت به الا یام القرآن رواہ ابو داؤد والنسائی والدارقطنی وقال
 رجالہ کلہم ثقات وعن عبادہ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
 لا یقرأ واحدکم شی من القرآن اذا جهرت به الا یام القرآن رواہ الدارقطنی
 وقال رجالہ کلہم ثقات کذا فی متقی الاخبار وفي شرحه نبیل الاوطار ج ۱
 اخرجه ايضا احمد و البخاری فی جزر القرات وصححه ابن حبان والحاکم والبیہقی
 من طریق ابن اسحاق الی اخره وفي بلوغ المرام وشرحہ (وفي رواية
 لابن حبان والدارقطنی لا تجزئ صلوۃ لا یقر فیہا بآثم الكتاب وفي غری
 لاحد البخاری فی جزر القرات وصححه ابی داؤد والترمذی وابن حبان
 والدارقطنی والحاکم والبیہقی من رواية عبادہ بن صامت لعلکم تقرأون
 الخ بلفظ ابی داؤد والترمذی كما مر پس جبکہ امام بخاری جو امام الدیلمی فی
 الحدیث بین اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی جو ائمہ جلیل الشان فی حدیث
 بین اس حدیث عبادہ کی تصحیح فرماتی ہیں تو صحیح است اسکی ثابت
 کما تقر فی اصول الحدیث اب اگر آپ دعویٰ اسکی عدم صحت کا
 فرماتی ہیں تو جرح بین بالتفصیل سی ثابت کیجیے اگی رہا نقل قطعی
 بالذالہ ہونا سو وہ اظہر من الشمس ہے کیونکہ مسوق ہے واسطے اثبات

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

قرات فاتحہ کی نسبت متقدموں کی اور نفل دسی ہی کہتی ہیں جو منی مقصود
 کیو سہل سوت ہو تعریف نفل کی اہل اصول فی یہ کی ہی کہ انکاف انظر
 مستوفی لک المصنف ظہورہ فهو النفل اور جبکہ نفل ہونا ثابت ہوا تو قطعاً
 ہونا ہی ثابت ہوا فلشیت المطلوب بکل الوجہ اور اگر انصاف کرو تو
 حدیث عبادہ ہی جو کہ بلفظ شیخین مردی ہی یہی دعای اہل حق ثابت ہے
 عن عبادہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوة لہ
 لم یقرأ بآتم القرآن متفق علیہ یعنی عبادہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ کیا
 انہوں فی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ہنین ہوتی نماز اوس شخص کہ
 جو کہ پڑھی سورہ فاتحہ یہ حدیث متفق علیہ ہی گذانی بلوغ المرام اور شرح
 بلوغ المرام میں ہی در متفقی گفتہ رواہ الجماعہ و لکن بلفظ فاتحہ الکتاب
 و در نیل الاوطار گفتہ و درین باب است از انس نزد مسلم و ترمذی از قتادہ
 نزد ابوداؤد و نسائی و از عبد اللہ بن عمر نزد ابن ماجہ و از جابر نزد ابن ماجہ
 و از علی رضی اللہ عنہ نزد بیہقی و از عایشہ و ابو ہریرہ انتہی اب فرمائی کہ
 یہ حدیث عبادہ متفق علیہ جو سبب شمول و عموم اپنی کی امام اور ماموم اور منفرد
 کو اور خواہ نماز جہرہ ہو یا سریرہ محبت میں اور دلیل ظاہر نہیں تو کیا ہی اور فرق
 در میان امام اور ماموم کے یا در میان نماز جہرہ اور سریرہ کی بلامینہ اور برائے کے
 ہم کس طرح قبول کریں کہ حدیث مذکور بغیر فرق امام و ماموم کے باوازلہ و جواہر
 فاتحہ کو ظاہر فرماری ہی اور عام ہی سبب مصلحت و کجیہ امام ہون یا ماموم
 یا منفرد خصوصاً بموجب آپ کی مسلک کہ عالم اپنی افراد کی شمول میں قطعاً
 بتوایی اور اسوجہ سی آپ نے ایسی باوجود عام ہونگی شک کیا ہی و حدیث
 صحیح سی باوجود خاص ہونگی اعراض کیا حالانکہ امام رازی فی تفسیر کبیر میں

[illegible]

امام حسین علیہ السلام کے بارے میں جو روایات نقل کی گئی ہیں ان میں سے بعض روایات صحیح ہیں اور بعض روایات غلط ہیں۔
 امام حسین علیہ السلام کے بارے میں جو روایات نقل کی گئی ہیں ان میں سے بعض روایات صحیح ہیں اور بعض روایات غلط ہیں۔

الحاصل سبب نہیں جیسا کہ جو مشہور قراۃ فاتحہ خلف الامام میں
 اصل صحابہ و تابعین و اہل مجتہدین قائل و جوب قراۃ فاتحہ خلف الامام
 ہوتی ہیں حضرت ابو ہریرہ کا فتویٰ جو جامع ترمذی میں منقول ہے یہی مخصوص
 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ دیکھو طحاوی حنفی شرح معانی
 الامارین روایت کیا ہے کہ ابراہیم تیمیٰ نے حضرت عمر سی مسئلہ قراۃ فاتحہ
 خلف الامام پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ پڑھا کر پہر ان سے کہا اگرچہ کچھ بھی
 ہوں فرمایا اگرچہ میری بھی ہو پہر اوسنی کہا اگرچہ آپ قرآن پڑھتی ہو
 کہا اگرچہ میں قرآن پڑھتا ہوں الفاظ اس روایت کی یہ ہیں عن ابراہیم
 تیمیٰ قال سلت عمر بن الخطاب عن القراۃ خلف الامام فقال لی اقرأ
 قلت وان كنت خلفك قال وان كنت خلفي قلت وان قراۃ قال
 وان قراۃ اور انہیں وجوہ سی امام محمد علیہ الرحمۃ شاہ خاص امام صنایع
 کی قابل ستحسان قراۃ فاتحہ کی خلف امام نازم سرہرہ میں ہو ہیں چنانچہ
 برایہ میں مذکور ہے پس اگر اذکار مخالفت حدیث کا کہنا کہ ہوتا تو امام صاحب
 مخالفت کیوں کرتی اور قول خلاف امام کی کیا ضرورت تھی اور علماء متاخرین
 میں سی ہی اصل علماء اسی طرف گئی ہیں صاحب حجت اللہ البالغہ اور والد اذکار
 شیخ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہا اور مرزا مظہر جانجاناں معمولات میں دیکھو اور
 مرزا حسن علی غفرلہ لکھنوی کا ایک رسالہ مستقل باب اثبات قراۃ فاتحہ خلف
 میں ہی اور واضح ہو کہ ہم جو آپسے مخالفت قراۃ فاتحہ کی نسبت حدیث صحیحہ منقولہ
 طلب کرتی ہیں سو یہ وجہ سی کہ ہماری پاس حدیث صحیحہ متفق علیہ موجود اور ہمارے پاس
 پاس مخالفت قراۃ کی نسبت حدیث صحیحہ متفق علیہ نہیں موجود اگرچہ ضعیف
 موجود ہوں جو معارض اور مقابل حدیث صحیحہ متفق علیہ نہیں ہو سکتیں اگرچہ

امام حسین علیہ السلام کے بارے میں جو روایات نقل کی گئی ہیں ان میں سے بعض روایات صحیح ہیں اور بعض روایات غلط ہیں۔
 امام حسین علیہ السلام کے بارے میں جو روایات نقل کی گئی ہیں ان میں سے بعض روایات صحیح ہیں اور بعض روایات غلط ہیں۔
 امام حسین علیہ السلام کے بارے میں جو روایات نقل کی گئی ہیں ان میں سے بعض روایات صحیح ہیں اور بعض روایات غلط ہیں۔
 امام حسین علیہ السلام کے بارے میں جو روایات نقل کی گئی ہیں ان میں سے بعض روایات صحیح ہیں اور بعض روایات غلط ہیں۔

۴۱
 نسخہ اول
 نسخہ دوم
 نسخہ سوم
 نسخہ چہارم
 نسخہ پنجم
 نسخہ ششم
 نسخہ ہفتم
 نسخہ ہشتم
 نسخہ نہم
 نسخہ دہم
 نسخہ یازدهم
 نسخہ چہاردهم
 نسخہ پانزدهم
 نسخہ شانزدهم
 نسخہ ہفدهم
 نسخہ اٹھارہم
 نسخہ نوزدهم
 نسخہ بیستم

کثیر سون کا تقرری الاصول و دیہات متباری تقرری ہی ہرے کو جب فی حد
 صغیر ہی تم عاجز و مجبور ہو گئی ہو تو ناچار آیہ شریف کی معنی و مراد خلاف معنی
 مقبرین کی لیتی ہو سہ برہو تاویل قرآن کی سبکی و پست کو جس شذاز تو معنی ہی
 حالاکہ استدلال نہاں ساتھ آیہ مذکور کی پیچیدہ وجہ فاسد و نامقام ہی اما اولاً
 کہ آیت سی فقط اجتماع و انصاف ہی ثابت ہوتا ہے اور یہ بات ایسی سکوت کو
 نہیں کہ مقتدی اپنی نفس میں ستر ہی نہ پڑھ سکے اسو سبکی کے انصاف نام ہی تک
 جہر کا استعمال عرب میں تارک جہر کو منصف کا کہہ سکتی ہیں اگرچہ وہ اپنی فطرت
 اسطرح پڑھتا ہو کہ کوئی دوسرا شخص سنی پس ہو سکتا ہی کہ مقتدی قرات نام ہی
 سنی اور اپنی نفس میں ستر پڑھتا ہی ہی دیکھو حدیث بخاری اور مسلم میں موجود ہے
 کہ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ حضرت علیؓ نے علیہ السلام باہین تکبیر تیرہ و قرات قرآن کی سکوت
 فرمائی تو میں پوچھا یا رسول اللہ آپ اس کا ت سکوت میں کیا پڑا کرتی ہیں تو
 آپؐ فرمایا یہ دعا پڑھتا ہوں اللہم لا تعذبہ فی دینہ و دین خطایہ فی کما بعدت بین المشرق
 والغرب اللهم نفسی من الخطایا کما تنقی الثوب لا بیض من الدنس اللهم خطایا
 بالمار والنج والبر و رواہ شیخان اور سرور بن حبیب روایت کیا کہ اے حفظ من اللہ
 صلی علیہ وسلم سکنتین سکنتہ اذا کثر سکنتہ اذا فرغ من قرات غیر المغضوب علیہ
 ولا انصافین رواہ صحابہ السنن کہ المعات میں کہ سکنتہ اول اتفاق ہی جیسے تم
 پڑھی جائے گی اس سی صاف ثابت ہوگا آہستہ پڑھنی کو ہی سکوت کہا جائے گی
 پس تقریباً ہی استدلال کی نامقام ہی جو مسئلہ مطلوب ہوتا تھا یا نہ وجہ کہ اگر تم
 ہی کہیں کہ اجتماع و انصاف ایسی سکوت کو مقتضی ہی کہ مقتدی اپنی نفس میں ہی
 نہ پڑھ سکے لیکن یہ تمام و انصاف نماز جہر کی ساتھ مختص ہو گا کیونکہ نماز سرور
 تو تمام ہو ہی نہیں سکتا پس یہ سی تمام اور انصاف نماز جہر میں ثابت ہو گا

یہ تو خطا ہی ہی ہے
 یاں اور ہرے کی سکوت
 یاں سکوت کی سکوت
 بخاری مسلم نے
 فقہ حرمین نے
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم
 سے روایت کی کہ اگر تم
 عکبر از ان امور ہر نماز
 میں نماز میں ہی سکوت
 غیر المغضوب علیہ
 سکنتہ

نامہ سنی حیات و حالات اور تاریخ
عاشق کی مین تکلیف
کریسمس اور صومانیہ
عاشق اور صومانیہ

راجا باوجود کہ اگر آیه جعل کیا دی منع قراوت مقدمی پر تو ربط و نظم آیه کا فاسد
 و مختل ہو جاوے گا اور سیاق کا ربط سابق سی نزہت کا و تعالیٰ شانہ عن ذلک تقریر
 اور سکی یوں ہوگی کہ ماقبل اس آیه کی حاصل تفسیر یہی کہ رسول مقبول سی کفار بتائے
 آیات مخصوصہ اور معجزات مقررہ طلب کرتی تھی اور جب آنحضرت علیہ السلام سے
 آیات مقررہ خاصہ ظاہر نہوئیں تو کہتی تھی کہ ہم جن آیات کو طلب کرتی ہیں
 تم کیون نہین بنا لاتی چنانچہ فرمایا واذالم نبارئتمنا یہ قالوا لولا اجتبتہا پس اللہ
 تعالیٰ فی رسول مقبول کو امر کیا کہ او کو جواب دین کہ مجھ کو کچھ اختیار و قدرت
 نہیں کہ اپنی طرف سی کوئی آیه اور نشانی بنا لاؤں اور سوای اتباع وحی الہی
 کی دوسری بات کا مجھ کو حکم نہیں چنانچہ فرمایا قل فماتع ما یوحی الی من فی
 اب ارشاد فرماتی ہیں کہ کفار کی آیات مقررہ اور معجزات مخصوصہ کا ظہار
 جو ترک کیا گیا اور سکی وجہ یہی کہ قرآن شریف خود معجزہ اور آیه صحت نبوت
 کے واسطی کافی و درافی ہی اور اس بات کو یوں تعبیر فرمایا ہذا نصار من
 ربکم ویدی ورحمتہ لقوم یؤمنون اور جب یہ دعویٰ کیا کہ قرآن شریف خود
 معجزہ اور بصائر ہی اور یہ بات ظاہر نہیں ہوگی مگر ساتھ اس شرط کے
 کہ جب نبی علیہ السلام قرآن شریف کو پڑھیں تو وہ او کو بغور سنیں اور
 او سکی طرف بالتمام سمع و شہود قلب متوجہ ہوں تاکہ او سکی اعجاز فصاحت
 واقف ہوں اور جو نکات او علوم کثیرہ بلکہ غیر متناہیہ اوسین مندرج ہیں او کو
 سمجھیں تب صدق اعجاز قرآن شریف کا او کو متیقن ہو اور نبوت رسول
 مقبول کی قائل ہوں لہذا خطاب مع الکفار فرمایا کہ واذ قرأ القرآن فاستمعوا
 وافتتوا لعلکم ترحمون پس اگر ناجا دی کہ آیه میں خطاب کفار سی ہی تو ربط و
 نظم آیه کا قائم رہتا ہی خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوے کہ آیه جواب مقولہ

۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

ہوا کہ کہی تھی کہ استمعوا لهذا القرآن و انصتوا لیعلکم لغیبہ من اسکی جواب میں آیا
 ہوا کہ فاذا قرأ القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلکم ترسلوا علاوہ یہ کہ پہلی آیت میں
 روحہ لموسنین علی سبیل الخیرم و قطع فرمایا ہی اور یہاں پر لعلکم ترسلوا خلاف جزم
 و قطع کی پس در صورت خطاب مع لموسنین اس تغیر اسلوب بیوجہ کی کیا وجہ
 ہوگی البتہ اگر اس آیت میں خطاب کفار سی ہو تو کلمہ لعلکم ہی نہایت جہلان
 و مناسب ہو جاوے گا اور در صورت ہونی خطاب کے طرف موسنین یا موسین کی جو
 ربط و نظر آئے کا فخل ہوگا وہ ضعیف بسبب پر مضمی نہیں ہے انکس است اشارت
 کہ اشارت داند نہ کہ کتابت ہی محرم اسرار کا است ہے کیا خوب فرمایا ملو ناہویم
 محمد صلیح صاحب ہوری فی کہ سہی حنفی جو آنحضرت کی حدیث کو صحیح ماکر قبح و حرج
 سالم جانکا و اسکی مقابلہ میں قرآن کی آیت پڑھتی ہیں بیشک ہی عقائد کہتی ہیں
 کہ آنحضرت فی اس آیت کی معنی نہیں سمجھی و نہ حدیث کی مقابلہ میں کہی قرآن پر ہیں
 بلکہ دونوں کو باہم سو فی کرین و لیکن چونکہ یہ بات صاف صاف عوام میں نہیں
 کہہ سکتی اسلیئے وہ ایک ٹی کی آڑ میں شکار کھیلتی ہیں اور اس بری عقائد کو
 اس قاعدہ کی منہ میں ظاہر کرتی ہیں کہ آیت قطعی ہوتی ہی اور حدیث ظنی اور
 قطعی کی مقابلہ میں ظنی پر عمل جاگز نہیں ہی مگر چونکہ وہ اس قاعدہ کی پابند
 نہیں تھی اور چنان اس قاعدہ پر چینی سی مذہب امام کی پیروی چھوٹی ہی
 وہ ان اس قاعدہ کو بالائی طاق رکھتی ہیں اور بمقابلہ آیت قطعی کی حدیث ظنی
 بلکہ قول صحابی بلکہ اسی فقیہ سی مشک کرتی ہیں تو اسے ثابت ہوتا ہی کہ وہ
 قاعدہ انکا محض کار عمل بالحدیث کی لیں آڑ ہی اور درحقیقت یہ قول امام کو
 حدیث پر مقدم سمجھتی ہیں اور انکی فہم کو آنحضرت کی فہم سی اچھا جانتی ہیں اب تک
 پہلی تصدیق اپنی دعوی کی ایک مثال جس سی یہ ثابت ہو کہ قاعدہ انکا محض

ہوا کہ کہی تھی کہ استمعوا لهذا القرآن و انصتوا لیعلکم لغیبہ من اسکی جواب میں آیا
 ہوا کہ فاذا قرأ القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلکم ترسلوا علاوہ یہ کہ پہلی آیت میں
 روحہ لموسنین علی سبیل الخیرم و قطع فرمایا ہی اور یہاں پر لعلکم ترسلوا خلاف جزم
 و قطع کی پس در صورت خطاب مع لموسنین اس تغیر اسلوب بیوجہ کی کیا وجہ
 ہوگی البتہ اگر اس آیت میں خطاب کفار سی ہو تو کلمہ لعلکم ہی نہایت جہلان
 و مناسب ہو جاوے گا اور در صورت ہونی خطاب کے طرف موسنین یا موسین کی جو
 ربط و نظر آئے کا فخل ہوگا وہ ضعیف بسبب پر مضمی نہیں ہے انکس است اشارت
 کہ اشارت داند نہ کہ کتابت ہی محرم اسرار کا است ہے کیا خوب فرمایا ملو ناہویم
 محمد صلیح صاحب ہوری فی کہ سہی حنفی جو آنحضرت کی حدیث کو صحیح ماکر قبح و حرج
 سالم جانکا و اسکی مقابلہ میں قرآن کی آیت پڑھتی ہیں بیشک ہی عقائد کہتی ہیں
 کہ آنحضرت فی اس آیت کی معنی نہیں سمجھی و نہ حدیث کی مقابلہ میں کہی قرآن پر ہیں
 بلکہ دونوں کو باہم سو فی کرین و لیکن چونکہ یہ بات صاف صاف عوام میں نہیں
 کہہ سکتی اسلیئے وہ ایک ٹی کی آڑ میں شکار کھیلتی ہیں اور اس بری عقائد کو
 اس قاعدہ کی منہ میں ظاہر کرتی ہیں کہ آیت قطعی ہوتی ہی اور حدیث ظنی اور
 قطعی کی مقابلہ میں ظنی پر عمل جاگز نہیں ہی مگر چونکہ وہ اس قاعدہ کی پابند
 نہیں تھی اور چنان اس قاعدہ پر چینی سی مذہب امام کی پیروی چھوٹی ہی
 وہ ان اس قاعدہ کو بالائی طاق رکھتی ہیں اور بمقابلہ آیت قطعی کی حدیث ظنی
 بلکہ قول صحابی بلکہ اسی فقیہ سی مشک کرتی ہیں تو اسے ثابت ہوتا ہی کہ وہ
 قاعدہ انکا محض کار عمل بالحدیث کی لیں آڑ ہی اور درحقیقت یہ قول امام کو
 حدیث پر مقدم سمجھتی ہیں اور انکی فہم کو آنحضرت کی فہم سی اچھا جانتی ہیں اب تک
 پہلی تصدیق اپنی دعوی کی ایک مثال جس سی یہ ثابت ہو کہ قاعدہ انکا محض

ہوا کہ کہی تھی کہ استمعوا لهذا القرآن و انصتوا لیعلکم لغیبہ من اسکی جواب میں آیا
 ہوا کہ فاذا قرأ القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلکم ترسلوا علاوہ یہ کہ پہلی آیت میں
 روحہ لموسنین علی سبیل الخیرم و قطع فرمایا ہی اور یہاں پر لعلکم ترسلوا خلاف جزم
 و قطع کی پس در صورت خطاب مع لموسنین اس تغیر اسلوب بیوجہ کی کیا وجہ
 ہوگی البتہ اگر اس آیت میں خطاب کفار سی ہو تو کلمہ لعلکم ہی نہایت جہلان
 و مناسب ہو جاوے گا اور در صورت ہونی خطاب کے طرف موسنین یا موسین کی جو
 ربط و نظر آئے کا فخل ہوگا وہ ضعیف بسبب پر مضمی نہیں ہے انکس است اشارت
 کہ اشارت داند نہ کہ کتابت ہی محرم اسرار کا است ہے کیا خوب فرمایا ملو ناہویم
 محمد صلیح صاحب ہوری فی کہ سہی حنفی جو آنحضرت کی حدیث کو صحیح ماکر قبح و حرج
 سالم جانکا و اسکی مقابلہ میں قرآن کی آیت پڑھتی ہیں بیشک ہی عقائد کہتی ہیں
 کہ آنحضرت فی اس آیت کی معنی نہیں سمجھی و نہ حدیث کی مقابلہ میں کہی قرآن پر ہیں
 بلکہ دونوں کو باہم سو فی کرین و لیکن چونکہ یہ بات صاف صاف عوام میں نہیں
 کہہ سکتی اسلیئے وہ ایک ٹی کی آڑ میں شکار کھیلتی ہیں اور اس بری عقائد کو
 اس قاعدہ کی منہ میں ظاہر کرتی ہیں کہ آیت قطعی ہوتی ہی اور حدیث ظنی اور
 قطعی کی مقابلہ میں ظنی پر عمل جاگز نہیں ہی مگر چونکہ وہ اس قاعدہ کی پابند
 نہیں تھی اور چنان اس قاعدہ پر چینی سی مذہب امام کی پیروی چھوٹی ہی
 وہ ان اس قاعدہ کو بالائی طاق رکھتی ہیں اور بمقابلہ آیت قطعی کی حدیث ظنی
 بلکہ قول صحابی بلکہ اسی فقیہ سی مشک کرتی ہیں تو اسے ثابت ہوتا ہی کہ وہ
 قاعدہ انکا محض کار عمل بالحدیث کی لیں آڑ ہی اور درحقیقت یہ قول امام کو
 حدیث پر مقدم سمجھتی ہیں اور انکی فہم کو آنحضرت کی فہم سی اچھا جانتی ہیں اب تک
 پہلی تصدیق اپنی دعوی کی ایک مثال جس سی یہ ثابت ہو کہ قاعدہ انکا محض

انکار کی آڑ ہی اور حقیقت میں وہ اسکی پابند نہیں ذکر کرنا ہون سلسلہ جمعہ
 قرآن میں یوں ناطق ہی اذاتو ذی لعلو من یوم جمعہ فاسوالی ذکر کرنا
 و ذرو البیع دیکھو یہ صریح ہی ہے کہ جمعہ کیوسلی پادشاہ یا شہزادہ بازار نہ ہو سکی
 کچھ شرط نہیں پہر خفیہ اسق یہ کو نہیں مانتی اور اسکو مبالغہ ایک قول مجاہد
 کے بلکہ بقول ایک عالم مذہب خفی جسکا قول بالاتفاق حجت نہیں ہو کر
 ہیں اور کہتی ہیں کہ جہان شہر نہیں حاکم امیر نہیں بازار کو چہ نہیں ہوتا
 جمعہ صحیح نہیں الی ان قال غور کر کے انصاف سی کہنا چاہی کہ یہاں
 قرآن پر سی عمل کہاں چلا گیا اور اس قاعدہ کو کون لے گیا اس معلوم
 کہ یہ پابندی قاعدہ کی نہیں ہی بلکہ پابند تقلید امام کی ہیں پس اگر اسکی
 محافظت قرآن کی اخذ کریں دیکھتی ہیں تو اسکو ماہتہ مارتی ہیں اور اگر وہ
 تقلید حدیث پر عمل کر لی سی قائم رہتی ہی تو اسکی طرف دھڑکتی ہیں انتہی
 اور ہم تمہارے نہیں کہتی ہیں کہ متبع سکناات امام کا ضروری جیسی اور اقوال مختلفہ
 نسبت قرات فاتحہ کی آئی ہیں ایک قول یہ ہے کہ وقت سکناات امام
 کے ٹپ ہی جاوی ہمارا ثبوت مطلب سیر نہیں کہ ثبوت سکناات دہلی قرات
 فاتحہ کی حدیث صحیح سی کیا جاوی ہم یہ کہتی ہیں کہ کسی حال میں قرات فاتحہ
 ترک نہ ہو خواہ امام سکناات کرسی یا کمری اور حدیث صحیح سی ثبوت سکناات دہلی
 قرات فاتحہ کے ہو یا نہ ہو اب عرض ہے کہ اتباع سنت تو آپ سبب غبار
 و تعصب کے نہوا اور اتباع قرآن سبب بی فہم قوت ہوا چنانچہ دلائل سب سے
 ظاہری الی اس صرح کی ٹپ سی کا موقع ہی ہے بین تفاوت ردہ از کجاست
 تا کہجا بہی جو مبالغہ حدیث و قرآن کی آپکی رائی کو بخوبی دیکھا تو یوں معلوم ہوا
 ہے نہ وہی دست دل و نشان صحرایہ چراغ مردہ کجا شمع اقباب کجا اور

و لہجائی ملک لکلام کی جو سنگر و مخالفت ہی نہایت شد و مدتی پیش کی گئی محض لفظ
 اس جہت کی رو پر با جو نرم زیر دست و عاجز زری اور کچھ ہنسکا با وجودیکہ فن ادب
 و تصنیف تصابہ و خطب میں یہ طولی و کمال رکھتی تھی لیکن کوئی شخص ایک
 چوٹی سی سورت کی بنالائی پر ہی قادر ہوا رو و انکار میں قرآن شریف کے
 سب طرح کا مکابرہ و مجاہدہ کیا حتی کہ جنگ و پیکار و جدال و کارزار کر کے ہزار
 ہزار ضیاء و اصل کی صیہ نہ ہوئی اور لاکھوں ہنی بند و قید انواع انواع کی ننگ مار
 اپنی اور اختیار کیا اگر ایک چوٹی سی سورت بنالائی تو اس سب وبال و تکال
 نجات پائی سارا جگہ تفصیل و صاف ہو جاتا اور کذب دعویٰ آنحضرت کا کھنڈ
 ہو جاتا کذب قرآن شریف جو خلاصہ مرادات و لہجائی لفاظ منزلی تھا فقط بیانیہ
 بالمثل حاصل تھا خصوصاً ایسی وقت مقابلہ خصم میں ہر تنفس کو استحسان صدق
 و کذب دعویٰ اپنی مخالفت کا ضرور منظور ہوتا ہی اور ظہور کذب خصم سی نفس
 انسانی نہایت سرور ہوتا ہی فضیلت و عزت اپنی اقران و امثال پر منحصر
 کو مرغوب ہوتی ہی براہی و تقادوست معاصران ہم کمال سی ہر انسان کو
 مقصود و مطلوب علی مخصوص و تنقید طرف خصم سی آوازہ ہل من آویں بیانی
 فی میدان اقصا حہ بلند اور ایدہ برحق جو کہ وہ مخالفین طلاق لسانی و ذلت
 بیانی میں یکتائی زمانہ و ارجندہ ایک چوٹی سی سورت بنا کر امر و ملامتین ہم شہ
 سی صورت حصول غارف دنیوی امر یعنی علا و دران نصرت نہیب بائی اور
 مایہ امر دینی عیب ننگ خجالت و عار و شام زنا دست ہی رسی و پاک ہو جاتے
 شہادت اعدایع ہوتی اور دشمن جگہ خاک ہو جاتی تمام خفت میں شہرت و نام
 ہوتا اپنا اور اپنی قوم و خاندان کا کام ہوتا اہل کفر و انکار نہت پذیر و شکنجہ
 ہوتی طریق بدل سی سب لوگ نیز ہوتی اگر تمام عمر میں ہی سب جمع ہو کر ایک

اس جہت کی رو پر با جو نرم زیر دست و عاجز زری اور کچھ ہنسکا با وجودیکہ فن ادب
 و تصنیف تصابہ و خطب میں یہ طولی و کمال رکھتی تھی لیکن کوئی شخص ایک
 چوٹی سی سورت کی بنالائی پر ہی قادر ہوا رو و انکار میں قرآن شریف کے
 سب طرح کا مکابرہ و مجاہدہ کیا حتی کہ جنگ و پیکار و جدال و کارزار کر کے ہزار
 ہزار ضیاء و اصل کی صیہ نہ ہوئی اور لاکھوں ہنی بند و قید انواع انواع کی ننگ مار
 اپنی اور اختیار کیا اگر ایک چوٹی سی سورت بنالائی تو اس سب وبال و تکال
 نجات پائی سارا جگہ تفصیل و صاف ہو جاتا اور کذب دعویٰ آنحضرت کا کھنڈ
 ہو جاتا کذب قرآن شریف جو خلاصہ مرادات و لہجائی لفاظ منزلی تھا فقط بیانیہ
 بالمثل حاصل تھا خصوصاً ایسی وقت مقابلہ خصم میں ہر تنفس کو استحسان صدق
 و کذب دعویٰ اپنی مخالفت کا ضرور منظور ہوتا ہی اور ظہور کذب خصم سی نفس
 انسانی نہایت سرور ہوتا ہی فضیلت و عزت اپنی اقران و امثال پر منحصر
 کو مرغوب ہوتی ہی براہی و تقادوست معاصران ہم کمال سی ہر انسان کو
 مقصود و مطلوب علی مخصوص و تنقید طرف خصم سی آوازہ ہل من آویں بیانی
 فی میدان اقصا حہ بلند اور ایدہ برحق جو کہ وہ مخالفین طلاق لسانی و ذلت
 بیانی میں یکتائی زمانہ و ارجندہ ایک چوٹی سی سورت بنا کر امر و ملامتین ہم شہ
 سی صورت حصول غارف دنیوی امر یعنی علا و دران نصرت نہیب بائی اور
 مایہ امر دینی عیب ننگ خجالت و عار و شام زنا دست ہی رسی و پاک ہو جاتے
 شہادت اعدایع ہوتی اور دشمن جگہ خاک ہو جاتی تمام خفت میں شہرت و نام
 ہوتا اپنا اور اپنی قوم و خاندان کا کام ہوتا اہل کفر و انکار نہت پذیر و شکنجہ
 ہوتی طریق بدل سی سب لوگ نیز ہوتی اگر تمام عمر میں ہی سب جمع ہو کر ایک

اس جہت کی رو پر با جو نرم زیر دست و عاجز زری اور کچھ ہنسکا با وجودیکہ فن ادب
 و تصنیف تصابہ و خطب میں یہ طولی و کمال رکھتی تھی لیکن کوئی شخص ایک
 چوٹی سی سورت کی بنالائی پر ہی قادر ہوا رو و انکار میں قرآن شریف کے
 سب طرح کا مکابرہ و مجاہدہ کیا حتی کہ جنگ و پیکار و جدال و کارزار کر کے ہزار
 ہزار ضیاء و اصل کی صیہ نہ ہوئی اور لاکھوں ہنی بند و قید انواع انواع کی ننگ مار
 اپنی اور اختیار کیا اگر ایک چوٹی سی سورت بنالائی تو اس سب وبال و تکال
 نجات پائی سارا جگہ تفصیل و صاف ہو جاتا اور کذب دعویٰ آنحضرت کا کھنڈ
 ہو جاتا کذب قرآن شریف جو خلاصہ مرادات و لہجائی لفاظ منزلی تھا فقط بیانیہ
 بالمثل حاصل تھا خصوصاً ایسی وقت مقابلہ خصم میں ہر تنفس کو استحسان صدق
 و کذب دعویٰ اپنی مخالفت کا ضرور منظور ہوتا ہی اور ظہور کذب خصم سی نفس
 انسانی نہایت سرور ہوتا ہی فضیلت و عزت اپنی اقران و امثال پر منحصر
 کو مرغوب ہوتی ہی براہی و تقادوست معاصران ہم کمال سی ہر انسان کو
 مقصود و مطلوب علی مخصوص و تنقید طرف خصم سی آوازہ ہل من آویں بیانی
 فی میدان اقصا حہ بلند اور ایدہ برحق جو کہ وہ مخالفین طلاق لسانی و ذلت
 بیانی میں یکتائی زمانہ و ارجندہ ایک چوٹی سی سورت بنا کر امر و ملامتین ہم شہ

وساکت ہیں حالانکہ ہمت و رازتاً قیامت ہی دیکھی ہی اور حکم و اوکو شہد
 اجازت استہد و دستخوار کی دیگر اعوان و انصاری ہی مل گئی ہی مہبت
 ایتان بالمثل ہی عاجز و مجبور ہیں اور کامیابی ہی دور و مجبور اب فرمائی
 کہ سچیزہ نہیں تو کیا ہی اور جب معجزہ ہونا قرآن شریف کا ثابت و تحقق
 ہوا تو اتباع قرآن مجید و نبی الرحمہ ہی واجب ہو گیا کیونکہ قرآن شریف
 از اول تا آخر اتباع نبی کریم کی طرف دعوت کرتا ہی اور اپنی پیروی کی فطرت
 پلاتا ہی اور تقلید کا جا بجا رد کرتا ہی اگر آیت قرآنیہ رد و تقلید میں لکھی جائے
 تو ایک دفتر دیگر بنایا موسیٰ گران جلد را حسین ملا کند مگر دفتر دیگر انشا
 کند قال اللہ تعالیٰ استبشروا انزل الیکم منکم ولا تتبعوا امری وند او یا و قال
 تعالیٰ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون حسنه الایہ و قال تعالیٰ
 اتخذوا احیاء و مرسیا ثم اربابا من وند وند و قال تعالیٰ واذ قیل لکم تجل
 ما انزل الله قالوا بل نسیج ما الفیما علیہا باران الخ و قال تعالیٰ فان تنار عمر فی علی
 فرز وہ الی الله و الرسول انکم تمون بالہد و لیوم اتاخر و قال تعالیٰ ما اتاکم الرسول
 فخذوہ و ما نہاکم عنہ فامتنوا فان قیل کہ مذہب اماموں کا ہی ما اتاکم الرسول
 و جل ہے پس امر فخذوہ کسی تقلید او نکی ہی واجب ہوئی اقول گفتگو تقلید
 شخصی میں ہی تخصیص ایک امام کی کہان ہی لاوگی میں بکی توضیح اور تفسیر
 میں کلام ہدایت انعام مولانا سید محمد زید حسین صاحب فذلک کا نقل کرنا سنا
 جانتا ہوں و مرید اب بعض اہل بصیرت کے لیے جو قرآن اور حدیث
 کے سمجھنی کا قصد رکھتے ہیں اور اوسکی قصد و مہلی اور کافی بھتی ہیں
 دلائل شرعیہ کا بیان جاسیے پہلی دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ما اتاکم
 الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فامتنوا اور قول اللہ تعالیٰ کا

و سائکت ہین حالانکہ ہمت و ارزا قیامت ہی دیکھی ہی اور حکم وادعوت ہند
 اجازت استہاد و دستتاری دیکر اعوان و انصاری ہی مل گئی ہی مہرب
 ایتان بالمثل ہی عاجز و مجبور ہین اور کامیابی سی دور و مجبور اب فرامی
 کہ معجزہ ہین تو کیا ہی اور جب معجزہ ہونا قرآن شریف کا ثابت و تحقق
 ہوا تو اتباع قرآن مجید و نبی الرحمہ ہی واجب ہو گیا کیونکہ قرآن شریف
 از اول تا آخر اتباع نبی کریم کی طرف دعوت کرتا ہی اور اپنی پیروی کی طرف
 بلاتا ہی اور تقلید کا جبار و کرتا ہی اگر آیت قرآنہ رد تقلید میں لکھی ہو
 تو ایک دفتر دیگر بنایا ہو سہ اگر ان جملہ را حسن ملا کند مگر دفتر دیگر انشا
 کند قال اللہ تعالیٰ اتبوا ما انزل الیکم من حکم ولا تتبعوا من ورائہ اولیاء وقال
 تعالیٰ فبشر عباد الذین یستوفون القول فیتعوبون حسنة الایہ وقال تعالیٰ
 اتخذوا حیاةکم و ربما ینہم اربابا من ورائہ وقال تعالیٰ و اذا قیل لکم اتبوا
 ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما افینا علیہ اباؤنا الخ وقال تعالیٰ فان تنازعتم فی شئ
 فزرؤہ الی اللہ و الرسول انکم تونون باللہ و لیمون الاخر وقال تعالیٰ ما اتاکم الرسول
 فخذوہ و ما نہاکم عنہ فامتنوا فان قیل کہ تہیب اما مولا کا ہی ما اتاکم الرسول
 و جل ہے پس امر فخذوہ ہی تقلید او کی ہی واجب ہوئی اتقول گفتگو تقلید
 شخصی میں ہی تخصیص ایک امام کی کہان ہی لاوگی میں سبکی تو خیر اور خیر
 میں کلام ہدایت انعام مولانا سید محمد زید حسین صاحب خلد کا نقل کرنا سنا
 جانتا ہوں و مہربا اب بعض ہل بصیرت کے لیے جو قرآن اور حدیث
 کے سمجھنے کا قصد رکھتے ہین اور اوسکی مقصود اصلی اور کافی سمجھتی میں
 دلائل شرعیہ کا بیان چاہیے پہلی دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ما اتاکم
 الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فامتنوا اور قول اللہ تعالیٰ کا

اتبوا ما انزل ايلک من ربکم وجہ استدلال کی پہچے بیان ہوگی پہلی چند مقدمات
 کی تہہ چاہئے مقدمہ اولی جوشی کہ واجب ہوا اللہ تعالیٰ کے امر سے
 ترک کرنا اور نہ حرام ہوتا ہے چنانچہ تلویح میں کہا ہی حاصل ہذا الکلام
 ان وجوب شئی یل علی حرمتہ ترکہ و حرمتہ شئی یل علی وجوب ترکہ و
 ہذا فاما لا یصور فیہ النزاع انتہی مقدمہ ثانیہ ائمہ اربعہ کے مذاہب حق ہیں
 اور مصداق ہیں باتاکم الرسول اور ما انزل کی علی سبیل الدوران اسلئے
 کہ حق عند اللہ ایک ہی ہے اور یہ مقدمہ عند الجمہور مسلم ہی اور محتاج ایراد
 نقل کا نہیں مقدمہ ثالثہ بعض ائمہ کا ترک کرنا بعض احادیث کو فرع
 تحقیقی اونکی کی ہی کیونکہ اونہوں نے ان احادیث کو احادیث قابل
 عمل نہیں سمجھا بدعویٰ نسخ یا بدعویٰ ضعف اور اشال اوسکی کی مزید کہ
 حدیث کو قابل عمل کے سمجھکر پہلے اقوال کی پابندی سی حدیث نہیں پائی
 تھے مآشا اللہ عنہم مقدمہ رابعہ جو مقلد محض کہ حدیث سی یہ خبر نہیں کہنا
 اگر حدیث کو قبول نہ کری تو قبول کرنا اوسکا فرع تحقیق کی مثل ائمہ اربعہ کے
 نہوگی بلکہ ترک کرنا حدیث کا ہوگا مقدمہ ششم فاسمہ آجکل کے بعضی منسوب جو
 بعض احادیث میں تاویل بی باعث اور دعویٰ نسخ اور ضعف کا یہ دلیل
 بلکہ مجرد پابندی قول امام کہے سی کر کے حدیث کو ترک کرے ہیں وہ
 ویسے نہیں جیسے کہ ائمہ اس لینی کہ ائمہ سے دعویٰ نسخ و ضعف اور
 تاویل کا خاصا تحقیق دین اللہ اور جمعا بین الادلہ بتا اور اہر کل کے
 لوگون کو تاویل کرنا مراغہ لقول الامام مقابل رسول کے ہے چنانچہ امام
 باعث نظام ہیں و دویٰ جمیل صاحب جو تنویر العینین سے نقل کیا گیا
 گذر اسقہ ششم اسدہ ائمہ اربعہ کے مقلدین کو لازم ہی کہ چاروں اماموں کو

[illegible]

برابر سمجھیں نہ یہ کہ اپنے امام کے مذہب کو صواب و محمل خطا اور دوسرے
 ائمہ کے مذاہب کو خطا محمل الصواب سمجھیں جیسا کہ مقتضای قول علامہ نسفی
 کا ہے جو شبابہ اور درختا میں مذکور ہے اذ اسئلنا عن مذہبنا و مذہب
 خصموننا قلنا وجوباً مذہبنا صواب محمل الخطا و مذہب مخالفنا خطا محمل
 الصواب انتہی مافی الدرر و کذا فی الاشباب اسلئے کم و بیش سمجھے اور برابر
 سمجھے کہ یہ قول بظاہر و حق نامقبول ہی جیسا کہ ابن حجر اور محقق شیخ ابن الہمام
 کے کلام سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ سید محمد امین المشہور بابن العابدین
 مرد الخاریین فرماتی ہیں اذ اعلیت ذالک نظر لک ان ما ذکر عن النسفی من
 وجوباً عقدا ان مذہبہ صواب محمل الخطا و مبنی علی انہ لا يجوز تقليد المنفصول
 و انہ يلزم التزام مذہبہ و ان ذالک لا يتأتی فی العامی و قد رایت فی آخر فائد
 ابن حجر الفقیہ التصریح بجنس ذلک فانه سئل عن عبارة النسفی المذكورة ثم
 حرر ان قول الامامة الشافعية كذا لک ثم قال ان ذالک منبئ علی بضعف من
 یجب تقليد الا علم دون غیرہ و الاصح انہ یخیر تقليد اسی شار و لو مفضو لا و
 ان اعتقه كذا لک و حنیة فلا یمكن ان یقطع او یظن انہ علی الصواب بل علی
 المقلدان یعتقد ان ما ذہب الیہ امامہ انہ حق قال ابن حجر ثم رایت محقق
 ابن الہمام صرح بما یویدہ حیث قال فی شرح البدایہ ان اخذ العامی
 ما یقع فی قلبہ انہ صواب اولی علی ہذا اذ اسئلتی لمجتہدین فاختلغا علیہما
 ان یاخذ بایسئل الیہ قلبہ بہما و عنہی انہ لو اخذ بقول الذی یا یسئل الیہ جائز
 لان سئلہ و مدکھ سواد و لو واجب علیہ تقليد مجتہد و قد فعل انتہی و خطا
 فی ہی ظاہر معنی کو رد کر کے تاویل کر دی ہی چنانچہ کہا ہے و انما
 ان ما ذہب الیہ امامنا صواب عنہ مع احتمال الخطا و اذ محمل مجتہد

(Marginalia in Urdu/Hindi script, including phrases like 'مذہبنا صواب' and 'خطا محمل')

یسبب قد یخفی فی نفس الامروا بالنظر اینا فعل واحد من الاربعة مصیبت فی اجتهاد
 کل مقلد یقول هذه العبارة یوسل عن سبع عن لسان فانه الذی تقلده ویرث
 انه یكلف کل مقلد اعتقاد خطا المجتهد الاخر الذی لم یقلده لان تقلید مقلد
 یسوغ بقدر ضرورة التقليد وحي کون المقلد ليس من اهل النظر فی الاموال الاستنباط
 الا حکام الثمانية ثقله فی بعض فقط فان قلت انه مکلف به ايضا ولا یلزم
 اوار الکلیف من مقتضاه من صحته قلت لا یلزم ذلک الیه اعتقاد عدم صحة ما تقلده
 وحقن لا یقول بل یوجب الصواب ظاهرا واما محطية خلاف من سبغها مکلف
 به کذا الحققة شیئا من القول است به لاثن المافرود کل شخص البوسعود انتهى کل مقلد
 فی هاشية المختار او عیارت صریح ابن المافرود کل شخص کی قول مدیدین
 سے وکسین لادان کیلف کل مقلد ان یقلد ذلک فیما تقلد فیہ او ذلک تقلد فیما
 لا یقلد فیہ ویرث من ذلک من قبل ان تقلد ان یسوغ بقدر الضرورة وهو
 محتاج الی اهل العلم بالقرآن فی حصوله واما الحققة او صحة ما قلده فیہ وطلان
 ما یراه فالیس من الکلفا فان قلت بل هو مکلف به و الا یلزم اذا الکلیف مع
 حقا و عدم صحته قلت لا یلزم ذلک الا لو حققة عدم صحة ما قلده فیہ وحقن القول به
 بل هو علی بعد اخبار ایش فعل علیه هو الاخذ بقول مجتهد واما محطية من اخذ
 بخلاف ذل مجتهد مقلد به فما یكلف به المتعلم اور الیہابی طاعی قاری فی شرح
 صیل العلم من قول برنسی کی تخفید او تقلید کی ہی تو متکلم کو جا ہی کہ چارون
 مذہبونکہ برابر جانی پس جب یہ فہم رہو یا تو یہ جب ہند مال کی بیان ہوتی
 وہ یہ ہی کہ جو شخص حق الذہب مثلا ہو کہ ایسی شخصیں اپنی مذہب کی گواہی
 کہ شافعی مذہب مثلا کسی سہلہ بین اتباع نہیں کرتا اور اسکونار و اجاناکر
 اور کرنیو الیکو طعن کرتا ہی تو ترک کیا اوسنی بعض اتی بالرسول کو حکم تھا کیا

غرض از اینست که اگر کسی از این چهار مذہب باشد و از یکی از این مذہب پیروی کند و از یکی از این مذہب پیروی نکند و از یکی از این مذہب پیروی نکند و از یکی از این مذہب پیروی نکند

اگر کسی از این چهار مذہب باشد و از یکی از این مذہب پیروی کند و از یکی از این مذہب پیروی نکند و از یکی از این مذہب پیروی نکند و از یکی از این مذہب پیروی نکند

اگر کسی از این چهار مذہب باشد و از یکی از این مذہب پیروی کند و از یکی از این مذہب پیروی نکند و از یکی از این مذہب پیروی نکند و از یکی از این مذہب پیروی نکند

[illegible]

جاننا ہی اور اگر واجب غائی تو دونوں فرضی برابر ہیں لیکن اپنی طرف اولیٰ جی چنانچہ
شرح بخاری میں قرآنی میں ماتحت اس معنیٰ کی نکتہ دہری حتمہ وجود واما اذا لم
یتسوخ ذلک فینتوی فیہ الامران ولکن جبۃ الیقین اولیٰ التہیٰ اور طبیعی فی فرمایا ہی کہ
اس معنیٰ ہی معلوم ہوا کہ جو کوئی ایک مرتعہ یعنی جیسا کہ اس مقام میں اختیار کرے
جانب میں کا ہی خوب اصرار کر کہی اس طرح کہ کہہو اور سکو چھوڑی تو اس سے شیطان
فی حصہ یا یا اضلال کا پھر کیا حال اوس شخص کا جو اصرار مکر اور بدعت پر مصر ہو رہا
چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں قرآنی میں تحت اوسی حدیث کی وقیہ ان من اضر
سئل امر مندوبی جعل عزما ولم یعلل بالرضخہ اصاب منه الشیطان من الاضلال
فکیف من اضر علی بدعتہ انتہی اور اسی جگہ ہی ہی جو فقہانی لکھا ہی کہ سجدہ مشکہ
کافی نفسہ مستحب لکن بعد نماز کی مکروہ ہی اس جہت سے کہ عوام دیکھ کر واجب
بنا ہیں گے یا سنت سمجھیں گی چنانچہ قرآنی میں وحجۃ الشکر مستحبہ بغیتی لکن اگر
بعد القلوۃ لان الجملۃ یقتدو بہا سفنہ اور اجبتہ وکل صباح یودی الیہ مکروہ نہ ہو
وکنذانی سائر کتب فقہ وخطادی فی کہا ہی کہ یہ مکروہ تحریمی ہی تو اس سے شک
غوی ہی مطابق تصریحات ان محدثین و فقہا کی جبکہ کسی مرتعہ کا التزام اور مستحب
اصرار و پست کرنا فعل شیطانی اور مکروہ تحریمی ہوا تو التزام اور اصرار تھا اور جو
ایک مجتہد کے ذہن کا جو مخالف اجماع قرون ثلاثہ کی اور مخالف قرآن کی ہی کیونکہ
بدعت نہ ہو گا تیسری دلیل اجماع صحابہ کا جو قرآنی فی نقل کیا ہی وجمہ نفسی علی ان
من استغنیٰ ابابکر و عمر قلۃ ہما فہ ان یتغنیٰ ابابکر و عمر فہ من اجل چنانچہ صاحب مسلم
الشوہ فی حاشیہ منہ میں نقل کیا ہی اور فاضل قنداری فی نا فاعل ان التفرع من
الحصول میں نقل کیا ہی اور مولانا عبدعلی فی شرح مسلم میں نقل کر کے اسیر تفرعات
فی میں چنانچہ روایت ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و

فصلی کہ ان کو کچھ نہ ہو سزا میں ان کو عذاب نہ ملے گا اور ان کو عذاب نہ ملے گا اور ان کو عذاب نہ ملے گا

روایت

[illegible]

معلوم ہوا پس جبکہ کل صحابہ اور تمام مومنین کا قرون اولیٰ میں اسپر اجماع ہوا کہ کبھی ایک مجتہد کی تقلید کرتی اور کبھی دوسری مجتہد کی پہراب ایک ہی مذہب کا التزام کہنا اور اسکو واجب جاننا اور تارک اس التزام کے کو گمراہ جاننا اور لاندہب کہنا اور لائق تعزیر کے جانکر تعزیر دینی اور مردود و لاشعنا کہنا پہر بہ نسبت ایسی عقیدہ والی کے بدعت ضناہ اور حرام نہیں تو کیا ہی اور معتقد ایسی عقیدہ اور عمل کا مصداق اس یکریمہ و شیخ غیر سبیل المومنین کا کیونکر ہوگا اور مصداق من شد شد فی النار کا اس حدیث سی امبول شود اور من شد شد فی النار کسطح ہنو کا انتہی کلام شیخنا و مولانا السید محمد زبیر حسین ندظلہ العالی الی مدی الا یام والی الی افسوس صد افسوس کہ بمقابل ایسی تقلید حرام مخالف ما انزل علی خیر الانام کے وجوب اتباع کتاب سنت کا منکر جاننا اور باوجود دعویٰ سلام و ایمان کے سند وجوب اتباع کتاب و سنت عنان طلب کرنا آپ ہی جیسی لوگوں کا کام ہی کڈنا کہ قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلبہم و اذا قیل لہم قنا الی ما انزل الی الرسول قنا لوجہنا ما وجنا علیہ ابا دنا ونا لعلی شک مما تدعوننا الیہ ریب و قنا ونا لفقہ کثیر مما نقول الی غیر ذلک من مقالہم المستجنبہ و کلماتہم المستقبیۃ لکمیتہ فی کتاب اللہ تعالیٰ و یحی اللہ الباطل و یحق الحق بکلماتہ انہ کتاب لایاتیہ الباطل من بین یدیرہ و لا من خلفہ منہ نزول من رب العالمین انکم کیف تملکون ام لکم کتاب فیتہ تدرون ان لہم فیہ ما تحفرون و ذالک ظنکم الذی ظنتم بہکم فاصبحتم من الخاسرین اب لہ ارشاد یہ ہے کہ آپ فی حضرت امام کو مثل قرآن و نبی کریم کے مغترض الطافہ و واجب الاتباع و محیط وحی آسمانی اعتقاد کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی کو تو لا ملا و یا ہی ہی لیکن یہ تو ارشاد ہو کر اس اعتقاد

[illegible]

بی بنیاد کی کچھ سند و سناد ہی ہی یا محض وہم و خیال کہ بقول مولانا صاحب
 شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کے جسکا بطلان خود لفظ امام سے ہی
 ظاہر ہے اگر کوئی سند قوی یا ضعیف ہو تو لائے اور حدیث سی انتصار وغیرہ میں
 لیجائیے لیکن یہ خوب یاد رہی کہ جن آیات اور حدیث سی انتصار وغیرہ میں
 استدلال پکڑا ہی اوس سی آپکی مراد ہرگز حاصل نہوگی اور جب ہم
 واجب الاتباع ہونا کتاب و سنت کا ثابت کر چکی تو آپ سی رسول
 کیا جاتا ہے تاکہ جواب ترکی بہ ترکی سو جاوی امید کہ ذرہ سوچ اور سمجھ کہ
 جواب دیا جاوی **سوال** آپ جل مام کی تقلید شخصی کے قائل و جواب میں
 قول اوسل مام کا آپ کے نزدیک مطابق کتاب و سنت کے ہے یا نہیں
 اگر آپ قول اوسل مام کے موافق کتاب و سنت ہونیکو نہیں پہچانتے تو
 باوجود احتمال غیر مطابق ہونیکو وجوب شخصی کے کیوں قائل ہو اور اگر
 قول اوسل مام کا مطابق کتاب و سنت کے ہونا پہچانتی ہو تو کس دلیل سے
 اگر دوسری کی تقلید سے تو اوسی طرح اوس دوسری کی تقلید میں کلام سوا
 پس دور لازم آویگا یا تسلسل و کلابا باطلنا لا اتفاق فالتقلید الضیاع باطل اور اگر
 مطابق و سنت کے ہونا قول اوسل مام کا حلی تقلید کی گئی ہے علم و
 عقل سے پہچانتی ہو تو اس صورت میں تقلید اوسل مام کی نہوی بلکہ
 اتباع کتاب و سنت کا ہو بہر حال ثبات تقلید کا مستلزم و سکی نفی کو ہوتا
 پس تقلید شخصی کی مٹی تو نہایت ہی خراب ہوگئی یہ سوال بقابلہ اسکی ہے
 کہ مٹی وجوب اتباع کتاب و سنت کی دلیل طلب کی تھی دفع و دفعہ ششم
 قولہ ظہر کے وقت میں الی قولہ رہا ہی نہیں جاتا **قول** اہل انصاف سے
 طلب انصاف ہی کہ جب تمام مجتہدین و محدثین حتی کہ شاگردان امام صاحب

بی بنیاد کی کچھ سند و سناد ہی ہی یا محض وہم و خیال کہ بقول مولانا صاحب
 شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کے جسکا بطلان خود لفظ امام سے ہی
 ظاہر ہے اگر کوئی سند قوی یا ضعیف ہو تو لائے اور حدیث سی انتصار وغیرہ میں
 لیجائیے لیکن یہ خوب یاد رہی کہ جن آیات اور حدیث سی انتصار وغیرہ میں
 استدلال پکڑا ہی اوس سی آپکی مراد ہرگز حاصل نہوگی اور جب ہم
 واجب الاتباع ہونا کتاب و سنت کا ثابت کر چکی تو آپ سی رسول
 کیا جاتا ہے تاکہ جواب ترکی بہ ترکی سو جاوی امید کہ ذرہ سوچ اور سمجھ کہ
 جواب دیا جاوی **سوال** آپ جل مام کی تقلید شخصی کے قائل و جواب میں
 قول اوسل مام کا آپ کے نزدیک مطابق کتاب و سنت کے ہے یا نہیں
 اگر آپ قول اوسل مام کے موافق کتاب و سنت ہونیکو نہیں پہچانتے تو
 باوجود احتمال غیر مطابق ہونیکو وجوب شخصی کے کیوں قائل ہو اور اگر
 قول اوسل مام کا مطابق کتاب و سنت کے ہونا پہچانتی ہو تو کس دلیل سے
 اگر دوسری کی تقلید سے تو اوسی طرح اوس دوسری کی تقلید میں کلام سوا
 پس دور لازم آویگا یا تسلسل و کلابا باطلنا لا اتفاق فالتقلید الضیاع باطل اور اگر
 مطابق و سنت کے ہونا قول اوسل مام کا حلی تقلید کی گئی ہے علم و
 عقل سے پہچانتی ہو تو اس صورت میں تقلید اوسل مام کی نہوی بلکہ
 اتباع کتاب و سنت کا ہو بہر حال ثبات تقلید کا مستلزم و سکی نفی کو ہوتا
 پس تقلید شخصی کی مٹی تو نہایت ہی خراب ہوگئی یہ سوال بقابلہ اسکی ہے
 کہ مٹی وجوب اتباع کتاب و سنت کی دلیل طلب کی تھی دفع و دفعہ ششم
 قولہ ظہر کے وقت میں الی قولہ رہا ہی نہیں جاتا **قول** اہل انصاف سے
 طلب انصاف ہی کہ جب تمام مجتہدین و محدثین حتی کہ شاگردان امام صاحب

بلکہ خود ایک روایت میں امام صاحب کا یہی مذہب یہی ہی گذشتہ طبع
ایک مثل کے ختم ہو جاتا ہی اور حرمین شریفین وغیرہ میں ہی عمل درآمد
اسی پر ہی چنانچہ مولف فی خود اقرار کیا پہر ظاہر الروایت کی تائید و تہاتر
تمام مجتہدین و محدثین کا خلاف کرنا اور حرمین شریفین کے عمل درآمد کو جو
موافق اولہ شرعیہ ہی ہی ترک کر دینا بلکہ خود ایک روایت امام صاحب کو
شادینا اور صاحبین کے مذہب کو ہی بالائی طاق رکھ دینا لیکن فی جواب
دیے نہ سکتا یہ تو انصاف و عقل کو صاف جواب دیدینا ہے اور اس پر
دعویٰ بی نقصیٰ بین ریش و فیش اگر بے نقصیٰ اس کا نام ہے تو نہیں معلوم
کہ نقصہ کیسا ہو گا اللهم احفظنا من شرہ اور مہتو آپ سی یہ وجہ لڑائی کو سرگرم
طیار نہیں بلکہ اگر کوئی وجہ یہی ہو تو یہی جنگ و جدل سی برکات رہیں
باقصہ سکند و دارا غواندہ ایمہ ازما بجز حکایت مہر و وفا میرس بدہنی تو
آپ سی فقط ایک حدیث دربارہ باقی رہی وقت ظہر کے مثلین تک جو کہ
آپ کی ہی فرمائیکے خلاف مذہب جملہ محدثین و مجتہدین کے خلاف عمل درآمد
حرمین شریفین کے ہے دریافت کی ہی آپ جو علم و عقل کی سرایسی غلطی
بے مایہ میں جواب تو بن نہیں آتا کلمات جنگ و جدل کے زبان پر آتے
ہیں و لغز و قال لسان الغیب سے از دلق پوش عموماً نقد طلبتے یعنی نہ
فسان سخن کی کیا میرس قولہ سنئی ہو طار امام مالک سی تو بعد مشین ہو گا
اقول یہ بات آگے بہت ٹھیک ہے کہ متحدہ اوقات صلوٰۃ ایسی چیز ہی کہ سمین
رہی صحابی کو یہ بات ممکن نہیں بلکہ آپ کی قول کی تائید کیو سہی مذہب میں کہ
فی بحقیقت مواقیت صلوٰۃ تو یقینی ہیں بغیر تحدید و تقدیر شارع علیہ السلام کو مقرر
بشری و سکی دریافت میں قاصر ہی اور اس میں جو ہے جب معراج میں نماز پڑھیں

[illegible]

فرض ہو میں تو حضرت جبریل امین علیہ السلام نے یہ وصیہ اوقات عینہ صلواتہ فی ایک روز
مازل ہوئی اور دور وزنی دینی حضرت علیہ السلام کو نماز ٹرائی اور تحبہ و تعلیم قرآن
صلواتہ فرمادی اگر اوقات صلواتہ کی توفیق نہ ہو تو اس میں تحدید کی کچھ ضرورت نہ تھی و
ایضا قال اللہ تعالیٰ ان الصلوة كانت علی المؤمنین کتابا موقوتا وقال فی الحلی قالوا
الموقوت لا یؤخذ بالرائی بہ کچھ پیہر مگر یہ توفرائی کہ حدیث ابی ہریرہ جو اپنے وقت ظہر
تحدید میں تک سمجھی یہ کیونکر ہو اگر محض اپنی رائی اور قیاس سے تو یہ تو خود
اپنی تسلیم فرما چکی ہیں کہ رائی صحابی کو بھی پسین کچھ دخل نہیں اور اب کی رائی کا
تو ذکر ہی کیا ہو اور اگر حدیث سی حدیث شعلین ثابت کرتی ہو تو حدیث میں ظہر
وطلی لفظ متکلف بصیغہ افراہی نہ متکلف بصیغہ تشدید اور یہ جو کچھ اتانی کر کے
ظہر کو شعلین تک پہنچاتی ہے سطح سی کہ مراد مثل سی بیان نہ ہو علاوہ فی الزوال کہ
حالانکہ حضرت ابی ہریرہ نے اپنی کلام میں فی الزوال کو مستثنائین فرمایا تو
ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ کلام حضرت ابی ہریرہ مثل ظہر اذا کان ظلالک متکلف
کے ٹیکہ معنی ہیں کہ نماز ظہر سی فارغ ہو جائیسی وقت تک کہ سایہ تیر مثل
تیری ہو جائیسی چنانچہ امام نووی وغیرہ نے حدیث امامت جبریل میں ہی
معنی بیان فرمائی ہیں قال النووی معناه فرغ من الظہر میں صار ظل کل شیء
متد وشرع فی العصر فی الیوم الاول حين صار ظل کل شیء متدا اب حدیث
نہ کو سی وقت ظہر مثل تک ہی رہا فائدہ حدیث دلیل لنا انکرم من الزام انکو
دیتا قصور یا کل بابہ اور قطع نظر ان کے بقا وقت ظہر بعد شعلین تک
جو آپ کا قصور ہی وہ اب بھی معتدق غنیمت ہو وہی کیونکہ مانا ہے کہ نماز
ظہر بعد مثل کے پڑھی جاوے لیکن اس سے آخر وقت ظہر شعلین
تک کیونکہ ثابت ہوا اگر کہو قیاس سی تو پہلے تسلیم کر چکے ہو کہ رائی

[illegible]

[illegible]

ظل کل نبی مثلہ الخ اور صحیح مسلم میں روایت عبداللہ بن عمر موجود ہے کہ
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وقت الظهر اذا زالت الشمس وكان
 ظل الرجل كطوله لم يحضر العصر وقت العصر لم تقصر الشمس صل مطلب اس
 حدیث کا یہ ہے کہ بعد زوال آفتاب کی طرف مغرب کے وقت ظہر کا ہر
 اور آخر وقت اس کا یہ ہے کہ ہوا وی سایہ کسی شخص کا ماند درازی
 قد اس کے کے جب تک کہ وقت عصر حاضر نہ ہو اور بعد ہوا جانی سایہ
 کسی شی کے مثل اس کے شروع وقت عصر ہے جب تک کہ آفتاب
 زرد نہ ہو انتہی حاصلہ اور سوای انکی اور بہت احادیث صحیحہ میں جمع ہوتا
 تمام وال بین اسپر کہ وقت ظہر تک مثل باقی رہتا ہی اور بعد مثل
 وقت عصر داخل ہو جاتا ہے قولہ کیا عجیب باعث نقصان ہو ہی ہو
اقول العجب کل العجب وما اور یک ما العجب کہ کسی حدیث صحیحہ پایہ
 میں تجدید وقت ظہر کی مثلین تک موجود نہیں اور جملہ مذاہب مجتہدین
 و محدثین کی خلاف خود تسلیم کر چکے ہو اور پھر یہ کہتے ہو کہ کیا عجیب
 کہ آخر کا تغیر و تبدل ہو ہو اگر مثلین تک پہنچ گیا ہو اگر ایسا ہی تغیر و
 تبدل ہی تو دیکھا چاہی کہ آپ کی نزدیک کوئی امر دینی باقی رہیگا یا
 نہیں جابن یہ احتمال تو ہر ایک امر دینی میں ہر شخص موجب خواہ
 اپنی کے جاری کر سکتا ہے کہ آخر کا تغیر و تبدل ہو ہو اگر یوں
 ہو گیا ہو اور دون ہو گیا ہو لیکن اکل اور تخمین آپکا مونسے
 احادیث صحیحہ کے ہرگز ہرگز مفید و مقبول نہ ہو گا ان اظن لایقین
 من الحق شیئا آپ ایسی بات کہہ دیتے ہیں کہ اولیٰ خود ملزم ہو جائے
 بین ۵ میں الزام افکو ویتا تبا فتورا پنا نخل آیاد قولہ ایسے

غرض اس حدیث میں ہے کہ جب تک کہ آفتاب کی طرف مغرب کے وقت ظہر کا ہر
 اور آخر وقت اس کا یہ ہے کہ ہوا وی سایہ کسی شخص کا ماند درازی
 قد اس کے کے جب تک کہ وقت عصر حاضر نہ ہو اور بعد ہوا جانی سایہ
 کسی شی کے مثل اس کے شروع وقت عصر ہے جب تک کہ آفتاب
 زرد نہ ہو انتہی حاصلہ اور سوای انکی اور بہت احادیث صحیحہ میں جمع ہوتا
 تمام وال بین اسپر کہ وقت ظہر تک مثل باقی رہتا ہی اور بعد مثل
 وقت عصر داخل ہو جاتا ہے قولہ کیا عجیب باعث نقصان ہو ہی ہو
اقول العجب کل العجب وما اور یک ما العجب کہ کسی حدیث صحیحہ پایہ
 میں تجدید وقت ظہر کی مثلین تک موجود نہیں اور جملہ مذاہب مجتہدین
 و محدثین کی خلاف خود تسلیم کر چکے ہو اور پھر یہ کہتے ہو کہ کیا عجیب
 کہ آخر کا تغیر و تبدل ہو ہو اگر مثلین تک پہنچ گیا ہو اگر ایسا ہی تغیر و
 تبدل ہی تو دیکھا چاہی کہ آپ کی نزدیک کوئی امر دینی باقی رہیگا یا
 نہیں جابن یہ احتمال تو ہر ایک امر دینی میں ہر شخص موجب خواہ
 اپنی کے جاری کر سکتا ہے کہ آخر کا تغیر و تبدل ہو ہو اگر یوں
 ہو گیا ہو اور دون ہو گیا ہو لیکن اکل اور تخمین آپکا مونسے
 احادیث صحیحہ کے ہرگز ہرگز مفید و مقبول نہ ہو گا ان اظن لایقین
 من الحق شیئا آپ ایسی بات کہہ دیتے ہیں کہ اولیٰ خود ملزم ہو جائے
 بین ۵ میں الزام افکو ویتا تبا فتورا پنا نخل آیاد قولہ ایسے

قولہ اگر یوں کہوں لی قولہ باعتبار اصل بیان تہی **اقول** ایمان کا مفہوم کیفیت
 ہونا محض دعویٰ ہی جب تک مدلل نہ کیا جاویں کیونکہ تسلیم ہو کہ جو لوگ قائل
 ہیں اس بات کی کہ اعمال ہی دخل ایمان میں اونکی نزدیک ایمان کیونکہ مفہوم
 کیفیت ہی ہوگا جب تک عدم دخول اعمال حقیقت ایمان میں دلیل ہی ثابت نہ کیا
 جاویں سلمنا کہ ایمان مجرد تصدیق ہی تو ہے عدم زیادت و نقصان چیز منع ہے
 کما منع القاضی العمدہ بعض المحققین علاوہ یہ کہ مولف خود کہتا ہے کہ ایمان مفہوم
 کیفیت ہی ہے اور مفہوم کیفیت میں بالذات کمی بیشی مساوات کا امکان نہیں ہے
 اور خفیہ مساوات ایمان کی تو قائل والمؤمنون متساوون فی الایمان چنانچہ
 فقہ اکبر وغیرہ میں مذکور ہے فہو جو اکبر فی المساوات فہو جو ابنا فی الزیادۃ والنقصان
 اور یہ جو دعویٰ حصر کیا ہے (کہ جن آیات اور احادیث میں زیادت پر دلالت ہے
 وہ ان یہی دلالت ہے کہ وہ زیادت باعتبار تزیادۃ احکام و اخبار تہی) یہ حصر
 محض خلاف ہی ہم بقصد اختصار دو ایک آیات و احادیث ایسی کہتی ہیں کہ
 جو زیادت ایمان پر دلالت کرتی ہیں مگر تزیادۃ احکام و اخبار کا وہ ان سے پہلی
 نہیں خیر مولف صاحب کی اوقات تو خراب و ضائع ہو گئی لیکن سکھو تو اب
 ہوگا شاید کہ اوسکو یہی نفع دیوین فان الذکر یشی تنفع المؤمنین سنو قال اللہ
 تعالیٰ واذ قال ابراہیم رب انی کیف تحیی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی کذب
 لیطعن قلبی اگر مراتب یقین کی مختلف اور متفاوت نہیں تو رسول حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کا واسطی طلب مرتبہ عین الیقین کی کیوں واقع ہوا حالانکہ علم حق
 یعنی وحی دستہ دلال ہی تصدیق ایمانی تو تہی ہی کہ پروردگار احیاء لموات
 قادر ہے اور جبکہ مرتبہ عین الیقین کا علم الیقین ہی زیادہ ہوا تو جو ایمان
 بعین الیقین حاصل ہے وہ بھی زیادہ ہوگا اوس ایمان ہی جو فقط علم الیقین سے

۱۰
 ادب مومنین انبیا
 لکھو کہ جب کہ باہر سے ایمان میں
 ۱۱
 پس جو جواب تم کو ملے گا
 میں دی جاوے گا
 اور نقصان میں کیونکہ جو
 سادات کو قبول کی دیا وہ
 نقصان کو جو قبول کی دیا
 ۱۲
 میں تحقیق کا کہی تو ان میں
 نفع دیکھو مومنین کو میں
 اور جب کہ باہر سے ایمان میں
 ۱۳
 انکے پاس یہاں یہاں کیوں
 جاننا ہی مردہ کیوں کیا میں نے
 دیکھا کہ وہ ایمان میں دیکھنا
 تمام پروردگار میں دیکھنا
 ۱۴
 سنا ہی ایمان میں دیکھنا
 ان کے بصیرت و سکون دیکھنا
 ایمان ان اوصی و احسان

حاصل ہو کہ بیاضیادی فی تفسیر میں آیہ مذکورہ کی دلکشت سلت لازمی بصیرت
و سکون قلب بمقامتہ العیان الی الوحی والاستدلال و ایضا قال اللہ تعالیٰ فی الزمر
قال لهم الناس ان الناس قد جمعوکم فاحتسبم فزادهم ایمانا قال البیضا دی فی
تفسیرہ و ہو دلیل علی ان الایمان یزید و نقیص و بعضہ قول بن عمر رضی اللہ
قلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان یزید و نقیص قال نعم یزید حتی یجمل
صاحبہ الخبۃ و نقیص حتی یدخل صاحبہ النار و ہذا ظاہر ان جبل الطاقۃ من جبلۃ
الایمان و کذا ان لم یجمل فان یقین یزاد بالائف و کثرۃ التامل و تناصر
الحجج اتہی اور نیز شرح فقہ اکبر میں ہی و محسن علم قطعاً ان ایمان الائمۃ لیس کایمان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم و لاکایمان ابی بکر الصدیق باعتبار ہذا تحقیق و ہذا معنی
ما ورد یوزن ایمان ابی بکر الصدیق بایمان جمیع المؤمنین لرحمہ ایمانہ انتہی غرض
آیات و احادیث بیشمار ہیں جو زیادت و نقصان ایمان پر تخصیصاً دلالت کرتی
ہیں اور اعتبار کر کے نیز اید احکام و احباب کی وہان گئی بیش بہن و ملا علی قاری
حنفی شرح فقہ اکبر میں فرماتی ہیں بطور تشبیل حسی کی فان کما کثر مع الایمان کما کثر
مع البصر و لا شک ان لبصر انکشافون فی قوۃ البصر و منفعۃ فہم الاخصش و الاغشی
و سن یری خطا فہم دون الرفیق الا بربحاجۃ و نحوہ و سن یری من قرب زاد
علی العادۃ و آخر بعضہ و قال عبید بن جابر فان تفاوت نور کلمۃ التوحید فی قلوب
الہبا لا یخصیئہ الائمۃ سجادہ فمن الناس من نوراً فی قلبہ کالمسحس منہم کالغمر
و منہم کالکوب اندری و منہم کالمسحس العظیم و آخر کالسرراج المضعیف و فی مقام
آخر فان الصدیقین مجہد و ث عالم لیس لصدق بطلوہ الشمس لہذا اور فی انہ
لیس الخیر کالعامۃ انتہی و منہم ما قبلہ شنیہ کی ہوا مندیدہ و ترادیدہ و چونکہ
راشندیہ ہر صنفکہ محققین علماء حنفی کی نزدیک زیادت و نقصان ایمان میں نظر

[illegible]

واقع ہی اور دلائل سابق سی بخوبی واضح ہو کہ مسئلہ مساوات ایمان انبیاء و اولیاء
 اور عوام مومنین اور عامہ مقلدین کا محض خلاف کتاب سنت ہے اور جو شخص اس
 مساوات کی قائل ہیں اغلب کہ ایسی ہی خفیوں کے حق میں حضرت شیخ عبد القادر علیہ الرحمۃ
 فی غنیۃ الطالبین میں فرقہ مرجعہ میں ہونا لکھا ہی اور مترجم عبد حکیم جو کہ بہت ہی
 کہ یہ کسی کا الحاق ہی یہ غلط ہی آئی کہ شیخ فی سبب اونگی مرجعہ مومنین کا ہی
 لکھا ہی کہ یہ مانند فرقہ مرجعہ کے ایمان انبیاء علیہم السلام اور عوام کا برابر ہے
 ہیں اور زیادتی و کمی کی قائل نہیں اور ایمان کہتی ہیں تصدیق قلب اور
 اور قرار زبانی کو بدون اعمال کی بلکہ توضیح میں تو یہ لکھا ہی کہ بعض خفیوں کے
 نزدیک ایمان فقط نام ہی تصدیق کا اور قرار زبانی واسطی محفوظ رہتی کی
 ہی دنیا میں ہتک اور لٹ سی نہتی پس قائلین اس مساوات کی بالضرور
 فرقہ مرجعہ میں داخل ہیں **دفعہ دوم** قولہ جواب توالی تولد عند
 معقول ہی **اقول** مولانا شمس نے اصل میں مطالبہ دلیل کا اس مسئلہ کلیہ
 کیا ہی (قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونا ہر ایک شی کی تحریم و تحلیل میں جمع ہونا
 و نسخ سی متعلق ہونا و مثال جزئی اس مسئلہ کلیہ کی اس طرح دی ہی (مثلاً
 کسی شخص فی ناحق کسی کی جورو کا دعوی کیا کہ یہ میری جورو ہی اور قاضی کے
 سامنی جوئی گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لی اور وہ عورت او کو سمجھا دے
 تو وہ عورت بحسب ظاہر ہی او کی بی بی ہی اور اس سی محبت کرنا ہی حلال
 ہی) پس کہیں کہنا کہ (جواب تو آپ کی اس غرض کا فقط اتنا ہی کہ مشکوہ
 غیر کی نسبت خفیوں کا یہ قول ہی نہیں بلکہ غیر مشکوہ کی نسبت ہی) اس طرح
 جواب ہو سکتا ہی یک صورت جزئیہ یعنی مشکوہ غیر کو اگر آئیے اس قلعہ مدہ
 مستثنی ہی کر لیا تو پہر ہی اثبات اس قلعہ مدہ کلیہ کا و کل شی قضی بہ القاضی

۵۳
 دین کا حکم داری

فی الظاہ ترجمہ ہونی الباطن کہ نہ لک و نہ اذ اقصی باطلال کہ نافی الہدایہ جو
 اور ہزاروں صورتوں کو مشتمل ہی کسی دلیل مثبت مطلوب کی ایک ذمہ داری
 اور جواب آپکا محض تمام وغیرہ کا فی اور ایک صورت جزئی یعنی غیر منکوحہ کی
 نسبت جو آپ فی بحر طویل بیان کر کے نفاذ قضا کا ہر اوطان اپنی زعم ظاہر
 میں ثابت کیا ہی وہ ہی محض یکا کر کیونکہ ایک صورت جزئی میں کسی حکم
 کے ثابت ہو مٹی کب لازم آتا ہی کہ کلیہ حکم ثابت ہو جاوی موجبہ جزئیہ
 موجبہ کلیہ کو کب مستلزم ہی اور یہ جو آپ فی صفحہ اشارہ میں فرمایا ہی (الستہ)
 زن غیر منکوحہ اور اموال باقیہ کی نسبت علماء حنفیہ کا یہ دعویٰ ہی الخ میر
 کہتا ہوں کہ اموال باقیہ کو آپ فی دعویٰ میں تو شامل کر لیا ہی اور پھر جو دلیل
 فاسد اسکی آپ لائی ہیں تو فقط نسبت غیر منکوحہ کے اور اموال باقیہ سے
 آپ نے کچھ تعرض نہیں کیا ان ہذا ہی عجاب پس مطالبہ دلیل کا اس دعویٰ کلیہ
 پر ایک ذمہ ہنوز باقی اور جواب آپکا نا تمام وغیرہ کا فی اور درختار میں منکوحہ
 غیر کا ہستنا اس دعویٰ کلیہ سے صراحتاً کہیں نہ کو نہیں اگر آپ سچی ہیں تو
 نکال دیجی لیکن اشارہ منی کام نہ لیجی تعجب ہم کہ تمام مسائل جزئیہ شاذہ
 مختصرہ بلکہ غیر واقعہ کو تو احداث اور اختراع کر کے بتقریر کہیں اور اس
 ہستنا زن منکوحہ غیر کو فقط ایک اشارہ ہی جسکو ہر ایک شخص جو آپ کے سمجھ
 نہ سکی ترک اذ قسمہ ضیق ہی اور آپ فی یہاں پر تو اشارہ کو ہی سمجھ لیا اور
 حدیث صحیحہ جو اس باب میں نص صریح قطعی الدلالہ موجود ہی کما سیاتی اسکو باطل
 نہیں سمجھ سکتی ۵ اطلاق از چہ را باید باطلی ۵ عاطلاق از چہ خوشکاید عالمی ۵
 دانا بعد وانا الیہ راجعون اور شامی وغیرہ فی اگر اس خاص صورت کا ہستنا
 کر دیا ہی تو یہ ہی اس سے مطالبہ دلیل کا اس دعویٰ کلی پر تو باقی ہی را اگر

سلفہ سے منسوب ہے
 ۵۴
 یہ دعویٰ ہی الخ میر

اس خاص صورت یعنی منکوحہ غیر مین مطالبہ دلیل سی اوسکو چھکارا ہو گیا اور
 ہزاروں صورتیں اس مسئلہ کلیہ کے بن سکتی ہیں مثلاً کہا جاوی کہ کسی قطع
 زمین یا مکان کا کسی نے جوٹا دعوی کیا کہ مین فی اس سی خریدیا ہی اور
 جوٹی گواہ گذارنی اور بیعتا علی پیش کر دیا اور قاضی فی اوسکی بیع کا حکم
 کر دیا تو وہ قطعہ زمین یا مکان ملک طیبہ موجب اس قاعدہ کی اوس جوٹی
 مدعی ہو گیا اور امدت قالی کی نزدیک وہ قطعہ زمین یا مکان اوس مدعی
 کا ذب کو حلال ہو گیا حالانکہ حدیث صحیح متفق علیہ میں آیا ہی من افذ شبرا
 من الارض ظلماً فانه بطوقہ یوم القیامۃ سبع ارضین متفق علیہ یا مثلاً ایک
 شخص فی ایک شخص پر ایک لونڈی یا طعام کی بیع یا شرا کا دعوی کیا اور
 دو جوٹی گواہ گذار دی اور قاضی فی حکم کر دیا تو موجب اس قاعدہ کی حکم
 ظاہر و باطن نافذ ہو جاویگا اور جبکہ وہ لونڈی یا طعام دلا گیا حلال طیبہ
 کہ لونڈی ہی وہی کہی اور کہا نا کہا لیوی یا مثلاً خاوند جو زمین سی کسی نے
 دوسری پر بیعت نکاح کا دعوی کا ذب کر کے دو جوٹی گواہ گذار دی اور قاضی
 فی جدائی کا حکم دید یا تو عورت کو جائز ہی کہ اہ خیمہ کر لے اور اوس دوسرے
 خاوند کو اوسکی وہی جائز ہی اگرچہ اوسکو معلوم ہو کہ پہلی خاوند فی اوسکو طلاق
 نہیں دی اطور پر کہ ان دو جوٹیوں گواہی ہی ایک ہی ہو غیر ذلک من العبد
 الی ذکر الفقہاء فی کتب الفقہ حالانکہ مدعی کا ذب کی حق میں آیا ہی من اوامر
 باللیل فلیس بنا ولیتہو مقعدہ من النار رواہ مسلم اور کا ذب گوہو ک حق میں
 ہی آیا ہی کہ جوٹی گواہی شرک کی مانند ہی پس وہ ہی گناہ کبیرہ ہی اور یہ
 اوپر رضا مندی اب بیکہ حدیث قائل عدلت شہادۃ الزور بالاشراک باسند حسن
 ملت مرات ثم قراءتہا جانتہا لرجس من الاوثان اجتنبوا قول الزور فی حدیث حسن

۵۱
 چھکارا ہو گیا اور
 ہزاروں صورتیں اس
 مسئلہ کلیہ کے بن
 سکتی ہیں مثلاً کہا
 جاوی کہ کسی قطع
 زمین یا مکان کا
 کسی نے جوٹا دعوی
 کیا کہ مین فی اس
 سی خریدیا ہی اور
 جوٹی گواہ گذارنی
 اور بیعتا علی پیش
 کر دیا اور قاضی
 فی اوسکی بیع کا
 حکم کر دیا تو وہ
 قطعہ زمین یا
 مکان ملک طیبہ
 موجب اس قاعدہ
 کی اوس جوٹی مدعی
 ہو گیا اور امدت
 قالی کی نزدیک
 وہ قطعہ زمین
 یا مکان اوس مدعی
 کا ذب کو حلال
 ہو گیا حالانکہ
 حدیث صحیح متفق
 علیہ میں آیا ہی
 من افذ شبرا من
 الارض ظلماً فانه
 بطوقہ یوم
 القیامۃ سبع
 ارضین متفق
 علیہ یا مثلاً ایک
 شخص فی ایک
 شخص پر ایک
 لونڈی یا طعام
 کی بیع یا شرا
 کا دعوی کیا اور
 دو جوٹی گواہ
 گذار دی اور
 قاضی فی حکم
 کر دیا تو موجب
 اس قاعدہ کی
 حکم ظاہر و
 باطن نافذ ہو
 جاویگا اور جبکہ
 وہ لونڈی یا
 طعام دلا گیا
 حلال طیبہ کہ
 لونڈی ہی وہی
 کہی اور کہا نا
 کہا لیوی یا
 مثلاً خاوند جو
 زمین سی کسی
 نے دوسری پر
 بیعت نکاح کا
 دعوی کا ذب کر
 کے دو جوٹی
 گواہ گذار دی
 اور قاضی فی
 جدائی کا حکم
 دید یا تو عورت
 کو جائز ہی کہ
 اہ خیمہ کر لے
 اور اوس دوسرے
 خاوند کو اوسکی
 وہی جائز ہی
 اگرچہ اوسکو
 معلوم ہو کہ
 پہلی خاوند فی
 اوسکو طلاق
 نہیں دی اطور
 پر کہ ان دو
 جوٹیوں گواہی
 ایک ہی ہو غیر
 ذلک من العبد
 الی ذکر الفقہاء
 فی کتب الفقہ
 حالانکہ مدعی
 کا ذب کی حق
 میں آیا ہی من
 اوامر باللیل
 فلیس بنا ولیتہو
 مقعدہ من النار
 رواہ مسلم اور
 کا ذب گوہو ک
 حق میں ہی
 آیا ہی کہ جوٹی
 گواہی شرک کی
 مانند ہی پس
 وہ ہی گناہ
 کبیرہ ہی اور
 یہ اوپر رضا
 مندی اب بیکہ
 حدیث قائل
 عدلت شہادۃ
 الزور بالاشراک
 باسند حسن ملت
 مرات ثم قراءتہا
 جانتہا لرجس من
 الاوثان اجتنبوا
 قول الزور فی حدیث
 حسن

ما اذا قضى بالبيع بشهادة الزور سواء كانت الدعوى من جهة المشتري مثل
 اذا قال بعتي بكذا الجارية او من جهة البائع مثل ما اذا قال اشترت مني بكذا
 الجارية فانما يحل للمشتري وطيبها في الوجهين جميعا ومن الفسوخ ما اذا ادعى
 احد المتعاقدين فسوخ العقد في الجارية واقام شاهد يدعي زورا وقضى القاضي بفسوخ
 بنهاية حاشية ما يمين به ولقب المسلم بقضائه القاضي بشهادة الزور في
 العقود والفسوخ فعند ابي حنيفة ينفذ ظاهرا وباطنا والمعنى من النفاذ باطنا
 اثبت اكل فيما بينهما وبين الله تعالى جبكه مسلمة نفاذ قضا ظاهرا وباطنا به
 وغيره سي بيان هو چکا تو اب میں کہتا ہوں کہ منکوحہ زیدنی عمرو اور بکر
 دو گواہ جو بی قاضی کی یہاں اس مضمون کی گدائی کہ زیدنی تین طلاقیں
 دیدی ہیں اور عدت طلاق ہی گزر گئی ہی حالانکہ زیدنی نفس الامر میں
 تین طلاقیں بالکل تین دی تھیں چہ جائیکہ عدہ گزری ہو پس قاضی
 بحکم مسلمہ نفاذ قضا کی ضرورت حکم تفریق کر دیو لگا پہر عمر ونی جو ایک گواہ جو
 مسلمہ اون دو گواہوں جو بی کی ہی بعد اس مقدمہ کی جو تا دعوی کیا کہ
 یہ عورت میری منکوحہ ہی اور دو گواہ جو بی عقد نخل کے گذران ہی تو اب
 قاضی عقد نخل کا حکم بالضرور کر دیو لگا اور یاد کرو کہ معنی حاشیہ ہا یہ میں کہ
 جو چکا کہ ومن صورہ ادعت علی زوجها الخ ومن صورہ اجل دعی علی امرأۃ الخ
 الخ اب دیکھو کہ یہ عورت جو منکوحہ زیدنی ہی اس تدبیر سی عمر و کو ظاہر و باطن میں
 حلال و طیب ہو گئی البتہ کچھ قدسی تدبیر زیادہ کرنی پڑی ہیں پس نکاح ایک مسلمہ
 منکوحہ غیر کی ہی کچھ کام نہ آیا یہ الٹی پڑ گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دونی کا
 البتہ اتنا فرق ہو گیا کہ یک نشہ دوشہ چنانچہ اب آپکو ثابت ہوا ہو گا کہ
 محمدیان عامل بالحدیث کو وہی ترک تقلید شخصی کے نہ مسمول ہی قولہ

۵۴
 قاضی کی یہاں اس مضمون کی گدائی کہ زیدنی تین طلاقیں دیدی ہیں اور عدت طلاق ہی گزر گئی ہی حالانکہ زیدنی نفس الامر میں تین طلاقیں بالکل تین دی تھیں چہ جائیکہ عدہ گزری ہو پس قاضی بحکم مسلمہ نفاذ قضا کی ضرورت حکم تفریق کر دیو لگا پہر عمر ونی جو ایک گواہ جو مسلمہ اون دو گواہوں جو بی کی ہی بعد اس مقدمہ کی جو تا دعوی کیا کہ یہ عورت میری منکوحہ ہی اور دو گواہ جو بی عقد نخل کے گذران ہی تو اب قاضی عقد نخل کا حکم بالضرور کر دیو لگا اور یاد کرو کہ معنی حاشیہ ہا یہ میں کہ جو چکا کہ ومن صورہ ادعت علی زوجها الخ ومن صورہ اجل دعی علی امرأۃ الخ الخ اب دیکھو کہ یہ عورت جو منکوحہ زیدنی ہی اس تدبیر سی عمر و کو ظاہر و باطن میں حلال و طیب ہو گئی البتہ کچھ قدسی تدبیر زیادہ کرنی پڑی ہیں پس نکاح ایک مسلمہ منکوحہ غیر کی ہی کچھ کام نہ آیا یہ الٹی پڑ گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دونی کا البتہ اتنا فرق ہو گیا کہ یک نشہ دوشہ چنانچہ اب آپکو ثابت ہوا ہو گا کہ محمدیان عامل بالحدیث کو وہی ترک تقلید شخصی کے نہ مسمول ہی قولہ

مکرمان شاید اسی قولہ پھر ہم بھی انشاء اللہ نکاتاً و کلماتاً کہیں اور لکھیں
 تمام شاہ گاہ عالم رویت و توحید پھر تمام سیر و بیہ خلاصہ اس آرکبی کلام طویل اللہ
 کا یہ بھی کہ علت تمام ملک کی قبضہ ہے اگر قبضہ نہیں تو ملک ہی نہیں اور
 اگر قبضہ وجود ہی تو ملک ہی ثابت ہے اب میں آپ سی نہایت ادبی سی و
 کرتا ہوں کہ مراد آپ کی ملک ہی کو منی ملک ہی ایا عام اس سی کہ ملک طیب ہو
 یا ضیبت ہو یا محض و خالص ملک طیب اگر عام مراد ہی تو مفید آپ کی مدعا کو
 نہیں جو علت طیب و مس شے کی کہ سبب قباض قاضی کی جہونی دعویٰ او
 شہادت زور سی قبضہ مدعی میں آجاوے اور اگر ملک طیب مراد ہی تو آپ نے
 اس مقدمہ کو کسی دلیل سی ملان نہیں کیا دعویٰ محض کیا ہی ہم اسی کو تو منع کر
 میں کہ قبضہ مطلقاً اور ہر جگہ موجب ملک طیب اور حلال کو نہیں ہوتا جا میں یہ
 دعویٰ محض آپکا بلا دلیل در دست ویز کی نہ عند الناس مقبول ہوگا نہ عند اللہ
 اسکو کسی دلیل اور دستاویز مثبت سی ثابت کبھی اور ہماری سند منہ کو ملاحظہ
 فرمائی کہ میں قبضہ ہوتا ہی اور شے مرہون مرہن کی ملک میں نہیں ہوتا
 نہ ملک تغلغ اور نہ ملک رقبہ اور اگر قبضہ میں آپکو شک ہو تو فرمائے مقبوضہ
 موجود ہی و دائع میں بالبدلت قبضہ موجود اور ملک رقبہ نہیں۔ مال سرقہ
 میں قبضہ موجود ہوتا ہی اور ملک طیب نہیں ہوتی۔ شے عاریہ میں قبضہ موجود
 اور ملک رقبہ نہیں مال مخصوص میں قبضہ ہی اور ملک نہیں۔ مال ہتیمہ قبضہ تو
 تمام و کمال تحقق لیکن ملک نہیں و علی ہذا القیاس اور صد احوال میں ایسا بالکل
 جانی میں کہ مراد ہر قبضہ تام موجود اور ملک حلال نہیں اگر قبضہ ملک طیب اور
 حلال کی علت تمام ہوتا تو اسکا معلول منی ملک حلال کبھی اس سی مختلف
 نہ ہوتا یا شاید آپکی نزدیک ان سبب صورتوں میں قایل بعض کا ذب کی ملک طیب

۱۰ ملت نام کی
 ۱۱ تہذیب و تمدن کی
 ۱۲ ملت نام کی
 ۱۳ تہذیب و تمدن کی
 ۱۴ ملت نام کی
 ۱۵ تہذیب و تمدن کی
 ۱۶ ملت نام کی
 ۱۷ تہذیب و تمدن کی
 ۱۸ ملت نام کی
 ۱۹ تہذیب و تمدن کی
 ۲۰ ملت نام کی
 ۲۱ تہذیب و تمدن کی
 ۲۲ ملت نام کی
 ۲۳ تہذیب و تمدن کی
 ۲۴ ملت نام کی
 ۲۵ تہذیب و تمدن کی
 ۲۶ ملت نام کی
 ۲۷ تہذیب و تمدن کی
 ۲۸ ملت نام کی
 ۲۹ تہذیب و تمدن کی
 ۳۰ ملت نام کی
 ۳۱ تہذیب و تمدن کی
 ۳۲ ملت نام کی
 ۳۳ تہذیب و تمدن کی
 ۳۴ ملت نام کی
 ۳۵ تہذیب و تمدن کی
 ۳۶ ملت نام کی
 ۳۷ تہذیب و تمدن کی
 ۳۸ ملت نام کی
 ۳۹ تہذیب و تمدن کی
 ۴۰ ملت نام کی
 ۴۱ تہذیب و تمدن کی
 ۴۲ ملت نام کی
 ۴۳ تہذیب و تمدن کی
 ۴۴ ملت نام کی
 ۴۵ تہذیب و تمدن کی
 ۴۶ ملت نام کی
 ۴۷ تہذیب و تمدن کی
 ۴۸ ملت نام کی
 ۴۹ تہذیب و تمدن کی
 ۵۰ ملت نام کی
 ۵۱ تہذیب و تمدن کی
 ۵۲ ملت نام کی
 ۵۳ تہذیب و تمدن کی
 ۵۴ ملت نام کی
 ۵۵ تہذیب و تمدن کی
 ۵۶ ملت نام کی
 ۵۷ تہذیب و تمدن کی
 ۵۸ ملت نام کی
 ۵۹ تہذیب و تمدن کی
 ۶۰ ملت نام کی
 ۶۱ تہذیب و تمدن کی
 ۶۲ ملت نام کی
 ۶۳ تہذیب و تمدن کی
 ۶۴ ملت نام کی
 ۶۵ تہذیب و تمدن کی
 ۶۶ ملت نام کی
 ۶۷ تہذیب و تمدن کی
 ۶۸ ملت نام کی
 ۶۹ تہذیب و تمدن کی
 ۷۰ ملت نام کی
 ۷۱ تہذیب و تمدن کی
 ۷۲ ملت نام کی
 ۷۳ تہذیب و تمدن کی
 ۷۴ ملت نام کی
 ۷۵ تہذیب و تمدن کی
 ۷۶ ملت نام کی
 ۷۷ تہذیب و تمدن کی
 ۷۸ ملت نام کی
 ۷۹ تہذیب و تمدن کی
 ۸۰ ملت نام کی
 ۸۱ تہذیب و تمدن کی
 ۸۲ ملت نام کی
 ۸۳ تہذیب و تمدن کی
 ۸۴ ملت نام کی
 ۸۵ تہذیب و تمدن کی
 ۸۶ ملت نام کی
 ۸۷ تہذیب و تمدن کی
 ۸۸ ملت نام کی
 ۸۹ تہذیب و تمدن کی
 ۹۰ ملت نام کی
 ۹۱ تہذیب و تمدن کی
 ۹۲ ملت نام کی
 ۹۳ تہذیب و تمدن کی
 ۹۴ ملت نام کی
 ۹۵ تہذیب و تمدن کی
 ۹۶ ملت نام کی
 ۹۷ تہذیب و تمدن کی
 ۹۸ ملت نام کی
 ۹۹ تہذیب و تمدن کی
 ۱۰۰ ملت نام کی

ثابت ہوا اگر ایسا کچھ ہی تو وہ وہ ایسی خفیت کی برابر تو کوئی بھی مذہب دنیا
 میں نہ ملے گا اور دنیا تو خوب حاصل ہوگی لیکن یہ یاد رکھنی کہ عاقبت میں
 انجام اسکا دوزخ ہی ہے۔ اور یہ قبل قبض منوع ہو مہی کس طرح لانیم آتا ہی کہ ملک
 قبل قبض ہی متحقق نہ ہو اگر ہی متنی خود بصفحہ ۱۴ اپنی رسالہ میں خود اقرار کیا ہے
 کہ رسول خدا مالک عالم ہیں جادات ہوں یا حیوانات بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم
 اب میں دریافت کرتا ہوں کہ رسول مقبول علیہ اسلام کا کل شہابی عالم پر قبضہ
 تھا یا نہیں تھا اگر آیکا قبضہ کل شہا پر تھا تو ماسوائی حضرت جو مالک کہلاتی
 ہیں بلا قبض مالک ہو گئی معلول بغیر علت تا مد کی یا با گیا اور اگر حضرت کا قبضہ
 نہیں تھا تو حضرت نبی علیہ اسلام بلا قبض مالک ہو گئی پس یہاں میں درکاسہ
 معلول اپنی علت تا مد سی علیحدہ ہوا نہ خلف۔ اور یہ جو مولف نے کہا کہ ہمارے
 بسبب قبضہ اوٹھ جائیگی فقرا کہلاتی اس سے یہ کہ ثابت ہوتا ہی کہ اثبات
 اور اسباب مال ملو کہ مہاجرین مجروح اوٹھ جائی قبضہ کی ملک حلال طیب کفار
 کی ہو گیا غایہ الامر یہی کہ بسبب اوٹھ جائی قبضہ کی ملک ظاہری اونکی نرٹا
 کہ جسکی سبب فقرا کہلاتی گئی ورنہ مولف بتلائی کہ مہاجرین نے کیا قصور کیا تھا
 کہ مجروح اوٹھ جائی قبضہ کی جملہ مال و سباب ملو کہ مہاجرین اونکی ملک سی ظلم
 و باطل اٹھل جا دی اور کفار کی ملک طیب و حلال ہو جا دی ان پہلے ہی صحابہ
 و انصار قول یہ احد من اولی الاباب من ادعی خلاف ذلک فذلک فذلک اثبات اللہ علیہ
 التبت حالہ کتبہ دین ایامی عن ابن عمر قال ضرب فرس له فاختذہ العود
 فظہر علیہم المسلمون فرو علیہ فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فی رواۃ الباقی
 عبدہ فظہر علیہم المسلمون فرو علیہ خالد بن الولید بعد النبی معلوم ہوا
 البخاری لا علی قاری حنفی مرقاۃ میں کہتی ہیں کہ ابن مالک اس سے معلوم ہوا

۴
 اور یہاں
 میں نے
 یہاں
 میں نے
 یہاں
 میں نے
 یہاں
 میں نے
 یہاں
 میں نے

۵۹
 مالک ہوا کہ

کافر اگر مسلمان کی غلامی بہا کی ہوئی کو پکڑ لیں تو مالک نہیں ہوتی واجب ہے
 پھر دنیا اسکا اوسکی مالک کو پہلی قسمت اور بعد اوسکی اور پہی قوال جاری
 اور کہا ابن ہمام فی کہ اگر بہاگ جاوی غلام مسلمان یا ذمی کا اور وہ ہوسلمان
 اور دخل ہو اور الحرب میں اور کفار پکڑ لیں اوسکو تو نہیں مالک ہوتی وہ
 نزدیک ابی حنیفہ کہ۔ در صورتیکہ غلام ذمی کی مجروحہ قبضہ سی کفار دار الحرب مالک
 ہوسکی تو مہاجرین فی مولف کا کیا قصور کیا ہی کہ کفار دار الحرب مجروحہ قبضہ
 مال اور اسباب مہاجرین کی مالک بطور ملک طیب ہو جاوین ملک و اشیاء
 ضعیفی۔ اور نسبت قبضہ مورث کی جو مولف فی کہا کہ وارث کی طرف عائد ہو جائے
 یہی خلاف واقع ہی کیونکہ اگر قبضہ مورث کا ہر ایک وارث کی طرف حصہ
 و علی قدر سهام عائد ہو جائے کہ تا تو تقسیم ترکہ کی کیا حاجت تھی ہر ایک دانہ خود
 بخود قابض و تصرف اپنی اپنی سهام پر ہو جائے کہ تا حالانکہ یہ بات خلاف اہم ہے
 اکثر اوقات ایسا ہوتا ہی کہ بعض ورثا اپنی حصہ سی زیادہ کی قابض ہو جاتی
 ہیں اور بعض ورثا اپنی حصہ سی غیر قابض رہتی ہیں اور حکام کی طرف رجوع کرنا
 حاجت پڑتی ہی البتہ اگر آپ یہ کہیں کہ ملک مورث کی ورثا کی طرف بقدر سهام
 عائد ہو جاتی ہی تو گنجائش ہی اور اس صورت میں ہمارے ہاں دیکھا کہ ملک
 اور قبضہ نہیں مینی موجب انکی ملک کی حصول اپنی علت تامہ سی متعلق ہے
 قولہ دوسری بات الی آخرہ اقول اگر انکی غرض یراد ہو آئی سی یہی کہ انکی
 شئی اور ہر ایک عورت بعد قبضہ کی ہر ایک قابض کی ملکیت میں آجاتی ہی
 کہ فرقہ اباحیہ کہتا ہی تو آئیہ اسپر ولایت نہیں کرتی تفسیر عینا دی ہی نہیں دیکھی
 بہن کہہا ہی ولا یمنع اختصاص بعضہا ببعض لاسباب رخصۃ فانہ علی انظر
 لشکل علی ان کل واحد لکل واحد اور اگر یہ غرض ہی کہ قبضہ کی ساتھ ہر ایک

مثل ہم و شہزادہ بہد و وارث و کفاح و غیرہ ہی ضرور موجود ہوں تب کوئی حقیقی ملکیت
 میں آدمی تو یہ بات آپ کی مدعا کو مفید نہیں بلکہ مضر ہی کیونکہ آپ فی توفیق
 قبضہ ہی کو علت تمامہ ملک کی قرار دی ہی میں حیران ہوں کہ ان دونوں
 آیتوں کو نفاذ قضا ظاہر و باطناسی کیا تعلق ہی جو آپ فی مقدمہ مطلوب کے طور پر
 لکھی ہیں شاید آپ کی یہ غرض ہو کہ عوام جہلا جاہلین کہ حضرت مجیب نے اس مسئلہ کو
 دو آیتوں سے ثابت کیا اگر آپ کی یہی غرض ہتی تو چاہی ہی تھا کہ ایک دور کو ع
 کسی جگہ ہی اور کوئی حدیث لمبی چوڑی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی خواہ کسی کتاب
 ہوتی لکھ دیتی تاکہ عوام جہلا آپ سے بہت زیادہ خوش ہوتی اور ہکو تو آپ کی
 ان حرکات پر نہایت افسوس آتا ہی کہ رسول مقبول علیہ السلام آپ کی شکایت کرتے
 یا ب ان قومی اخذوا ہذا القرآن مجھ را اور انجام ایسی حرکات کا دوزخ سے
 من قال فی القرآن برا یہ فلیتوا مقصد من اننا و کما قال قولہ تیسری بات
 قول آپ فی یہ وعدہ کیا تھا کہ قبل از جواب ایک دو بات سن لیں دو باتیں تو
 ہو چکین اور جواب کا ابھی تک پتا نہیں یہ تو باتوں ہی باتوں میں ماننا ہی اور
 اگر یہ بات ہی آپ کی تسلیم کیجا دیکھی کہ عقد نکاح عقد بیع ہی ہی تو پھر اس بات کو
 نفاذ قضا ظاہر و باطناسی کیا تعلق یہ بی تکی باتیں جو آپ گھر ہی میں عقل
 تو انہر ہنسی آتی ہی البتہ عوام جہلا جو آپ کی عقد میں ہیں اس قدر برتر ویر کر سبب
 بے تک ہونیکے شاید معما اور پہلی تصور کریں کیونکہ اب ہی بعض جگہ ایک بات
 فرمائی ہیں اور اسکو معما قرار دیکر پھر اسکی شرح کرتی ہیں لیکن مسئلہ نفاذ
 قضا ظاہر و باطناسی شہادۃ زور ان پہلیوں سے کیونکہ ثابت ہو سکتا ہی عقل
 اور صلا کی نزدیک تو ایسی باتیں عندہ بتر از گناہ ہیں۔ قولہ چوتھی بات الی آخر
 قولہ عقد اکبشاہہ گیر ای مٹی بہ عقدہ سخت ہے برکیہ مٹی بہ مٹی ہی ہوتی

۴۰
 اور کوئی مقصد
 اس بات کو
 ہی باطل
 نہایت کرا
 وہاں سے
 تو اسکی

۶۱

کہ یہ فقہاء ایک
 سماجی اور
 ادبی مسئلہ
 ہے اور لا فائدہ

بحر طویل بہون استوالی کی گڑھی بہر حال چاروں چار خاصہ سبک عرض کیا ہوتا
 کہ یہ ہی (روح اپنی) بدن کی مالک کامل لیکن بیہ اپنی بدن کی مشورہ اور
 عورت اپنی بد نکو ہم کر سکتی ہے (پہر اگر یہ بات تسلیم ہی کیجادی تو آپ کو کچھ
 مفید نہیں ہی کیونکہ صورت متنازعہ فیہا میں سری سی بیہ ہی نہیں ہوئی
 اندر صورت یہ چوتھی بات ایسی ہی جیسا کہ کسی نے کہا ہی ہے چہ خوش نصیب
 است سکہ در لیغاب الایا ایہا الساقی اور کا سادنا و لہاب اور یہ جو آپ فرماؤ
 ہیں کہ عورت اپنی رحم سی خود کامیاب نہیں ہو سکتی یہ ممکن نہیں کہ شل مرد
 خود اپنی آپ سی جامہ کری نہی اقول سے نادکان خانہ در گردی ہر گردی
 خام آدمی نشوی ہا کیو یہ خبر نہیں پچی کہ کلثہ میں ایک ایسا آلہ فروخت ہوا ہی
 کہ عورت خود بخود اپنی آپ بذریعہ او مل لہ کی جامہ کر سکتی ہی اغلب آپ اسکو
 بوجہ اپنی ملک کی جائز فرواتی ہوگی خود بالبدنہ قولہ پانچویں بات الی
 قولہ اولکا قصود نہیں اقول ناظرین بالانصاف اس طہالت لاطائل کا
 ملاحظہ فرمادیں کہ باوجودیکہ مولف نے یہاں کس قدر ماتہ بانو پٹی میں اور یہ پھر
 کو نتیجہ کل اپنی لینی چوڑی تقریر پر تہذویر کا تین دن سیاہ کر کے یہ نکالاک (یہ وجہ
 ہی کہ قائلان لغاد قضا ظاہر او باطن زن منکوہ کو مستثنی کرتی ہیں چنانچہ درخت
 میں اشارہ اور شامی میں صراحتاً یہ بات موجود ہی علی ہذا القیاس ہے یہ غیر
 کتب فقہ میں اس تصریح سی کہ قضای قاضی فقط عقود و وضع میں نافذ ہوگا
 ہی زن منکوہ اور احرام کو اس کا عدہ ہی مستثنی کر دیا ہی کوئی نہ بھی تو کیا ہوگا
 او سکی فہم کا قصود ہی اولکا قصود نہیں (جناب میں ہنوز دہلی دور یہ تو ہمارا جزو
 مدعا ہی جسکو آپ نے اس طول و درطوال سے ثابت کیا ہی چہ فرمایا مولانا رحمہ
 فی آپ جیسی کی حق میں سے مرغ بر بالا پران سا یہ میسر ہو رہا کہ

سایہ پوش بہ البہی صیادان شود و میدود و چندانکہ بی مایہ شود و بیخبر کان ملک
 ان مرغ ہوست بہ بیخبر کہ محل آن سایہ بجاست بہ تیر اندازد بسوی سایہ او
 تر کشش خالی شود و بیخبر بہ حضرت من یہ سب تقریر آپکی مثبت ہی بہاری
 جزوہ عالمی یعنی زن منکوہ کی نسبت چنانچہ آخرین جو نتیجہ آپ فی کمالا کو
 سی ظاہر ہے کہ یہ جو جملہ کو فریب دیتی ہو کہ ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں زن
 منکوہہ اور احرار کو مستثنیٰ کر دیا ہی یہ محض کذب اور دروغ ہی ہدایہ میں
 کسی جگہ زن منکوہہ اور احرار کو صراحتاً مستثنیٰ نہیں کیا اگر یہی ہو تو کمالا
 دیجی اور شامی فی تو بہت سی مسائل درغنا وغیرہ بر صبح کی شام اور شام
 کی صبح کر دی ہی اور تسلیم کیا کہ اگر کسی فی ہی ایک خاص صورت یعنی زن
 منکوہہ کو مستثنیٰ کر دیا تو اس سی کیا ہوتا ہی اعتراض تو ہمارا اس قاعدہ کلیہ
 پر ہی جو ہزار دن صوبہ بطلہ کو مشتمل ہی کما مراراً اور غصب کرنی زن منکوہہ
 غیر کا حال ہی سابقہ معلوم ہو چکا فتہ ذکر قولہ واجب تسلیم ہی اقول ملک
 مراد آپکی اگر ملک طیب ہی تو کوئی مقدمہ مقدمات مصنوعہ و جلیہ مذکورہ سابقہ
 سی اسکا مثبت نہیں اور اگر مراد ملک سی ملک عام ہی خبیث ہو یا طیب
 تو آپکو مفید نہیں بہر حال یہ بات ہی آپکی ہرگز واجب تسلیم نہیں بلکہ
 واجب الرد ہی قولہ شرح اس معام کی یہ ہی الی قولہ متوقع نہیں اقول
 اس معامی بدرجہ چاہی پہلی راجہ بیریل کی شرح یہاں تک تو مسلم ذکر ایک
 دوسری کی جا ایک دوسری کا قائم مقام ہونا ممکن ہوا لیکن جو فراموشی
 کہ درصورت قضائی قاضی یہ بات ضرور تہی الخ واجب الرد ہی نہایت
 اور ولایت قاضی کی مسلم لیکن جبکہ قضا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی جو بموجب اقرار سند درجہ صفحہ ۴۱ کی اصل میں بعد خدا مالک عالم بین جادات

ہون یا حیوانات بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم اشیائی مدعا ہوا کہ در صورت کذب
 معنی و شہادت زور کی حق میں معنی کی حلال و طیب نہیں کر سکتی کما سیاتی تو
 قاضی جو فقط درجہ نہایت ہی کہتی ہی کیونکہ تک کی خبر لیگی اور نظام سے
 باطن تک کیونکہ کام کر گئی ملک اذ اقسمة ضیری اور بطلان تمام مقدمات مختلفہ
 سابقہ کا ظاہر ہو چکا وہ ہرگز دلالت نہیں کرتی کہ حرام شی اور اتلاف حق غیر
 چھوٹی دعویٰ اور کا ذب گویوں سی اگر کوئی شخص کرنا چاہی تو مایہ قضائی
 قاضی اور حمایت حاکم سی اس شخص کا ذب کو حلال اور طیب ہو جاوی اور یہ
 تقریر پر تیز دیر آپکی تو ہر شخص نہ کرنا کہ لاکسیون وغیرہ سی جو روپیہ دیگر نہ کرنا کہ
 کہہ سکتا ہی کہ (اور مال متنازعہ فیہ محل قابل غرض علت موجب ملک یعنی قبضہ
 موجود علت قابلہ ملک یعنی محل قابل موجود اسکی ساتھ اتصال فاعل مفعول
 ہو چکا یعنی قبضہ محل قابل تک متعدی ہو چکا جسکا مائل یہ ہی کہ مانع تعدی
 کوئی نہیں اب یہی عرض ملک معنی مال متنازعہ فیہ پر ہو تو یوں کہو علت نامہ
 کو لازم معلول ضرور نہیں سوائی بات سوائی آپکی اور کسی سی منو قہر نہیں
 عبارت المولف بعینہ و علی ذہا لعیاس ہر شخص غاصب و ظالم اور سابق غیر
 بعد قبضہ نام کی آپکی دلیل من اولہ الی آخرہ بالاتفاق لغضل پیش کر سکتا ہے
 دلیل فقہ حنفیہ تو آپنی ان تمام فاسق فاجر و نکو خوب تعلیم فرمادی کہ ان
 وہ بیچاری ہایہ پڑھتی اور کہان اونکو یہ دلیل معلوم ہوتی یہ مطلق آپکی
 اور کام ہی کا ہی اور فی الحقیقت یہ فاسق بڑی پکی خفی کہلاو نیگی کیونکہ
 ہر ایک چیز غیر کی غصب کر کے یہ دلیل ہایہ وغیرہ کی پیش کر نیگے نو ذبا
 من ذلک ایسی حنفیت سی اللہ تعالیٰ سب مسلمانو کو محفوظ رکھی جس سے
 تمام کبار حلال و طیب ہوئی جاتے ہن اور اس پر ہی انکھین نہیں کھلتی

ببینیم ماقبل از استیجاب انسان بر این اهمیت علیها المراسد - و انهم هو که بعض
 علماء حنفیه فی مسئلہ نفاذ قضائی قاضی کا مطلقا خواہ اعلیٰ مرسلہ میں ہو خواہ
 عقود و فسخ میں اور خواہ دعویٰ صادق ہو یا غیر صادق نفی کر دیا ہی لا کر
 چونکہ روایت اس مسئلہ کی امام صاحب سی نزدیک حنفیہ کی صحیح ہی بانیوں
 پر وہ تقلید کی سبب صاف صاف رد نہیں کرتی بلکہ بطرز دیگر اس طرح بیان
 کرتی ہیں کہ اس زمانہ میں بسبب شیوع کذب اور رشوت کی قضائی قاضی
 مطلقا نافذ نہیں ہوتی چنانچہ احمد بن علی آفندی مجالس الابرار میں لکھتے ہیں
 و مما ينبغي ان يعلم ايضا ان قضاء القاضي بشهادة الزور في العقود و الفسخ
 انما يفيد و لا يفيد العمل اذا اخذ القاضي القضاء بغير رشوة و اما اذا اخذ القضاء
 بالرشوة فلا يكون قاضيا و لا يفيد حكمه على ما ذكر في عامة الكتب فعلى هذا لا يوجد
 في هذا الزمان قاض يفيد حكما قلما يوجد قاض ياخذ القضاء بغير الرشوة فان
 القضاء في هذا الزمان ليسون في اخذ القضاء بالرشوة سعيًا بليغا و مذنبون
 في تحصيله ما لا كثير اسود باسما و غير الرشوة مع كون كل رشوة فكيف يوجد
 قاض يفيد حكمه فانهم ياخذهم القضاء بالرشوة يكونون سببا لابطال كثير من
 الشرعية لان كثير من امور المسلمين موقوف على حكمهم و هم اذا
 اخذوا القضاء بالرشوة لا يفيد حكمهم في شئ من المحكمات الشرعية فيلزم بطلان
 كثير من امور المسلمين لاسيما النكاح الذي يكون موقوفا اليهم فان القاضي اذا
 اخذ القضاء بالرشوة اذا عقد النكاح الذي فوض اليه يكون ذلك النكاح باطلا
 فيلزم ان يكون الزوج و الزوجة راينين مادام كانت ذلک النكاح و ليس هذا
 الاكثره مجتہد للاندیا و قلہ مبالاہم فی الدین فانہم بطلت غفلتہم عن الامر و یاخذوا
 القضاء بالرشوة و لا یبالون بكونہم ملعونین بعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بل یقیناً وہ بے الی آخر ما قال ترجمہ اور یہ بھی سمجھنی کی بات ہے کہ قاضی کا حکم
 جہوٹی گواہی سی تھوڑا اور فسو خ میں جب نافذ ہوتا ہی اور حلت کا فائدہ
 دیتا ہی کہ قاضی کو عہدہ قضا بغیر رشوت ملا ہو اور اگر قضا رشوت دیکر لی ہو
 تو نہ وہ قاضی ہی اور نہ اس کا حکم نافذ ہی چنانچہ تمام کتاب زمین کو رہی اس حدیث
 کے موافق اب اس زمانہ میں ایسا کوئی قاضی نہیں ہی جس کا حکم نافذ ہو کیونکہ
 بہت کم تر قاضی ہیں جن کو قضا بدون رشوت کی لمبا وی بیشک سن مانہ کی
 قاضی رشوت دیکر قضائیں میں نہایت درجہ کی سعی کرتی ہیں اور قضا کی نحو
 خوبال خرچ کرتی ہیں اس کا نام سلوی رشوت کی کچھ اور کہہ چوڑا ہی باوجودیکہ
 سب رشوت ہی پھر کہاں ہی ایسا قاضی جس کا حکم نافذ ہو ہی کیونکہ قاضی تو
 رشوتوں سی قضا لیکر بہتری احکام شرعی باطل کرتی ہیں ایسی کہ اکثر ہوں
 مسلمانوں کی اونکی راسی پر موقوف اور ادھلی حکم پر موقوف ہیں اور اونوں
 جب قضا رشوت دیکر لی تو اون کا حکم کسی فیصلہ شرعی میں نافذ نہیں ہوتا
 تو اب مسلمانوں کی بہتری امور باطل ہوتی ہیں خاص کر نکاح جو اونکی طرف
 مفوض ہی بیشک جس قاضی فی رشوت دیکر قضا حاصل کی ہی جب کسی کا
 عقد نکاح کر لیا جو اونکی طرف مفوض ہی تو وہ نکاح باطل ہوگا اب یہ لازم آتا
 کہ دونوں خاوند جو روزانی ہوں جب تک اس نکاح میں زمین اور یہ حال
 ایسی ہی کہ دنیا کی محبت بہت ہی اور دین کی پروا کمتری کیونکہ یہ قاضی
 آخرت ہی خوب غالب ہو کر قضا کو رشوت سی حاصل کرتی ہیں اور اس کے نتیجہ
 پروا نہیں کہ اوپر رسول علیہ السلام کی لعنت پڑتی ہی بلکہ اوپر فخر کرتی ہیں
 تمام ہوا ترجمہ عبارت مجاہد لاری کا بموجب اس بیان کی کوئی نکاح ہی صحیح ہے
 رہتا اور جلد نکاح جاتی ہیں جی صیرانی کی بات کہ نافذ قضا ہو تو کیا

کہ پراسی جو رو بہی حلال طیب ہو جاوی اور عدم نفاذ ہو تو ایسا کہ کوئی حکام ہر
 زمانہ کی قاضیوں کا کیا ہو اچھے نہ ہی اور محض سفاح اور زنا ہو جاوے کہ چند
 بناید و گھنڈا میں بہ زمین تناقض ای غمی دوری گزین بہ دست را اندر احد و
 بزن و اینچنین تقلید را از خود بکن و وضع ہو کہ اگر غرور و ارجحان نظری
 و کیا جاوی تو معلوم ہووی کہ قائل ہونا مسئلہ نفاذ قضا ظاہر و باطن کا در صورت
 کذب ایسا غلط فاحش قول ہی کہ تمام ابواب فقہیہ اور اغراض شائع علیہ السلام
 اور نیز حکمت الہیہ کی خلاف ہی جسکے باعث تحلیل ماحرم اللہ اور ارتکاب شد
 کہ با تر یعنی اطلاق اور اخذ حقوق غیر لازم آتا ہی جو مقصود شائع کی بالکل مخالف
 ہی تفصیل اسکی یہی کہ حکام اور قضات کو پروردگار فی الصاف اور عدل کہ
 قائم کر نیکو معین اور مقرر فرمایا ہی اور مخلوقات کی معاملات کا انہیں پروردگار
 رکبا ہی پس اگر حکام اور قضات کو وسیلہ اطلاق اور اخذ حقوق غیر کا کیا جاوے
 تو ایسا ہی جیسا کہ عبادت کو وسیلہ گناہ کا اور فی الحقیقت کیسی خست اور ذلت
 کی بات ہی کہ مدعی کا ذب و دعا اور فریب اور مکر سی حقوق غیر کا اخذ کرنا چاہتا
 اور اپنی ایمان کو بیچتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی عدل کو ظلم کیو سطلی ذریعہ کر تا ہی کہ
 قدرت حکومت کی قضات اور حکام کو اللہ تعالیٰ فی اسو سطلی دی ہی کہ عدل قائم
 کیا جاوی اور ظلم دفع کیا جاوی پس جو شخص قدرت اور حکومت قضات دئمہ کو
 عدل کی مٹنی میں اور ظلم کے قائم کر نہیں صرف کبریٰ تو قلب ہو مضمون او خلاف
 مقصود شائع علیہ السلام کا لازم آتا ہی پس اس قسم کی مسئلہ کا قائل ہونا سو
 اطلاق حقوق خلق اللہ کی تبلیہ اور مکر اور خیرہ حکمت الہی میں کرنا ہی و ظلم کو
 عدل کی صورت میں ظاہر کرنا جیسا کہ کوئی قرآن شریف کو در میان دیکر دعا کرے
 پس بسبب ایسی ایسی خباثتوں اور خائس کے قول کرنا اس مسئلہ کا یا بذریعہ و سکر

حقوق مسلمین کا اخذ کر لینا اور مال غیر کہا جانا اور اوسین تصرف کرنا شدہ کبائری
 اور ایسا حیلہ کرنا شیطان کا فریب کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوی چیز کے حلال
 کر نیکو شامل ہی اور ایسا باطل حیلہ ہی کہ جسکا کہین ٹھکانا نہیں پس ایسی حیلہ
 اور ذریعہ باطل سی خواہد حقوق غیر کیا جاوی تو حقوق غیر کیونکر حلال ہو چو نکہ
 اسوہ صلی کہ حیلہ دو طرح کی ہیں ایک تو وہ کہ امور غیر کا ذریعہ پڑین جیسا کہ اگر
 ظالم حق مذیت ہو تو اس سی حق کا چوڑنا اور مظلوم کو ظالم سرکش کی ہاتھ سے
 بچانا اور دوسری وہ حیلہ ہیں جنسی حرام چیزوں کا حلال ہونا اور مظلوم کو
 ظالم کر دینا اور ظالم کو مظلوم بنا دینا اور حق کو باطل و باطل کو حق کرنا یا باطل
 قال الامام احمد لا يجوز شي من اجل في البطل حق مسلم يعني جوبلی کہ مسلمان
 کا حق باطل کرتی ہوں اور نہیں سی کچھ ہی درست نہیں پس جو شخص اس طرح کا
 جھوٹا دعویٰ چھوٹی گو اسوہنی قاضی کی یہاں کرتا ہی وہ دعا بازی کرتا ہی
 اللہ تعالیٰ اور حکام اور ائمہ اور عامہ مسلمین سی اور یہ کام منافقین کا ہی فرمایا
 اللہ تعالیٰ فی نجا دعون السوء الذین امنوا بما یخفون الا انفسهم دعا بازی کرتی
 ہیں السوءی اور ایمان والوں سی اور کسیکو دعا نہیں دیتی مگر آپکو وقال قتالے
 ان المنافقین یخادعون السوء و یخادعونهم منافق جو ہیں دعا بازی کرتی ہیں
 السوءی اور وہی اونکو دعا دیگا وقال تعالیٰ دان یریدوا ان یخدعوک اور اگر
 وہ چاہیں کہ تمکو دعا دیں پس بموجب ان آیات کی یہ خداع اوس چوٹی عینک
 اور ہر ہی لوٹ کر با و لگا میںی تصرف کرنا او پیر میں جو چھوٹی دعویٰ اور پیر
 گو اسوہنی لیکن ہی اسکو دوزخ میں لیجا و لگا پس جطر حیر قائل لا اله الا الله
 و محمد رسول الله کا جو حقیقت اس جلد سی مقصود ہی اسکا ارادہ نکری صرف اسکو
 حکم اور تمکین کا قصد کری تو فریب دینی والا اور منافق ہی اس طرح جو شخص روبرو

کاغذی اور دام کی کتابھی کہ مینی بچا اور خریدا اور طلاق دی اور نکاح کیا اور خلع کیا
 اور اجارہ دیا اور سقاقات کی اور قرض لیا یا دیا وغیرہ ایک اور ان الفاظ کو
 حقیقت شرعیہ کا ارادہ نہیں کرتا بلکہ خلاف اور مضارباً تین جنکی وسطی الفاظ
 شروع نہیں ہوئی اور نکاح ارادہ کرتا ہی تو کیونکر وہ فریب و سکا ما حرم اللہ کو
 حلال کر دیو گیا منافق اور اوسمین اتنا ہی فرق ہی کہ منافق مہل میان میں نہ
 دینی والا ہی اور مدعی کا ذب معاملات اور اعمال میں قال شیخ الامام ابی عبد
 محمد بن ابی بکر بن ضرب من النفاق فی حدود اللہ وایا تکما ان الاول نفاق
 فی مہل الایمان یعنی یہ ایک قسم نفاق کی ہی خدا تعالیٰ کی آیتوں اور حد وغیر
 جیسا کہ اول قسم نفاق ہی مہل دین میں - دیکھو بیع عینہ کو کہ جو ایک سلسلہ
 فقہیہ ہی شارع علیہ السلام فی اوسکو حرام کیا ہی حالانکہ اوسمین خطا اتنا ہی
 ہوتا ہی کہ ایک روپیہ کی اپنی شے ملو کہ چہ روپیہ کو شلا بچتا ہی حضرت انس رضی
 بیع عینہ کی باب میں فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ کو فریب نہیں دیا جاتا اب دیکھو
 کہ صحابہ بنی ایسی عقد کو جو ظاہر میں بیع اور مقصد اوس سے سود ہو خدا تعالیٰ
 کو فریب دینا شہیرا یا یہ دعویٰ کذب مدعی کا مع شہادت زور کی اللہ تعالیٰ
 علام الغیوب کو کس طرح فریب ہی سکیگا یعنی جو شے اس ذریعہ سے حاصل کیگئی
 ہی وہ اللہ تعالیٰ کی نزدیک کیونکر حلال ہو جاو گی - اور جو شخص ایسی قول
 بولی جنکی لئی شارع فی حقائق اور مقاصد مقرر فرمائی ہیں مثلاً وہ کلمہ جس سے
 فرج حال ہوتی ہی کہی یا عہد و میثاق زبان سے کر ہی اور اوسکی مراد اول
 الفاظ سے و حقائق اور مقاصد بنون جنکی لئی وہ موضوع ہیں اور بنائی گئی
 ہیں بلکہ اوسکی نیت مثلاً رجعت سی یہ ہو کہ عورت کو ستادی یا نکاح ایسی
 کری کہ طلاق دینی والی پر اوسکو حلال کر دی اسلئے نہ کری کہ اوسکو بنی

یا میر جاڑ طہ کی کری اور اوسکا مقصد اوس سی سود ہو تو اس طرح کا شخص فلاح
 لوگوں میں سی ہی کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سی ٹہنبا کرتی ہن پس یہ مدعی کا ذنب
 معہ اپنی شاہدوں زور کی قاضی اور امام سی ٹہنبا کر نوا لا ہو یہ ٹہنبا اوسکا
 حق غیر اور ماحرم اللہ کو کیونکر طلال کر دیو لگا ابن ماجہ میں ہی عن ابی موسیٰ

الاشعری قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم یا اباہل اقوام بلعون بجد و دالہ لیستہ زوان
 یا ایتہ طلاقک اجتنک طلاقک جنگ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وسلم فی کیا حال
 ان لوگوں کا جو اللہ تعالیٰ کی حدوں سی کہلیتی ہن اور اوسکی آیتوں سی ٹہنبا کرتی ہن
 کہ تجبی طلاق دی تجبی رجعت کی تجبی طلاق دی تجبی رجعت کی دیکھو جس میں
 میں جو شخص کہ ان حدود کو زبان سی کہی اور ان حقایق اور مقاصد کا جنگ
 لینی یہ مشرعوں سی ہن ارادہ نکرے اُسکو خدا تعالیٰ کی آیتوں سی ٹہنبا کر نوا لا
 اور کہلنی والا فرمایا تو یہ مدعی معہ اپنی شاہدوں زور کی مستہزئین میں کیونکر
 شمار ہوگا۔ اور دیکھو اللہ تعالیٰ فی صحاب باغ ضرران کا حال اپنی کلام پاک میں
 مذکور فرمایا ہی اونکو جو عذاب ہوا اوسکی وجہ یہی تھی کہ اونہو سچے مسکینوں کی حق

دور کر لیا جیلہ کیا تھا جسکی سزا اونپر یہ ہوئی کہ فطاف علیہا طالیف من ربک
 و ہم ناموں فاصحت کا نصیر ہم یعنی پہر گیا اوپر اوسکی ایک پہر نوا لا یعنی خدا
 آہی پروردگار تیر کی طرف سی اور وہ سوتی تھی پہر فجر کو وہ ہو گیا جیسی ٹوٹ چکا
 جبکہ صحاب ضرران کا اتنا جیلہ ہی مذکور مسکین میں دود ہوا تو مدعی کا ذنب
 جھوٹ اوسکی شاہدوں زور کی کیونکر مردود ہوگا اور ماحرم اللہ کو کیونکر طلال
 کر دیو لگا۔ اور دیکھو اللہ تعالیٰ فی صحاب سبت کا احوال بند رہو جائیگا یا
 فدا یا ہی کہ جب وہ نہون فی اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو یعنی ہفتہ کی دن شکار
 کو جیلہ کی راہ سی سیاح کر لیا اس طرح کہ جمعہ کی روز حال لگا آئی اور جب زمین

پڑ جاتا تو اتوار کو اوسکو کڑ لیتی اور اس معاملہ کو اونہون نے حضرت موسیٰ کی جہلا
 اور توریت پر ایمان نہ لانیکی جہت سے حلال نہیں جانتا تھا بلکہ یہ حلال جاننا ضرر
 ساول و حیلہ کا تھا اسی واسطے وہ لوگ بند ہو گئی کیونکہ بند کی صورتیں انسان
 کی شکل کی مشابہت اور اوسکی بعض صفتیں ہی انسان کی مشابہ ہیں مگر
 حقیقت بند کی انسان کی مخالف ہی اور ایسا ہی اونکا قفل تھا کہ ظاہر میں
 تو شکارسے بچتا تھا اور باطن میں حدسی تجاؤز کرنا غنمکہ جب اون لوگوں
 حدسی بڑھنی والوں نے اللہ تعالیٰ کی دین کو مسخر کر دیا اس طرح کہ ایسی چیز کو
 پکڑا کہ بعض ظاہر کی باتوں میں دین کی مشابہ ہو نہ حقیقت میں تو اللہ تعالیٰ
 فی نہی اونکو ٹھیک ویسا ہی بدلا دیا کہ بند کر دیا جو ظاہر کی بعض باتوں میں
 انسان کی مشابہ ہیں نہ حقیقت میں اور توضیح اسکی یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے
 خدا تعالیٰ کی نافرمانی سود وغیرہ کی کہانیسی کی جسکا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب
 میں بیان فرمایا ہے اور یہ جرم روز معین میں شکار کر نیکی نسبت بہت بڑا
 پہلی کہ ہماری شریعت میں سود حرام ہی اور شنبہ کی دینیں شکار کرنا حلال
 پہر ہی بنی اسرائیل کو سود کھانی اور ظلم کرنی پر صورت بدلنی کی سزا نہ ملی
 جیسی حیلہ سی حرام کو حلال جاننی پر سزا دینی پہلی کہ صورت دوم میں انکا حال
 منافقوں کا سا ہو گیا کہ برا کام کیا اور اوسکو سزا نہ بھی تو دو خرابیاں چھپ کر
 ایک بڑا کرنا دوم اعتقاد کا بگاڑ اسی جہت سے جرم میں بڑی بھری کیونکہ جو غنم
 نافرمانی کے ساتھ اوسکی حرام مینیکا اقرار کرتا ہی وہ خدا تعالیٰ اور اوسکی نافرمانی
 پر ایمان رکھتا ہی اور حقوت ہی ترسان اور حضرت کا مشفق ہی ممکن ہی کہ
 توبہ کر لی اور توبہ اوسکو خیر و رحمت پر پہنچا دیوی لیکن یہ مدعی کا ذنب بجا نہ
 حقوق سلین کے جبکہ اون حقوق کی حلت کا اپنی حق میں معتقد ہوگا تو پہر

تو کہیں اب اسکی اپنی خواست گناہ سی نکلی کی تو قہ نہیں کیا ہی تو دیکھو کہ
 اصحاب سببت فی اپنی حیلہ سی تحصیل اس مال کی جو کسکے ملکیت میں ہی رہتا
 کرنی چاہی اتنی جبر اور کویہ سزا ہوئی تو مدعی کا ذب معہ اپنی شاہدوں زور ملی
 کہ قضائی قاضی کو جو موضوع ہوئی ہی عدل اور انصاف کیو سہلی ظلم اور غش
 کی دہلی مشرور اور موضوع کئی لیتا ہی اور جھوٹ اور فریب کا حال لگا کر اخذ حق
 غیر کرتا ہی تو یہ تحصیل مال سلین اور اوسمین تصرف کرنا اوسکو کیونکر حلال ہوگا
 - اور دیکھو حدیث پیچہ متفق علیہ میں آیا ہی انا الاعمال بالنیات واما کل
 امرانوی لحدیث یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ ثواب اعمال نیتوں سے
 اور ہر ایک مرد کو وہ ہی جو ادنی نیت کی آخر حدیث تک درحالیکہ اللہ تعالیٰ ہر
 مدعی کا ذب کی نیت اور کذب کو جانتا ہی اور خود مدعی ہی اپنی دروغ اور فریب
 کو پہچانتا ہی اور گواہ جوٹی ہی اپنی کذب سی وقف ہین تو ایسی جھوٹ سی جو
 اخذ حقوق غیر کیا گیا ہی خواہ عقود و نسخہ میں ہو یا اہلک مرسلہ میں کیونکر حلال
 ہو جاوگا ان ہذا شئی عجاب اور جب طریق تحصیل حرام ہوا تو تصرف ہی حرام
 ہی رہیگا کیونکہ اخذ اور تحصیل شئی ہی مقصود اور مراد تصرف ہی ہو اگر تا ہی
 نہ نفس اخذ - اور دیکھو حدیث میں آیا ہی روی عمر بن شعیب عن امیہ عن جابر

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بیعان بالخیار حتی یتفرقا الا ان یکون صفقۃ خیار
 ولا یرد ان یبارۃ خشیۃ ان یتقلد رواہ اہل السنن وحسنہ الترمذی فی
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ دو خرید و فروخت کر خیار لوگو اختیار ہی جب تک کہ ایک
 دوسری سی جدا ہوں مگر یہ کہ معاملہ جا کر کا ہو اور اوچین سی کسیکو حلال نہیں
 کہ اس خوف سی مجبور ہو جاوے کہ کہین دوسرا اپنی چیز نہ پہرے رویت کیا اس
 حدیث کو سننے والوں فی اور ترغی فی اوسکو من کہا ہی اھدیث میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم فی اس امر کو حرام فرمایا کہ جب اہو نیوالا دوسری کی بیوہ توڑ لیا
 روٹی اسی کی کہ اوسنی جدا ہو نیسی وہ قصد کیا جو عرف میں جدائی سی نہیں ہوا
 کرتا کیونکہ اوسنی جدائی سی اپنی بہائی کا اختیار باطل کرنا چاہنا حالانکہ جدا
 اسی مقرر کی گئی تھی کہ اونہیں سی ہر ایک اپنی اپنی کام کو چلا جاوی تو اوسنی
 خلاف مقصود شارع علیہ السلام کی کیا جسکو حضرت نے حرام فرمایا تو مدعی کا دانا
 کہ کہ جسکی نیت اور ارادہ میں اخذ حقوق غیر ہی تصرف کرنا حقوق غیر میں کیونکہ
 حرام ہونکا۔ اور دیکھو عن ابن عباس قال بلغ عمر ان فلانا باع خمر فقال لعائشہ
 فلانا الم یعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال اللہ الیہود حرمت علیہم الشجر فہل یألفون
 حضرت ابن عباس سی مروی ہی کہ حضرت عمرؓ کو خبر پہنچی کہ فلان شخص نے
 شتراب بیچی ہی آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قتل کری فلان کو کیا اوسی معلوم نہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قتل کری اللہ یہود کو کہ حرام کی گئی اونپر جہنمی ہے
 اونہوں نے اوسکو پکڑ لیا پھر چچا خطابؓ نے کہا ہی کہ اس حدیث میں افظ جملہ
 کی سنی یہ ہیں کہ اوسکو پکڑ لیا تاکہ پکڑ چکنا ہی ہو جاوی اور اوپر سی نام چربی کا
 جاتا رہی اور چیل پکلی ہوئی چربی کو کہتی ہیں اس حدیث سی معلوم ہوا کہ کسی
 شی کا حکم اوسکی صورت اور نام بدلنے سی بدلا نہیں کرتا اور چربی والو کی حلیہ
 کی مثال ایسی ہی جیسا کہ کسی سی کہا جاوی کہ مال یتیم کی گرد نہ پہنکنا پس وہ
 مال کو بچکر اوسکی دام وصول کر کے کہا نیوی اور کہی کہ میں خود بال یتیم کو نہیں
 کہا یا بلکہ ایک چیز اپنی ذمہ مول لی اور اوسکا مالک ہو گیا تو میں صرف اپنا
 مال کیا یا ہی ایسا ہی یہ مدعی کا ذب مال غیر کو اپنا مال کر لی بتا ہی اونکا
 ظلم کا عدل دکھتا ہی اور غور کر نیکا مقام ہی کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سی
 محبت رکھی اور اسوجہ سی کہ وہ عورت اوپر حرام ہو سبیلی شہادت زور اور قضا

قاضی کو حیلہ اور ذریعہ کر کے کہی کہ میرا حکام اوس عورت سی ہو گیا ہی خالانکہ حقیقت
 میں کچھ ہی نہیں ہوا تو وہ عورت اوسکو کیونکر حلال ہو جاوے گی کہ ان دونوں کا
 دل جانتا ہی کہ وہ اوسکی عورت نہیں اور وہ اوسکا خاوند نہیں یا اسی حیلہ
 اور وسیلہ باطل سی مال کسی محتاج کا کہا جاوے تو وہ کیونکر اوسکو حلال ہو جائے
 اللہ تعالیٰ فی حرام چیزوں کو اصلیتی حرام فرمایا ہی کہ بدل پر سپر کرین اور ایمان
 کی تندہ رستی اور قوت بنی رہی جیسا کہ طبیعت ذوق مریض کو مضر چیزوں سی شہ
 کر دیا کرتا ہی تو اگر اس مضر چیز کی کہا نیکی دہلی مریض اوسکی صورت یا نام
 بدلنی سی طبیعت کہا نیکیا حیلہ کرے اور وہ طبیب بسبب لہنی نام اور صورت کے
 اوسکو اجازت دیدیوی تو اس سی کیا ہوتا ہی حقیقت اور طبیعت اوس سی کہ
 تو بہ ستور ہی اور بیشک وہ مرض کو بڑھاوے گی اور ہلاک کا اندیشہ ہی علی بالقیار
 یہ دعویٰ کذب اور شہادت زور کہ جبکہ لباس صدق ظاہر میں پہنا گیا اور صورت
 اوسکی بدلی گئی اور قاضی کی یہاں مقبول ہو گئی عند اللہ کیونکہ مقبول ہوگی
 اور ماحوم اللہ کو کیونکہ حلال کر سکتی ہی اور اسوجہ سی نبی علیہ السلام فی ارشاد
 فرمایا کہ فانما قطع لقطعۃ من النار جسکی شرح آئی ہی - اہل انصاف اگر اب اس
 شریعت کو غور کر کے دیکھیں گی تو معلوم ہوگا کہ ایسی کا زب اور فریبیوں کی مقصود
 کو شریعت باطل کر دیتی ہی اور اذکی مقصود کی خلاف اوسنی پیش آتی ہی
 چند مثالیں اوسکی کہی جاتی ہیں مثلاً جو شخص میراث کی حیلہ سی صورت کو
 قتل کر دی تو شارع علیہ السلام فی قاتل کو میراث بالکل نہیں دلائی اور جو
 عن میراث کر دیا اسلیں کہ باطل طور پر اوسکی لہنی حیلہ کیا - یا جو شخص کسی دھڑل
 مال کی وصیت کرے اور وہ وصیت کر نیوالی کو مار ڈالی تو اوسکی حق میں وصیت
 باطل ہو جاتی ہی - اور اگر قاتل اپنی غلام کو مبرا کرے اور وہ جلد آزاد ہو جائے تو اسکو

آجما کو مار ڈالی اور کسی حق میں برہونا باطل ہوگا۔ اور اگر کوئی بیارہی اپنی بی بی کو
 میراث بھنی کی جیلہ سی طلاق دیدی اس صورت میں عورت جب تک شہ میں
 پہنچی مرد کی وارث ہوگی۔ یا کوئی مریض اپنی وارث سی مال کا اقرار کر لے تو
 یہ امر باطل ہوگا کیونکہ وہ اقرار کو وصیت کا بہانہ کرتا ہے۔ اور دیکھو کہ اللہ تعالیٰ
 فی اون لوگوں کو جنہوں نے حرام شکار پر جیلہ کیا تھا سزا و عذوبت بھنی کی سزا
 دی اور جس شخص نے لوگوں کی مال پر سودی جیلہ کیا اور کسی سزا مال کی کمی ہو
 سی کی چنانچہ فرمایا یحییٰ اللہ الذی یربونی بقصد قات یعنی شاما ہی اللہ سوا
 بڑاتا ہی خیرات اور چوٹ بولنی والیکی سزا یہ ہوئی کہ اس کی کلام منمو ہو اور
 اوس پر واپس کیجاتی ہے۔ اور غنیمت میں سی خیانت کر نیوالیکی سزا یہ ہے
 کہ اپنی حصہ سی محروم رہی اور اسکا مال جلا دیا جادوی اور جو شخص حرم میں
 شکار کرے اور کسی سزا یہ ہوئی کہ اس کی شکار کا کھانا حرام ہے اور ویسی ہی جادوی
 کا تاوان اوس سی لیا جاتا ہے۔ اور جو شخص اس کی بندگی اور طاعت سے تمکبر کرے
 اور کسی سزا یہ مقرر کی کہ اسکو اپنی بندگی اور طاعت والوں کا غلام بنایا اور جو
 شخص سستہ کو پر خوف کر کے رہزنی کرتا ہے اور کسی سزا یہ ہے کہ اس کی ماہرہ
 پانوں کا ٹی جادوین اور بلا وطن کر کے اوپر سب رہتی بند کر دی جادوین جہاں
 ٹکلی و مان خوف زدہ نکلی۔ اور جس شخص کا روح اور بدن زنا اور حرام سی لذت
 پاوی اور کسی سزا یہ مقرر کی کہ اس کی بدن اور جان کو کوڑی سی درد پہنچا دیا جائے
 تاکہ تحلیف و مان پہنچی جان لذت پہنچی۔ اور اوس شخص کی سزا وجود دوسری کر
 گہرین جہان کی یہ مشرعو کی کہ اس کی آنکھیں پوڑ دیا وین غور شکہ ہر خیانت
 کر نیوالی کو سزا وہی کہ اس کی کمر کو باطل اور نکما کر دیا اب دیکھو حضرت آدم
 علیہ السلام کو کہ جب دخت میں سی کہا نیکی باعث نافرمانی کی تو اوں کو جنت میں

نکاح دینی کی سزا دی جیسی کہ او کو اوسکی کفایت میں جنت میں ہمیشہ رہنی کی طرح
 ہستی اور ناپ اور تول کی کمی پر یہ سزا مقرر فرمائی کہ امام اور قاضی کو مکمل فرمایا کہ
 جنت رکھ گیا اور اوسکا دوزخ برہمتی الیہوسی۔ اور جو شخص کو قہری اوسکی سزا
 یہ تہائی کہ منہ رو کہ پاسے اور بنا دی منع زکوٰۃ اور جو کوئی اوسکی کتاب
 اور اوسکی رسول کی مصیقت منہ پیری اور بیعت کو اونکی سوا میں تلاش کری
 تو اوسکی سزائے کی کہ دروازہ بیعت کی او سپر بند کردی ترمذی وغیرہ میں ہے
 عن علی بن ابی طالب فی غیرہ منکندہ الحدیث جو ترمذی دینی آشتی انوار مثل سنگ
 اوسکو دیر دیکھام جب ان سزا دینے پر خود کیا عادی تو بالضرورة ہر شخص نصف حج
 لیا کہ جو شخص تحلیل ماحرم اللہ اور اخذ حقوق غیر بوسیلہ دعویٰ کذب و رشہادت
 زور کی کیا چاہتا ہی اور قضائی قاضی و امام کو جو محض وسطی عدل و انصاف کے
 موضوع ہوئی ہی وسطی ظلم اور عتساف کی کئی لیتا ہی تو اللہ تعالیٰ لطیف و خبیر
 حکیم و بصیر اس معی کا ذب پر اموال غیر کو سرگزہ ہرگز حلال نفرماوے گا بلکہ اللہ جل
 اور عظم تر گناہ کبیرہ رکھتا حریت ہندہ المضامین تلفظ عن تنبیہ شیطان میں
 التفصیل فلیترجع الیہ۔ اور جبکہ بطور معقول وہم بطور منقول بیان اصبق سی
 اہل انصاف کو ثابت ہوا کہ دعویٰ کا ذب کو ہشاد و تازہ اور اخذ حقوق غیر حرام ہی
 اور ممنوعہ اور نیز اوسمیں کرنا تصرف کا سرگزہ درست اور واپسین ہو سکتا تو اب
 ہم کہتی ہیں کہ دعویٰ کا ذب کو قاضی کی بیان مقدمہ کا ذب کا لیجانا اور قاضی
 کی قضا اور حکم کا حاصل کرنا بہ نسبت اس معی کی حرام ہی اور ممنوعہ کیونکہ اگر
 کا ذب قضائی قاضی کو ذریعہ اور بوسیلہ اخذ حقوق غیر اور تحلیل ماحرم اللہ کا گڑھا
 اور شارع علیہ السلام فی اپنی جملہ شرائع میں ایسی ذرائع اور وسائل اور حیل کو
 حرام اور سنی عنہ فرمادیا ہی اور سند ذرائع کر دیا ہی کما سیاقی مفصلا پس اس

بھی کی حق میں یہ قضا ممنوع اور نہی عہد اور سد و دہریگی اگرچہ قاضی اور امام
 کی نسبت دہی قضا واجب ہے کیونکہ اسکو علم غیب ہی نہیں اور ظاہر میں
 شاہدوں ہی ثبوت کامل حسب شرائط قضا پہنچ چکا تو اوپر ظاہر میں حکم کر دینا
 بموجب ثبوت کی واجب ہو گیا کیونکہ قضا اسکی اسید و اصلی موضوع اور موضوع
 ہوئی ہی کہ بعد ثبوت کامل حکم کی اور قضا کر دیوی اور یہی معنی میں اس بات کے
 کہ قضا قاضی کی ایسی صورت کذب میں بظاہر نافذ ہوتی ہی نہ باطن میں پہنچے
 قیام میں اللہ تعالیٰ اور مدعی کی۔ اب دیکھو کہ شارع علیہ اسلام فی ذریعہ کو
 حرام کی تمام مباحات فرمایا ہی خواہ اوشی حرام کا قصد کیا جاوی یا کیا جاوے
 تو مآخذ فیہ میں کہ مدعی کا ذب قضائی قاضی کو ذریعہ اور وسیلہ اخذ حقوق وغیرہ
 کرتا ہی تو اسکی حق میں قضا قاضی کی مسد اور نہی عہد دہریگی اگرچہ قاضی کو
 اوس قضا کا نافذ کرنا جائز ہی چند مثالیں ذکر کجائی پر جن سی سد ذریعہ کا
 اہتمام شاہد کی طرف سے واجب و لازم ہو جاوے دیکھو اللہ تعالیٰ فی مشرکین کی مسجد و مکہ
 کالی دینی سی منع فرمایا کیونکہ انکو کالی دینا اس بات کا ذریعہ ہی کہ مشرکین پر
 دشمنی اور کفر کی خدا تعالیٰ کو کالی دیو نیگی۔ اور حدیث میں آیا ہی ان من الکفار

شتم الرجل والدیہ قالوا بل یشتتم الرجل والدیہ قال نعم یسب ابا الرجل فیسب
 اباہ و یسب امہ فیسب امہ یعنی تحقیق سب بڑا کبیرہ یہ ہی کہ آدمی اپنی ماباپ کو
 کالی دیوی تو گونہ بی عرض کیا کہ کیا کوئی اپنی ماباپ کو سب کالی دیتا ہی آپس
 فرمایا کہ ہاں دوسری شخص کی باپ کو کالی دیتا ہی وہ اسکی باپ کو بڑا کہتا ہی
 اور دوسری کی ماکو بڑا کہتا ہی تو وہ اسکی ماکو بڑا کہتا ہی۔ چونکہ ماباپ کی کالی
 کا ذریعہ یہ شخص خود ہوا تو نبی علیہ السلام فی اسکی ذریعہ ہونیکو اکبر الکبائر فرمایا
 ۔ اور شراب کا ایک قطرہ حرام فرمایا گو اس سے شراب کی سی خرابی نہیں ہوتی

نماز چھٹا کہ تہڑی کا پنا ذریعہ بہت کی مہنی کا ہوگا، تو ایک طرح کو ہی حرام فرمایا
 اس طہرہ او سکومر کہ بنائیکی لمی روک رکھا حرام فرمایا اور او سکومر بنسپہر لایا اور
 دو غلطیوں سی منع فرمایا اور عصیر اور بندہ کی مہنی سی تین دن کی بعد اور بدو بنسپہر
 نمید بنانی سی مہنی کی اور اجنبی عورت سی خلوت اور او سکومر بنا ہتہ سفر کرنا اور
 بدون حاجت کی او سکومر طرف کو دیکھنی کو حرام کیا اور عورت کو سکومر کی طرف
 جائیکی وقت خوشبو لگانی سی منع فرمایا اور نماز میں او سکومر سبحان اللہ کہنی سی
 منع فرمایا اور تصفیق یعنی تالی سبحان مقرر کیا اور عدت والی عورت کو زینت اور
 خوشبو اور زیور سی منع فرمایا اور حالت عدۃ میں مرد کو کھلا کھلی پیغام نکاح کا
 دینی سی منع فرمایا کو نکاح بعد عدت گذرنیکی ہی ہو جائے اور قبر و سپر مسجد میں بنائیں
 سی منع فرمایا اور قبر و دکنی او بچا کرنی اور کنگرہ دار بنائیں منع کیا اور او سکومر بلیہ
 کرنیکا حکم کیا اور او سپر عمارت بنانی اور کچ کر نیسی اور او سکومر طرف کو اور او سکومر
 پاس نماز پڑھنی سی اور چراغ جلانی سی منع فرمایا اسلی کی او سکومر بت ہر انیکا ذریعہ
 اور وسیلہ بند ہو جاوی اور آفتاب نکلنی اور ڈوبنی کی وقت نماز پڑھنی سی مہنی فرما کر
 اسلی کی ان دونوں وقت میں کا آفتاب کو سجدہ کرتی ہن۔ اور ہم صرف تیز
 باہم قبضہ کر نیسی پہلی جدا ہونیکو منع فرمایا اور اسلی کی اور ہم کو ایک ساتھ جم کرنا
 حرام ہسپہر لایا اور اس قرض سی منع فرمایا جس سی نفع حاصل ہو اور قرض دینی
 والیکو قرض یعنی والیکا یہ قبول کر نیسی منع فرمایا سنن ابن ماجہ میں ہے

قال سلت الن بن مالک الرجل ینالقرض خا والمال فیہدی الیہ فقال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرض احدکم قرضا فابی الیہ او جملۃ علی الدابۃ فلا

یرکبہا ولا یقبلہ الا ان یکون جری مینہ و مینہ قبل ذلک یعنی عیسی بن ابی اسحاق

کہتی ہن کہ میں فی السن بن مالک سی پوچھا کہ ایک آدمی ہم میں اپنی بہائی

مسلمان کو مال قرض دینا ہی پیروہ قرضداراوسکی پاس یہ پہنچا ہی آپ فرمایا
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ جب تم میں سے کوئی قرض دیو ہی پھر
 قرضداراوسکی پاس نہ پہنچے یا سواری پر چڑھا دی تو اس پر سوار نہ ہو اور نہ ہدیہ
 قبول کری مگر اوس صورت میں کہ پیشتر سی اون دونوں میں یہ معاملہ جاری ہو
 اور عذر تو نکونع فرمایا اس سے کہ پانوں مارین اور مردوں اور عورتوں کو بچنے لگا
 رکھنی کا حکم فرمایا کیونکہ دیکھنا ذریعہ ہی میل اور محبت کا اور وہ ذریعہ ہی ممنوع ہے
 پڑنیکا اور رمضان شریف کا استقبال یک یا دور ذریعہ پیشتر رکھنی ہی منع فرمایا اور
 نکاح میں جمع کرنا بی بی کا اور اوسکی بیوی کا یا خالہ کا منع فرمایا اور لونڈی سی
 نکاح کر نیکو منع فرمایا اور منع فرمایا کہ کوئی عورت اپنی نفس کو سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بہہ کری اور منع فرمایا کہ جس آدمی کی حق کا کوئی منکر ہو یا خیانت سی لیلیہ
 تو وہ اوس ہی اپنی حق کی مثل خیانت کی طور پر لی گو اول شخص صرف پناہ
 حق لی یا اوس سی کمتر لی بالجملہ جو ذرائع اور وسائل کہ بغیر درست اور حلال ہر
 معلوم ہوتی ہیں انکو ہی شارع علیہ السلام نے ممنوع فرما دیا ہی اور بند کر دیا ہی تو
 یہ قضائی قاضی جسکو مدعی کا ذب واسطی اخذ حقوق غیر کے ذریعہ اور وسیلہ گردہا
 اللہ تعالیٰ اور اوس مع کی در میان میں مینی باطن میں کیونکہ نافذ ہوگی قولہ
 مان یہ سلم کہ طریق حصول ملک گناہ کبیرہ ہی الخ اقول العجب کل العجب کہ ایک
 وجہ حرام اور گناہ کبیرہ سی حاصل کیجی وی اور پھر ہی وہ حلال و طیب ہی سی
 بات کا قائل ہونا مجزئی ایک کسی اہل اسلام سی جکو مشوقہ نہیں انگلیک اپنی نزدیک
 کسب و کار وغیرہ کی خرچی اور دیگر جو روپیہ اور اموال وجہ حرام سی حاصل کیا جاوے
 وہ سب حلال و طیب ہوگا شاہد خفیت ہو تو ایسی ہوسہ این کا از تو اید
 مردان چنین کنند اور اس سی اور پڑہ کر ارشاد ہوتا ہی کہ (دیارہ عدم نفاذ قضا

یہ حدیث کہ ہر نفس جو کئی (و لستم باقیل) اگر صد بات حکمت پیشانی دان
 بخواند آیدش باز چہ در گوش و حضرت من کتابہ بعد از دست صحیحہ تفتی علیہ
 قطعی الدلالتہ معنی مذکورہ سابقہ اس مسئلہ کی نفی کیا و فرمودہ بالتقصیر کمر ہی بین
 لیکن القاصع اود شہود قلب در کار ہی سنئی اور دیکھی قال لست بشارک و کما

ولما تاكلوا أموالكم بينهم بالباطل وتدلولها الى الحکام تاكلوا فريقتا من أموال الناس
 بالاثم وانتم تعلمون یعنی نہ کہا و مال کی دوسری کی اسپین ناحق اور نہ پنجا و پنہا
 حاکمون تک کہ کہا جاو کا نکر لوگون کی مال میں سی ماری گناہ کی او تمکو معلوم
 ہی اگر اور کوئی تفسیر نہیں دیکھی تو انوار التنزیل بیضاوی ہی کہ دیکھی لکھا ہے
 قوله تعالى ولما تاكلوا أموالكم بينهم بالباطل ای ولا ياكل بعضكم مال البعض بالوجوه
 لم يجدوا بين نصب النظر او الحال من الاموال وتدلولها الى الحکام عطف
 علی منہی او نصب باضمار ان والاولاء والقار ولا تلقوا حاکموتها الى الحکام تاكلوا
 بالاثم اسی بالرفع الی الحکام فريقتا طائفتہ من سوال الناس بالاثم با یوجب اثما
 کشفادۃ الزور واليمين الکاذبة او متلبسین بالاثم وانتم تعلمون انکم سطلون
 فان ارتکبا المعصیۃ مع العلم بها اقرار ہی ان عبدان الحضرمی ادعی علی امرأ
 القیس لکندی قطعۃ ارض لم یکن له بینة فحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بان
 یخلف امرأ القیس فہم بہ فقر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الذین یشترکون بعد اللہ و
 وایانہم ثنائیلا فارتمع عن اليمين وسلم الارض الی عبدان فزلت وہی دلیل
 علی ان حکم القاضی لا یفقد باطنا حاصل ترجمہ تفسیری ہی نہ کہا وین بعض تبار
 مال بعض کی اوس وجہ سی کہ نہیں مباح کیا اللہ تعالیٰ فی ہسی چوری اور خبیث
 اور غصب اور عقود فاسدہ اور کلمہ بین منصوب کہیو کہ ظرف واقع ہوئی تاکلا
 یا حال ہی مولیٰ سی اور تدلولہا الی الحکام معطوف اور نہ ہی کی مینی تاکلا ویر

مسطور ہے، لفظ لاکے تحت میں داخل ہی جبکہ حاصل ہوا لاء تو ابہا یا منصوبہ
 بسبب مضمون کی انکی یعنی اس قبیل سے لا شرب اللبن و ما کل السمک اور
 اولاً کی محض نین پہنچانا اور لیجانا اور ضمیر ہا میں آج ہی طرف اموال کی دوسری
 طریقہ حذف مضاف کی کہ وہ حکومت ہی یعنی حکومت اموال کی مست لیجاؤ
 طرف حکام کی تاکہ کہا جاؤ بسبب اس مرافعہ کی طرف حکام کی ایک ٹکڑا
 مالون آدمیوں کی بسبب گناہ کی یعنی بسبب و پچیز کے کہ موجب گناہ کو جیسا
 کہ گواہی جوئی اور قسم جوئی اس صورت میں یا کلمہ بالاثم میں سببیت کی
 ہوئی یا دران حالیکہ متلبس ہو ساتھ گناہ کی اس صورت میں بائی مذکورہ
 مصاحفہ کی ہوئی۔ اور تم جانتی ہو کہ باطل اور جھوٹ پر ہو۔ اسو سلی کہ مرکب
 ہونا گناہ کا باوجود علم اسکی کی نہایت ہی قبیح ہی روایت کیا گیا ہی کہ تحقیق
 عبدان حضرمی فی امر القیس کنزی پر ایک قطعہ زمین کا دعویٰ کیا اور عبدان
 حضرمی کا کوئی گواہ اور بینہ نہ تھا پس حکم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
 امر القیس کو حلف کر لیا تو امر القیس فی قصد حلف کا کیا پس نبی علیہ السلام
 فی یہ آیت پڑھی تحقیق وہ لوگ کہ خریدتی ہیں ساتھ اللہ تعالیٰ اور قسموں
 اپنی کی مول تھوڑا پس باز رہا امر القیس قسم کہانیسی اور تسلیم کیا قطعہ زمین کا
 عبدان مذکور کو پس تب یہ آیت نازل ہوئی اور یہ آیت یعنی تو کہ تعالیٰ تاکہ
 فرمایا دلیل ہی اس بات پر کہ حکم قاضی کا باطن میں نافذ نہیں ہوتا انتہی درجہ
 تفسیر آت و دیکھو کہ جو معنی مصطلحی نص کی کتب اصول سے سابق میں ہم کہہ رہے
 ہیں اس آیت میں تیاہا و بعینہ موجود ہیں جس مرکی کوتاہی ہو مولف
 صاحب بیان فرماتے ہیں۔ اور حدیث صحیحہ متفق علیہ قطعی الدالات سن لیسے
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما انابشر وانکم تحقون الی وعلل منکم کونکم

بحجۃ من بعض القضا علی نحو ما سمع من قضیت لہ بشی من حق اخیہ فلایا
 فاما قطع لہ قطعۃ من النار فتفق علیہ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
 نہیں ہوں میں مگر آدمی اور تم میری پاس مقدمہ اور فیصلی لاتی ہو اور شاید
 کہ بعضا تم میں سی حجت میں ہو تیار ہو بعضی سی اور میں جیسا اوس سی سنو لگا
 فیصلہ کرو دیکھا پہر میں جسکو دوسرے کے حق میں سی دلائل لگوں تو وہ ہرگز نہ کہو
 یہی ہی کہ اوسکی وہی ٹکڑا الگ کا جدا کیئی دیتا ہوں روایت کیا اس حدیث کہ
 صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اور متقی میں کہا ہی کہ رواۃ الجماعۃ حاصل ترجمہ حدیث
 کا یہ ہوا کہ تم اپنی مقدمی میری پاس لاتی ہو اور بعضی وقت کوئی اپنی دعویٰ پر
 جھوٹا ہوتا ہی اور جسکو وہ اپنی دعویٰ میں جھوٹا معلوم نہیں ہوتا کیونکہ وہ حجت
 میں ایسا تو می اور تقریر میں اتنا جست ہوتا ہی کہ میں اوسکی دعویٰ کو سچا
 گمان کر کے اوسکی دعویٰ کی موافق دلا دیتا ہوں پہر وہ جو میں اوسکو دلائل ہوں
 اوسکی بہائی کی حق میں سی الگ کا ٹکڑا ہوتا ہی کیونکہ وہ حرام ہوتا ہی دوسرے
 پہنچ لیا دیکھا تو دیکھو نبی علیہ السلام فی اپنا کلام اس حدیث میں اس لفظ سی شروع
 کیا کہ میں آدمی ہوں اس تمنیہ کیوہی کہ حکم نفس الامر سی غیر مطابق ہو سکتا ہی
 کہ ہاں بشر میں غیب دان نہیں ہوں دل کی ہمد پر حسب ہی خیر ہوتی ہی کہ وحی اور
 اور اس سی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ حکم دینا ہی اوسوہی کہ یہ حکم دینی میں
 خطی نہیں ہی کیونکہ حاکم کی ذمہ یہی ہی کہ دونوں مدعی مدعا علیہ میں ظاہر کی
 موافق یعنی جیسا کہ انکی کلام سنکر معلوم ہو اور جو انکی محبت سی ثابت ہو
 کر دی یہ نہیں ہی کہ نفس الامر کی حکم ہو حتی کہ جسکا دعویٰ جھوٹا ہو اور وہ جھوٹ
 گواہ گزری اور قاضی کو اونا جھوٹ معلوم ہو اور وہ انکی گواہی کی موافق
 بعد انکی تبدیل کی حکم کر دی تو قاضی کا حکم حق پر ہی اگرچہ وہ دعویٰ نفس الامر

ثابت نہیں پس اس سی صاف اور بالتفصیل ثابت ہوا کہ حکم قاضی کا جوئی گواہ
ہی حرام کو حلال نہیں کر دیتا اور نہ حلال کو حرام اور اس کا حکم ظاہری میں جائز
ہوتا ہی نہ باطن میں اب اگر مولف کی نزدیک یہ حدیث در صورت شہادت
زور نفاذ قضا ظاہر اور باطن کی نفی بالتفصیل نہیں کرتی تو بتلادی کہ کلام
حضرت کا منقذیت لے بیٹی من حق اخیر فلا یاخذ بہ فانما قطع لقطع من
کسو سہلی ہی اور حضرت بنی علیہ السلام فی جوئی کسیکو اپنی حکم اور قضا سی
ولادی اگر وہ حرام نہیں تو کلمہ اذنی کا کیونکر ہوا مینو تو جروا۔ اور دلیل
عقلی ہی پیش کرتا ہوں جو عدم نفاذ کی مثبت ہی سنو کہ حقیقت قضا کی گواہ
جواب ظاہر کرنا ثابت کا ہی اور غیر ثابت کا ثابت کرنا نہیں ہی اور دعو
عقود و فسوخ میں ثابت نہیں ہوتا در صورتیکہ دعوی کاذب ہو اور گواہ ہی
جوئی ہوں تو اب قضا صرف ظاہر میں نافذ ہوگی باطن میں نہیں ہوگی
کیونکہ قضا حجت کی موافق نافذ ہوتی ہی اور یہ حجت باطن میں تو غلط ہی کیونکہ
گواہ جوئی میں پس فقط ظاہر میں حجت ہی باطن میں نہیں اور شہدوں یعنی
دعی ہی اپنا اور نیز گواہوں کا کذب جانتا ہی اور قاضی نہیں جانتا سو قضا
ظاہر میں نافذ ہوگی بعد حجت باطن میں نہیں ہوگی بلکہ المرام کی شرح مسکت
میں لکھا ہی بخجی قول علیہ السلام کی فانما قطع لقطع من النار پس جہاں میں
کرم برہم و جدا کی گم برائی دی پارہ از آتش دوزخ باعتبار یا قول از باب مجاز
تشبیہ بقول تعالیٰ انما یا کون فی بطونہم نار حدیث دلیل ہے برائے حلال نشین
بحکم حاکم شہی محکوم برائے محکوم و قتیکہ دعوی دہل شد و نفسانی لاضر و شہادت کاذب
اما حاکم لاکم بظاہر و الزام ان و تخلیص محکوم علیہ محکوم بہ جہاں نہت و نافذ
حکم اور ظاہر و لیکن حلال نشین و بدان حرام و قتیکہ دعوی سطل و شہادت دہل

و باین رفتہ اند جبہ و آرد حنیفہ خلاف کردہ و گفتہ نافذ میشود ظاہر او دھنا چنانکہ اگر
حکم کند عالم لشہادت زور کہ این زن زوج فلان بہت حلال میشود بڑی دودل
گفتہ ہستند بنا بر لایقوم بہادیل و بغیاس لا یقوی علی معاوضۃ انفس انتہی
آپ یہ فرمائی کہ یہ حدیث دوبارہ عدم نفاذ قضا کہ ہر سی نص نہیں ہی اطلاق
نہ کر نہ بیند بردر شبہ چشمہ چشمہ آفتاب راجہ گناہ ہ قولہ اب گذارش یہ ہی اثر
اقول اب گذارش یہ ہی کہ اس تطویل لا طائل تجتہسی اور قیاسات فاسد
ومع الفارق سی آپکی کار برای معلوم کتاب مد اور سنت صحیحہ متفق علیہ علی
اور دلائل عقلیہ اور اقوال علمایی پس سئلہ آپکا غلط فاحش ہو چکا اور بروی انصاف
وقانون مناظرہ اعتراض اہل حق کا خفیہ نیز ضرور وارہی اور کوئی مقدمہ کیے
مقدّمات میں کا کتاب سنت سی بوجہ صحیح ماخوذ نہیں اور بسبب مقدّمات آپکے
مقتضی اور باطلہ اور فاسدہ ہیں چنانچہ بہ تفصیل کما فیغیب مبین ہو چکا اور فی حقیقت
یہ ہمکو بخوبی معلوم ہو گیا کہ آپ علم بی نیکی میں قصی درجہ کی کامل ہیں چنانچہ علماء
اہل الانصاف کو حال آپکی بی نیکی کا اس سالہ سی خصوصاً اس تقریر پر تیز ویری
جو مسئلہ قضائے تخلیق ہے بخوبی روشن ہوید ہوگا اور شاید ہماری ہں بیان شافی و
کافی سی آپکو ہی بشرط اتقانی سمع وشہود قلب حقیقت حال ظاہر ہو جاوی ذر
آنکہین کہوں لکر دیکھی ورنہ خیرا نامہ وانا الیہ راجعون ہ آنکہین اگر کشندی ہیں
تو پھر دن ہی رات ہی ہ اسمین تصور کیا ہی پہلا آقا کلید اور کوئٹہ کی مثل تو
آپنی خوب یاد کر لی ہی لیکن اس مثل فیل پر ہی ذرہ دیان فرمائی کیونکہ یہہ
تا ویلات فاسدہ آپکی عند العوام والجمہاء جی کام دیتی ہیں اور عند العلماء اور غیر
آخرت میں محض بی سود اور ظلمات ہو جاویگی مثل یہ ہی مشہور کشتلاندی ستون
ناما فلما اضارت ماحولہ وہب لہ بنور ہم وترک ہم فی ظلمات لایبصر ونعم نعم عجب

لا یرجون دفع و قعہ ناسع۔ قولہ بدالنت ولا تنکوا الی قولہ نفرمایا اقول
 جواب تو آپکی اس بات کا اتنا ہی ہی کہ یہی لا تنکوا میں مجاہزی اور مراد ہرگز
 شخصی ہی قال فی نور الانوار والنہی عن نکاح الحرام مجاز عن شخصی نکاح نکاح منشی اعم
 محلہ لان محل النکاح المحلات وہن محرمات بالنسب انتہی اور اگر جواب تفصیلی منظور
 ہو تو قبل زواج دو ایک باتیں اگر آپ سن لیویں تو بڑی عنایت ہو حکم کلام
 اللہ اس علی قدر عقول ہم آپکی سمجھ کی موافق ہی عرض کر دنگا دقات علم حصول کو
 دخل نہ دنگا انشاء اللہ تعالیٰ اول یہ کہ شاعر علیہ السلام فی اکثر امور اپنی شہرت
 میں ایسی مقرر فرمائی ہیں جنکی اقامت اور تقریری کسی غرض کی تحصیل مطلوب
 ہی اور کسی منفعت کا حصول مقصد اور وہ امور از طرف شاعر وسائل دن شانہ
 اور اطراض کی مشروع ہوئی ہیں اور ذرائع اون فوائد کی موضوع چنانچہ عقد بیع
 اور عقد اجارہ اور بیعہ اور عقد نکاح منجملہ اونہیں امور کی ہیں مثلاً بیع اس غرض
 واسطی مشروع ہوئی ہی کہ مشتری کو ملک بیع حاصل ہو جاوی اور بائع کو ملک
 امن۔ اور عقد اجارہ اس غرض کی واسطی مقرب ہو کہ مستحیر کو ملک منفعت حاصل
 علی ذالقیاس عقد نکاح اس غرض کی واسطی موضوع ہو اسی کہ زوجین کو حل تمتنا
 باہم حاصل اور زوج کو ملک فرج اور حل دلی و اصل ہو کمابین مفصلانی کتب
 اصول الفقہ ہیں اگر معاملات مذکورہ ایسی طور سی منعقد ہو دیں کہ غرض اور مقصد
 شاعر اوپر مرتب ہو دی تو وہ معاملات عند شاعر سراسر باطل اور کالعدم
 شمار کی جائیگی گو ظاہر میں اون عقود کی ارکان صوری پانچی جاوین لیکن شاعر
 حکیم و خیر کی نزدیک بحکم الشیٰ اذ اخلی عن مقصودہ لغی کی معتبر نہو گئے یہ قبل
 کا بطلان جنکی نسبت مولف صفحہ دہم میں قرار کر آیا ہی ہیواسطی ہی کہ ملک مشتری
 جو عقد بیع سی غرض ہی اس صورت میں متعار اور دشواری لہذا یہ عقد بیع عند

باطل رہیگا کہ مصلحت ہی شعر مشہور کا سے زفرش خانہ تا بلبلیام از امن و دنیا
 خانہ تا بہ تر یا از ان توہ و علی ہذا القیاس در صوبہ یوہ باطلہ کی تصویب کرنی چاہئے
 چنانچہ مولف بھی صفحہ ۴۴ میں جاری اصل اس مقصود کا اقرار کرتا ہی جس جگہ کہ ان
 کا فرق مرتبہ نوعیت انسانیت سے لگا کر زمرہ انعام میں داخل کیا ہی وہو ہذا کہینو
 جیسے آکھہ ویکہنی کی لینی بنی اور کان سننی کی لینی اک جلا نیکی لینی اور پائے
 نبھا نیکی لینی اور یہ اغراض ان شیا کی حق میں مقتضائی طبعی ہیں ایسی ہی
 یہاں ہی چاہی آدمی عبادت کی لینی بنا ہی تو بہر عبادت اوسکی حق میں
 خاصہ بھی جاوگی کیونکہ امور طبعیہ بوجہ خواہش ہو اگر حق میں اس صورت میں
 اگر بالفرض عبادت مذکورہ یعنی اطاعت و تقیاد مفقود ہو جاوے تو یا تو بوجہ
 انقلاب مہیت وہ اوس نوع ہی سی نہ بنا یا یوں کہو کہ یہ معلوم ہو گیا کہ یہ اوس
 نوع سی ہی نہ تھا اتحاد مکمل صورت اس صورت میں مثل اتحاد عرض عام شریک
 عرض عام ہوگا) امر دوم یہ ہی کہ بنی علیہ السلام فی کمال کی ترغیب لائی ہو
 اور فرمایا ہی کہ یہ میری سنت ہے جو اس سے خوف ہوگا وہ مجھے پسند ہے چنانچہ
 حدیث انس کی آخر میں موجود ہی و اتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فليس
 مني اور سنت نکاح ایسی سنت ہے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام سی لیکر تا بنی آخر
 الزمان ہر شریعت الہیہ میں جاری اور شروع رہی حتی کہ بہشت میں بھی بنی
 رہی من ابی ایوب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رغب عن سنتی فليس مني
 والسوال والتکاح رواہ الترمذی بالجلد فضائل نکاح جو کتاب سنت میں وارد ہے
 اظہر من الشمس من امر سیوم یہ ہی کہ تنفیذ حدود بعد ثبوت مایہا حسب مقتضیات
 بشرعیہ امام پر فرض واجب کیونکہ مقصود نصب امام سی ہی ہی کہ حفظ حکام
 وحدود دینیہ اور نظم و نسق امت محمدیہ بذریعہ اوسکی شان و میسر ہو فقہ اکبر میں

لکھا ہی ان المسلمین لا یلزم من اقامہ حدودہم و اقامہ حدودہم و نہ تخیرہم
 و تخیرہم و نہ یجوز ان یتخذوا حدًا و یجوز ان یتخذوا حدًا و یجوز ان یتخذوا حدًا
 و الا عیاد و تزویج الصغار و الصغار الذین لا اولیاء لهم و قسمة الغنائم و نحو ذلك
 من الواجبات الشرعیة التي لا یتولیها احاد الامة انتهى موضع الحاجة بلكه تغنیة
 حدود البیة من كسیر ح کی پاسداری اور مہربانی کرنی یہی مستحق حد پر نہیں جانی
 حال حد تک الزانیة و الزانی فاجلد و اكل و احد منہما مائة جلد و الا تاخذكم ہمارا
 فی دین لا انکم تم تؤمنون باللہ و الیوم الآخر و لیشهد عذابها طائفة من المؤمنین
 ہا بیضاوی فی قوله تعالى و لا تاخذكم ہما رافة رحمة فی دین اللہ فی طائفة و اقامہ
 حدہ فقطلوه او تسامحوا فیہ و لک قال النبی علیہ السلام لو سرت فاطمة بنت محمد
 لقطعت یدہا انکم تم تؤمنون باللہ و الیوم الآخر فان الایمان یقتضی الحب فی طاعة اللہ
 و الاجتہاد فی اقامہ حدودہ و احکامہ تعالی و ہوں من باب التبیہ و لیشهد عذابها طائفة
 من المؤمنین زیادۃ فی التکیل فان التکلیف قد یقبل اکثر ما یقبل التعلیل انتہی اور حد
 میں ہی عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
 و البعید و لا تاخذکم فی اللہ لومۃ لائم رواہ بن ماجہ و عن بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ و آلہ و سلم قال قلتمہ حد من حدود اللہ خیر من مطر اربعین لیلة فی بلاد اللہ رواہ بن ماجہ
 و رواہ النسائی عن ابی ہریرۃ و غیر ذلک من الاحادیث
 واضح ہو کہ جن حدیثوں میں آیا ہی کہ حتی الوسع حدود کو مسلمین سے
 دفع کرنا چاہیے چنانچہ یہ حدیث اور او الحدود عن المسلمین استظہر
 یا اور او الحدود بالمشبہات غیر ذلک تو قطع نظر اس سے
 (کہ یہ حدیثیں ضعیف ہیں کما صرح المحدثون بل بعضہا مقابله اور معتبر
 احادیث صحیح کا نہیں کر سکتیں) ہم کہتی ہیں کہ ان احادیث میں

خطاب غیر ائمہ کی طرف یعنی سائر مسلمان کو چاہی کہ باہم موجبات حدود پوشیدہ
 کریں اور ستر عیوب مسلمان یعنی زنا وغیرہ کو چپا کر حاکم اور امام تک مراخذ اسکا
 نکرین یا ان احادیث سی یہ غرض ہی کہ اگر ثبوت موجبات حدود اور وقوع
 میں اوسکی ائمہ کو کی طرح کاشک شبہ رہی تو ہی حدود ساقط ہونگی ورنہ
 حکام اور ائمہ کو جائز نہیں ہی کہ بعد ثبوت موجبات حدود و کی حدود کو دفع
 اور درکردہین سے اگر نیک مردی نماید عسلی نیار و شبختن از دوز و کثر
 سننا کہ ان احادیث میں ائمہ ہی مخاطب ہیں تو انہم ضرورت انکا حاصل ہے
 کہ ائمہ کو چاہی کہ خوب استنبات فرمادین اور تفصیل کریں اذن امور ہی جو
 مسقطہ ہیں مبادا کہ بعد تنفیہ حدود کوئی امر ایسا سنکشت ہو جاوی جو مسقطہ
 ہے کہ سہل است عمل بدیشان شکستہ شکستہ نشاید و گراہہ بستی و جو خشم است
 برگناہ کسی بہ تامل کنش و عقوبت سی و چنانچہ حدیث ابی ہریرہ میں جو صحیح مقبول
 ہی تفصیل و استنبات حضرت علیہ السلام سی باین مبالغہ منقول ہی کہ اوس
 بڑہ کر طلبتین حقیقت حال کا مقصود نہیں ہو سکتا گو یا کہ تلقین امور مسقطہ
 حدود کی اوسکو کہا جاوی تو زیبا ہی۔ باین طریق دفع اور در حدود البتہ ہو
 اور یہ معنی نہیں ہیں کہ بعد تفصیل و استنبات کی ہی حدود کو جاری نکرین
 اور یہی جو بیان کی گئے حدیث میں ہی میں دیکھو بن عمر و بن عباس و بن عباس و بن عباس
 بن عمر و بن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تعالوا لودعنا بیکم فما یفنی من
 فہ وجب وادہ ابوداؤد و النسائی اور یہ معنی ہی نہیں ہیں کہ کتاب سنت میں
 تاویلات فائدہ اور شہادت کاشت اور تحریفات باطلہ کر کے موجبات حدود کو
 موجبات نہ کہو کیونکہ یہ فعل تو یہ تو کا ہی عن عبد اللہ بن عمر ان ایہود جاؤ الی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکروا لہ ان یجلاسہم وامرأۃ زینا فقال لہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فی التوراة فی شان الرجم قالوا لفضلهم و یجلدون قال عبد اللہ بن سلام کہ تم ان
 فیہا الرجم فاتوا بالتوراة فمشروا فوضع احدہم یدہ علی آیتہ الرجم فقرأ ما قبلہا وما
 بعدہا فقال عبد اللہ بن سلام ارفع یدک فرفع فاذا فیہا آیتہ الرجم فقالوا صدقہ
 یا محمد فیہا آیتہ الرجم فامر بہا النبی صلعم فرجما فی روایۃ قال ارفع یدک فرفع فاذا
 آیتہ الرجم تلوح فقال یا محمد ان فیہا آیتہ الرجم لکننا نکتاہم بیننا فامر بہا فرجما فموت
 علیہ اب بعد نکاحہا شوڈلہ کی گذارش یہ ہی کہ نکاح کا محرمات سی ممکن ہو
 ہونا بلکہ وقوع میں آجانا مسلم کہ علت فاعلہ موجود علت قابلہ موجود و تراضی
 اس سی یہ کہ لازم آتا ہی کہ نکاح شرعی حقیقہ ہو جاوی جسکی شرع میں تعین
 یہ ہی کہ عقد بین الزوجین جو سبب حل طی کا ہو کیونکہ جب نکاح شرعی حقیقی
 منعقد ہو جائے تو سبب ثار و لوازم او کی بھی پائی جاتی ہیں کہ اشی ادا ہوتے
 ثبت بلوازمہ تو بصورت تحقق نکاح حقیقی حل طی اور جملہ حقوق جو بین الزوجین
 ہوتی ہیں سبب تحقق ہو جاوے گی یعنی زوج پر نفقہ واجب ہو جاوے گا کہ وہ طعام
 اور کسوت اور لباس ہی اور ادائی مہر خواہ معلما ہو یا معلما و غیر ذلک من الحقوق
 اور زوجہ پر تکمیل زوج کی وطی اور جماع پر واجب ہو جاوے گی چنانچہ آیا ہی حدیث
 بین من حق الزوج علی المرأة اذا اراد ان یتنہا ہی علی ظہر البعیر ان لا تنفخ
 غیر ذلک من الحقوق الی جارت فی الاحادیث الصحیحہ و ذکر الفقہاء ایضا فی کتاب
 النکح اور یہ بات ہر کہ درمہ جانتا ہی اور اغلب کہ مولف بھی انکار نہ کرے گا کہ کو
 حکم ان احکام سی اور کوئی غرض اخرا من مقصودہ شارع علیہ السلام سی نکاح محرمات
 میں کسرتب اور متفرع نہیں ہوتی اور قاضی پر تفریق واجب بل فرض ہے
 اگر نہ نکاح مصوری نکاح حقیقی و شرعی ہوتا تو قاضی پر وجوب تفریق کی کیا
 وجہ ہتی کیونکہ جو شخص باعث تفریق کا بین الزوجین ہوتا ہی وہ تو عندہ شائع

نہایت مذموم اور معتبور ہوتا ہی قال لہذا فی محل لانکاروا الذم متعلون منہا
 ما یفرقون بہ بین المرأ و زوجہ وجاء فی الحدیث عن جابر قال قال رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم ان لم یس یضیع عرسہ علی ما یرحم یحب سراً یاہ لفتنون الناس فاذا ہم منہ
 منزلاً علیہم فمتہم بمحبی احمد ہم فیقول خلعت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیناً قال
 ثم یحبی احمد ہم فیقول ما ترکہ حتی فرقت بینہ و بین مراتہ قال فیدینہ فیقول
 نعم انت قال لا عیش راہ قال فیلتر منہ رواہ سلم بربا نہایت ہوا کر نکاح محرم
 جو قطع بغیر مشاکلت کی اطلاق لفظ نکاح کا اوسپر کیا گیا ہی شارع علیہ السلام
 کی نزدیک برگزین نکاح نہیں بلکہ امر اول کی اور تسمیہ اس عقد کا ساتھ اسم نکاح
 ایسا ہی کہ سبیلہ کذا یک نام احمد کہا جاوی ہے شیر قالین از برای کہ کنند
 مرسلہ القلب احمد کنندہ در صورت ایجاب قبول جو ہوا ہی وہ سبب طلق لغو
 اور کا لہم ہی اگر نکاح حقیقی ہوتا تو بانصر و مرغوب فیہ شارع ہوتا بلکہ امر اول
 او جبکہ یہ نکاح محض باطل اور نہ کان فاحشہ و متناً و سار سبیلہ کا مصداق ہو
 تو طلق کرنا ایسی مشکوہ سی اشد زنا ہوگا پس در صورت ثبوت کامل و معتبر عند شارع
 کی بعد استفسال و استہبات کی تنفیذ زنا او کی فاعل پر بانصر و وجب بلکہ
 امر سوم کی اور بعد استفسال و استہبات کی سقوط حد کی کوئی وجہ نہیں اور یہ
 نہ انکم عرش لکم اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ ہر ایک عورت و اہل متہامی
 کہتی ہی بلکہ لفظ نسائی جو مضاف ہی طرف خمیر کہ کی بطور اضافت معنوی تفسیر
 قرین یا تخصیص است مراد از وادہ مشکوہ بنکاح صحیحہ بین نہ ایسی عورتین جو
 کسی طرح سی محل ہوسکیں اور محل حلت ہی ہوں قولہ اور باوجود امکان
 معنی حقیقی الی قولہ ایسی ہی نکاح محرمات کو ہوجہ نہ کور نکاح حقیقی سمجھتی ہیں یہ
 نہیں کہ مجاز نکاح کہہ یا واقع میں نکاح نہیں اقول لہذا بلکہ کل معجب کہ بعض

باوجودیکہ قائل وجوب تقلید امام صاحب کی ہی معینہ برعکس نہ ہلکام صاحب کے
 لفظ نکاح کی معنی حقیقی عقد کو قرار دیتا ہی حالانکہ لفظ نکاح خدا لاہ معنی طے میں
 حقیقی اور معنی عقد میں مجازی سنار کی متن میں ہی دلنکاح حقیقہ لفظی و دور
 انتہی اور اس مذہب پر دلیل امام صاحب کی آیہ فلا عمل لمن بعد حتی تنکح زوج
 حیرہ جی وجہ ہدلال امام صاحب کی یہ ہی کہ جمہور کا مذہب ہے کہ جب تک زوج
 شافی طے کر کے طلاق مذہبی تو وہ عورت زوجہ اول کو حلال نہیں ہو سکتی چنانچہ
 حدیث میں آیا ہی عن عائشہ قالت جارت امرأة رفاعہ القرظی الی رسول اللہ
 صلعم فقالت انی کنت عند رفاعہ فطلقنی فبیت طلاق فزوجت بعدہ عبد الرحمن
 بن الزبیر و ما معہ الا بدیۃ الثوب فقال اتریدین ان ترجعی الی رفاعہ فقالت
 نعم قال لا حتی تذوق عسیا لہ و تذوق عسیک متفق علیہ و ایضا و من لم
 یستطع منکم طرولاً ان ینکح لمحضات المؤمنات فمن مالک انما نکح من فقیہا کم الم
 ۲ سن یہ میں ہی امام صاحب لفظ نکاح کو معنی طے میں قرار دیتی ہیں اور عقد
 میں آیا ہی تناکو نکاح ترا امام صاحب کہتی ہیں کہ یہاں پر ہی لفظ تناکو کا
 معنی تناسل و بیجا و بیگ ورنہ تناکو صرف عقد نکاح پر مترتب نہیں ہو سکتا
 اور نیز اسی آیت میں لا تنکحوا ما نکح اباؤکم میں اگر معنی نکاح عقد کی لینی جاوے گی
 تو حرمہ مصاہرہ بالزنا جو مذہب امام ہی مولف کیونکر ثابت کر سکتا اور مذہب
 امام کو کس طرح محفوظ رکھی گا مینا تو جوا اب مولف کو اختیار ہی چاہی ان
 امام صاحب کو رد کری اپنی قول کا پاس کر کے یا اختیار کری امام کی تقلید
 کا لحاظ کر کے ہمارا کچھ سچ نہیں ہماری نزدیک تو بسبب فقہان جملہ حکام
 اور غرض نکاح کی ایسی عقد کو بطور شاکست نکاح کہہ دیا ہی جیسی بیہ دلیل
 عند البائع یا بیہ میت و دم کو جو مال شرعی نہیں بیج شرعی نہیں کہہ سکتی

دیکھو یہ لفظ امام صاحب

فقط بطور شاگفت مع کبیدی پین چنانچه امر اول میں بطور معقول و ہمہ تن
 منقول و نیز با قرار و تلف مقصود پہلی چارادھم و لائح ہو چکا۔ اور ایسا صل
 کخ حقیقی کیونکر ہو سکتا ہے کسی او سکی بعض افراد عند الصفا حشہ اور محفوت میں
 پہلی شرافت میں کبھی او سکی رخصت نہیں ہوئی قال اللہ تعالیٰ ولا تلکوا فاکم
 اباکم من النساء الا ما قد سلف انہ کان فاحشہ ومقتا وسا وسبیل کہ اسباق
 فی تفسیر آیت میں قولہ تعالیٰ انہ کان فاحشہ ومقتا وسا وسبیل اللہ تعالیٰ کی کلمہ
 انکان فاحشہ عند اللہ خاص فیہ لامتہ من الامم محفوت عند ذوی المروات لک
 سمی ولدا الرجل من وجہ ابیہ المقتی وسا وسبیل سبیل من یراہ ویضاہ اگر کخ محرک
 کخ حقیقی ہوتا تو ضرور اس کخ میں دخل ہوتا جبکہ رسول فی سنون اور
 مشرور فرمایا ہی اور او سکی ترغیب ولای ہی حکم امر دوم کی کلمہ کخ کرنا
 باب کی زوجہ سی تو ایسا فعل ہی کہ فاعل و سکا واجب نقل ہی کہا جاوے
 الحدیث عن الہرادی بن عازب قال مر فی خالی ابو بردہ بن شیار ومعه لوار فقلت
 ابن مذہب فقال یبشئ النبی صلی علیہ وسلم لی بل نزلہ امرأۃ ابیہ آتیه براسہ واد
 الترمذی و ابو داؤد و فی روایۃ للنسائی وابن ماجہ والدارمی فامر فی ان
 اضرب عقبہ و اخذ مالہ و فی ہذہ الروایۃ قال عی بل خالی اب او غور کینکا
 مقام ہی کہ صحابہ کرام فی جو کہ الفاظ شرعیہ کی سمجھنی میں مرجع انام میں اور
 کتاب سنت کی فہم میں اونہیں پر اعتماد تمام کخ حلالہ کو باوجودیکہ بدلتہ
 آیت حتی تلک زوجا غیرہ کی ماسورہ ہی لاکن بسبب فساد نیت محلل کی سفاح
 اور زنا قرار دیا ہی چنانچہ آیہ ہی مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن اثرم اور او
 ابن منذرین عن عمر بن الخطاب نہ قال لا ادنی بمحل ولا محللہ الا رجعتا و
 لفظ عبد الرزاق وابن المنذر لا ادنی بمحلن لا محللہ الا رجعتا و ہو صحیح عن عمر

و قال عبد الزناق عن سمروا الزهری عن عبد الملک بن المغیرة قال سئل ابن عمر
 عن تحلیل المرأة لزوجها فقال ذاک السفاح واه ابن ابی شیبہ و قال عبد الزناق
 انا الشوری عن عبد المد بن شریک العامری قال سمعت ابن عمر سئل عن رجل
 طلق انثیة عملہ ثم رغب فیها و ندم فاراد ان یتزوجها جل علیہا لہ فقال ابن عمر
 کلاهما نوان وان کنت عشرين سنة او نحو ذلک اذا کان المد لعلم انہ یرید ان
 یحلہا و غیر ذلک من انما الصحابة من پس بنظر ان آثار کے نکاح محرمات ابدیہ
 جو سراسر باطل اور حرام ہی کس طرح زنا اور سفاح قرار نہ دیا جاوے گا اور کیونکر نکاح
 حقیقی ہوگا ان ہذا شئی عجیب قولہ مان چہی بوجہ مفاسد الی قولہ منہ ثم
 ہو جاتی ہیں اقول مان اگر نکاح محرمات ابدیہ پر آثار نکاح مثل حل طہی منکر
 مترتب ہوتی تو نکاح کہا جاتا جیسا کہ اگر قتل پر آثار قتل مثل زناق روح وغیرہ
 مترتب ہوں تو قتل کہیں گی والا نہ اھ جسطرح یہ مولف فی قتل کو مقیس علیہ
 اور نکاح محرمات ابدیہ کو مقیس گردانا ہی وہ محض غلط اور قیاس مع الفارق ہے
 کیونکہ قتل سی جو انزماق روح ہوتا ہی وہ بامر تکوینی اللہ کی ہی نہ بامر تشریع
 آیت ربی الذی یحیی و یمیت اسیر ال ہی اور نکاح یہ جو عمل دلی وغیرہ مترتب
 ہوتا ہی وہ بامر تشریع ہی نہ بامر تکوینی۔ قتل حقیقی کے بعد عجب عادت اللہ
 انزماق روح بالضرور ہوگا اور نکاح حقیقی کے بعد وقوع دلی ضروری نہیں۔
 قتل افعال حسیہ میں ہی ہی اور نکاح افعال شرعیہ میں ہی ہی نور الانوار میں
 موجود ہی الافعال الحسیہ مایکون معانیہا المعلومتہ القدیۃ قبل الشرع باقیہ کل
 حالہا ولا یتغیر بالشرع کا مقتول الی آخرہ والمراد بالامور الشرعیۃ بالفتیرت معنیہا
 الاصلیۃ بعد ورود الشرع بہا۔ پس قیاس کرنا نکاح کا اوپر قتل کی باوجود
 ہند زناق قون کی قیاس مع الفارق ہوا۔ سلما کہ قتل مقیس علیہ اور نکاح

مقتدین ہو سکتا ہی تو کہتی ہیں ہم کہ اگر انزاق روح جو باقرار مولف اوسکی آثار
 ہی بعد ایک فعل کی جو نوحہ من الوجہ مشاکل قتل ہی مترتب ہو تو اوسکو قتل
 حقیقہ نہ کہیں گی مجازاً قتل کہیں تو ہو سکتا ہی ایسی ہی اگر محل طی جو ثابکار
 سی ہی بعد ایک عقد کی جو مشابہ نکاح کی ہو مترتب نہو دی تو اوسکو ہی نکاح
 حقیقہ نہ کہیں گے مجازاً کہیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور اطلاق قتل کا ایسی
 فعل پر جس سی انزاق روح نہو حدیث میں آیا ہی عن ابی سعید قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ہو شیطان بذالفاظ الجاری وسلم مغاہ ظاہر
 کہ قتل کی معنی یہاں وہ نہیں جس پر انزاق روح مترتب ہوتا ہی بلکہ دفع بالقتل
 معنوں میں ہی اور مجازاً قتل کہا گیا ہی ایسا ہی ماخن فیہ میں نکاح مجازی کہیں
 اور جبکہ نکاح حقیقی شرعی نہوا تو انتفا زنا ہو تو کیونکر ہو اندر ضرورت حکام
 زنا مثل جرائی حدود معنی ہوں تو کیونکر ہوں مان البتہ اگر زنا کی وقوع میں
 کسی طرح شک شبہ واقع ہوگا تو حد منقطع اور نہ ہو سکتی ہی لکن بعد تفصیل
 تمام اوسہ تشبات تمام کی سقوط حد کی ایسی زانی پر ہی کوئی صورت نہیں جیسا کہ
 امر سیوم میں گذرا تھا صکر جب یہ دیکھا جاوی کہ نکاح محرمات ابدیہ و دفعل حرام
 قطعی کا مرتبہ تا ہی ایک نکاح محرمات دوم و طی محرمات ابدیہ اور مولف ہی
 حرام کی اشد حرام ہونیکا مقرر کیا سیاقی قولہ مان یہ بات مسلم الی قولہ گذر چکا
 اقول بیان مابقی سی بخوبی واضح و لائح ہو چکا کہ زن منکوحہ محرمات ابدیہ
 کی بسبب نہونی محل نکاح کی زوجہ نہیں ہو سکتی اور مرد نکاح زوجہ نہیں ہو سکتا
 اور کوئی حکم احکام زوجیت میں سی اوسپر مترتب نہیں ہوتا اور نیز دیگر کوئی
 صورت صورت میں سی مثل ملک میں وغیرہ کی پائی نہیں جاتی اور باقرار

موافق حرمت میں نہایت بڑبڑکھ رہی ہے یہ وطنی زنا نہ ہو وی تو کیا ہو گی
 زنا کی جو ہی ایلاج الفرج فی غیر محل وہ یہاں پر صادق ہے۔ اور یہ جو مولف اس
 حرمت کو حرمت حیض و نفاس پر قیاس کرتا ہے یہ قیاس مع الفارق ہی ہے جو
 کہ وطنی حالت حیض و نفاس میں قبیح وغیرہ مجاویز ہی یعنی بعض حیائین قبیح
 ہی اور دوسری وقت منفک نور الانوار میں ہی و مثلاً انی مثل بیع وقت اللہ
 فی القبح وغیرہ مجاویز وطنی الحائض مشروع من حیث انہا منکوحۃ و انما یحرم اہل الاذن
 و ہوا یکمن ان ینفک عن الوطنی بان یوجد الوطنی بدون الاذی و الاذی بدون
 الوطنی و فی حاشیہ فان قلت لاسلم زوال الاذی عن الوطنی حال بحیض قلت
 لیس لکلام فی حال کونہ منہا عنہ بل المراد منہ امکان غلو الوطنی عن الحرمتہ فی ہذا
 اہل بعینہ کہ اقال ابن الملک۔ اور وطنی محرمات ابدیہ کل حیائین میں قبیح ہی
 یعنی قبیح بعینہ شرعاً پس باوجود اس فارق بین کی قیاس کرنا وطنی محرمات ابدیہ
 کا اور وطنی حالت حیض و نفاس کی محض قیاس مع الفارق ہوا وطنی مخصوص جبکہ
 یہ دیکھا جاوی کہ فرج محرمات ابدیہ کی کس وقت میں اور کسی وجہ اور کسی عنوان سے
 حلال نہیں ہو سکتی اور فرج منکوحہ بنکاح صحیح کی اصل میں حلال لیکن بسبب منہ
 عارض یعنی اذی کی ایک خاص وقت میں نہی عنہ اور مباشرت تو ہی جائز اور
 بعد زوال عارض کی وہی علت اہلی ثابت و عائد ہو جاتی ہی جیسی بعد زوال
 حرارت عارضی پانی کی بروقت اصلی ظاہر ہو جاتی ہی تو قیاس کرنا اس حرمت
 کا اس حرمت پر کیسا کچھ بعید از عقل و خلاف علم ہوں ہی حالانکہ جماع خات
 حیض و نفاس کی دو اعتبار میں ایک تو شروع ہونا اس وجہ سے کہ وہ عورت
 منکوحہ بنکاح صحیح ہی اور دوسری منہ ہونا بسبب عروض و بطل ذی کی یہاں
 اور جماع محرمات ابدیہ کا ابدال اباد حرام اور کوئی اعتبار اسکی علت اور مشروعیت

اختیار فرماؤ گی اور جواز و حل نجات دوست و برور زمان شوہر دار وغیرہ سی انکار
کرنا ہو گی اور اب بھی کچھ اقرار کیا ہے اور کچھ انکار بقول شخصی کہ نہ ایکنار سیکھ
و نہ انکار مگر یہ یاد رہی کہ مذہب میں بین ذلک لالی ہولا و لالی ہولا کا
مصدق ہونا بڑا ہی آخرت کا مواخذہ دنیا کا مناقبہ آخر اللہ تعالیٰ حکیم و
خبیر ہے مبادا السبب قول کرنی خلاف کتاب سنت کی جو جزا او سپر مرتب
ہوئی ہی وقوع میں آوی خصوصاً جب یہ لحاظ کیا جاوی کہ آپ فی سؤل
خاص کی جواب میں وہ انداز و مسلک اختیار کیا ہی کہ حکمی موافق رسول
صلیہ کی اطاعت کا وجوب بی سند ہی اور کیا عرض کروں یہ قول پکا لو مگر
آپ ہی پراسو سئل آیا ہی کہ یہ انجہان کو بہت و فعل ماندا باز می آید لانا
را سداہ دفع دفعہ چاشتر قولہ آپ بجای تحدیدہ درودہ الی قولہ
ہل من مزید ہو چو بیکی لو قول ہر گاہ کہ نسبت تحدیدہ درودہ کی آخر جواب
میں آپکا اقرار ہی کہ درودہ کوئی اصل مذہب نہیں فقط ایک رائی کی بات
ہی تو آپ فی ناحق ہقدر کاغذ اور روشنائی کو خراب کیا اور اتنا بیچ و بیخ
اپنی تفسیر پر تیز ویر میں برتا سائل کی سؤل کا جواب فقط اتنا ہی کافی تھا کہ وہ
درودہ کوئی اصل مذہب نہیں ایک رائی اور قیاس کی بات ہی البتہ اگر بعض
اس تقریر طویل الذیل کی جو محض خلاف داب مناظرہ ہی اتنا اور زیادہ
فرما دیتی کہ یہ جو بعض کتب خفیہ میں عمل کرنا او سپر و جو با و ختم لکھا ہی وہ خلاف
از حد ہی اور حرج الراقی وغیرہ میں ہکو چند وجوہ سی زد کردیا ہی تو اور زیادہ
عنایت ہوئی اور اہل علم کی اس کھن اور قراض ہی جو آپ پر وارد کرتی ہیں
کہ ہرم سؤل سؤل کرنا قانون مناظرہ کی خلاف ہی اور مناظرہ سی ہر گاہ
چوٹ جانی نہ کیا کبھی آپ ہی مجبور ہیں حضرت اوستا و محمد و مہم علیہ السلام

قاسم العلوم جیسا ارشاد فرماتی ہیں آپ تحریر میں لاتی ہیں نہ دوسری مینہ
 صغیرم دہشتہ اندہ ہرچہ استاد ازل گفت همان میگویم بد اور ہم تو نہ دینی
 تحدید ہی نہ دینی عدم تحدید سائل ہی تحدید وہ درودہ سی لیکن باقی خاطر
 جناب آپکی سوال کا جواب دیا جاتا ہی سنتی ہم کہتی ہیں کہ الف لام الما و طہ
 میں استغراق کا ہی جو لام طبیعت سی ہی بڑ بڑ ہی اور آپ طلب دلیل ہی
 قطع نظر فرمائیسی دلیل جاری پاس موجود ہی بشر ضحکہ آپ فی مختصر معانی لغت
 علامہ تفتازانی پڑ ہی ہو کیونکہ مذکرہ لہذا لغت میری مسئلہ مذکور نہیں ہی سنتی
 وقد یقید المعرف باللام المشابهة الى الحقيقة الاستغراق نحو ان الانسان
 خسر اشیر باللام الى الحقيقة لکن لم یقصد بها المامیة من حیث ہی ہی ولا من
 حیث تحقیقها فی ضمن بعض الافراد بل فی ضمن الجميع بدلیل صحت الاستئثار لک
 شرطه ودخل المستثنی فی المستثنی منه لو سکت عن ذکرہ تہی موضع الحاجة بینی علامہ
 تفتازانی فرماتی ہیں جبکہ حاصل یہ ہی کہ صحیح ہونا اشتنا کا دلیل استغراق کی
 ہی کیونکہ اشتنا متصل کی شرط ہی ودخل مستثنی کا مستثنیٰ منہ میں جزا اگر سکت
 کیا جاوی او سکی ذکر سی مثلاً زید بالضرور ودخل ہی قوم میں اگر سکت کیا جاوی
 او سکی ذکر سی اور نہ کہا جاوی جار فی القوم الا زید اب دیکھو کہ حدیث دیگر میں
 اشتنا موجود ہی عن ابی امامۃ الباہلی قال قال رسول اللہ صلعم ان المار لک
 نفسی الاما غلب علی ریحہ وطعمہ ولو نہ اخر بہ ابن ماجہ وفی روایہ البیہقی المار
 طہور الاما ان تغیر ریحہ او طعمہ او لونہ نجاستہ تحدث فیہ پس اگر کلمہ الاما میں
 الف لام استغراق کا نہوتا تو یہ اشتنا متصل ہو جب قواعد عربیہ کی ہرگز درست
 نہوتا اور اگر آپ کہیں کہ ان الما و طہور لاینجسہ شی کی سوا جو زیادت برت
 ابن ماجہ او بیہقی ہی ہی او سکوی میں فی ضعیف کہا ہی تو جماع متہا و اوسر

تو یادت کی ساتھ باطل ہوا تو کہتا ہوں کہ ہمیں اس یادت کی ضعف کو باطل
 اسناد کی تسلیم کیا لکن آپ اسکو کیا کیجیے گا کہ امام صاحب توحید ضعیف
 کو بھی رائی سی مقدم اور فضل کہتی ہیں کما سیاتی مفصل اور نسبت مسئلہ
 درہ کی آپ فرما ہی چکی ہیں کہ ایک رائی اور قیاس کی بات ہی تو مانع فیہ
 میں حدیث ضعیف کو بھی رائی سی آپ کیونکہ مقدم نہ کہین گی اور کیونکہ تسلیم
 نہ کریں گی علاوہ بران یہ کہ علامہ ابن منذر اور ابن ملقن فی تصریح کی ہی کہ
 اس زیادت کی مضمون پر اجماع واقع ہو گیا ہی چنانچہ شوکانی فی درعیہ
 میں لکھا ہی۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ آپکی نزدیک اجماع حجت یا نہیں
 شتی اول پر احتجاج اور ثل ہمارا ساتھ اس یادت کی کہ وہی بعینہ مسئلہ
 اجماعیہ ہی ٹھیک اور درست رہا اور شتی ثانی پر اتنا تو ضروری ہو گا کہ یہ زیادہ
 باعتبار مفاد اور مضمون کی صحیح اور درست ہو گی کیونکہ تمام مجتہدین فی اس مضمون
 کو تلقی بقبول کر لیا ہی گو باعتبار سند روایت کی یہ زیادت ضعیف ہوا نہ ضعیف
 اقل درجہ اجماع اس یادت کی مضمون کو مفید صحت تو ضروری ہو گا تو ہی
 احتجاج ہمارا اس زیادت کی مضمون و مفاد صحیح کی ساتھ ہوا اور ٹھیک رہا۔
 اور حدیث ان للماء طہور لایجب شئی کو آپ بھی تسلیم کرتی ہیں آپکو الف لام لام
 فقط کلام ہی پس جو بانی بومرہ رنگ میں کسی نجاست تغیر ہو جاوی تو سبب
 نجس ہو جائیگی آپکی نزدیک ہی اس حدیث سی متشبی ہی ہیگا تو بدیل تشناسیہ
 فریقین ثابت ہوا کہ الف لام الما زمین متفرق کا ہی اور اگر اصول کی طور پر
 جواب منظور ہو تو ہی سن لیمبی کہ کلمہ الما عام ہی اور حکم فہم کا حقیق کے
 نزدیک یہ ہی کہ اپنی افراد کو قطعاً شامل ہوتا ہی تو لفظ الما ہی سب افراد کو
 بموجب تہاری مسلک کی شامل ہو گا۔ یکھو نور الانوار اور دوائر الاصول اور

مدار الفحول میں اہل العام فماتینا وال فرادہ متفقہ علیہ و دہلی بسید الشمول وادہ یونہ
 احکم فماتینا ولفظہ لنور الانوار کی رہی تخصیص عام کی سو وہی زیادتی محکم
 علیہا تخصیص واقع ہوگی اور یہ جو آپ ہٹ دہری سی فرماتی ہیں کہ حسب را
 ظاہر رستان یہ لازم تھا کہ پیشاب ہی پاک ہوتا کیونکہ وہ ہی اصل میں پانی ہی ہے
 حالانکہ توضیح میں آپ نے پانی شاپرٹا ہو کہ وہو ای تخصیص اہل العقل نحو خالو
 کل شیء للعالم باضرورة ان الدعا علی مخصوص منہ و تخصیص الصبی و الجنون خطا با
 بشرع من ہذا البقیل اس سے قطع نظر کر کے عرض ہے کہ اس الزام کو آپ نسبت
 فرقہ ظاہریہ کی کسی دلیل سے ثابت کیجی ورنہ یوں تو آپ کی نسبت ہی کہہ سکتی
 کہ پیشاب اگر درہ درہ ہو تو چاہی کہ آپ کی نزدیک پاک ہو کیونکہ پیشاب ہی اصل
 پانی ہی اور حدیث لایبولن احدکم الی آخرہ اور عمل در آمد زمان نبوت و صحابہ
 و اتفاق آرائی و فہام ہرگز معارض حدیث المارطہور کے نہیں ہی کما ساتی
 فانتظرہ قولہ اور اگر مقابلہ تحدیدہ درہ درہ آب در پی تحدید قلتین میں الی قولہ
 اور دو مان وجود نجاست ثابت اقول ہم در پی تحدید قلتین ہی نہیں آپ خود
 بخود اپنی ذمہ کی جواب ہی مالنی کو یہ باتیں گہڑی ہیں جس کے نشوونما
 من گھٹگوئی میکنم اگرچہ دعوی ہمارا یہاں پر تحدید قلتین میں ہے یہ مذکور ہم ہی
 کسی امر کی مدعی ہوئی ہی نہیں کہ یہی سوال ہماری ختم نہیں ہو یہ دستور
 سوال ہی اور جواب کسی سوال کا ابھی تک پتا و نشان نہیں بقول شخصی
 ہنوز دہلی و در لکن باوجود اسکی بیاسی خاطر آپ کی سوالات میں محل کا جواب جاتا
 سنئی کہ جن لوگوں نے حدیث قلتین میں منہطراب کا نام ہی لیا ہی دیکھیں مقابلہ
 فی ایسی جواب دہائی و ندان شکن دینی ہیں کہ جیسا ہی ثابت کر فی منہطراب حدیث
 مذکور میں خصم خود مضطرب ہو گئی ہیں اور پھر حدیث قلتین میں منہطراب ثابت

نہیں کہ سبکی آپ فی پہا پیر ایسی مہمل بات فرمائی اور نقطہ یہ کہدیا کہ (حدیث)
 مضطرب ہی) نہیں معلوم کہ مراد کیا کی مضطرب فی الانسا ہی یا مضطرب
 فی المہن یا مضطرب فی الہنی یا کل میں مضطرب ہی اور نہ کسی طور کی مضطرب
 کو آپ نے منقطع بیان کیا جو دفع کیا جاتا پس جب کسی قسم کا مضطرب آپ نے
 فرمادہ ہوگا اسکا جواب دیا جاوے گا اور دفع کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ پس جبکہ
 حدیث قلین ایسی صحیح ہوئی کہ جسنی اور عین جرح اور قلع کیا ہی وہ ائمہ اعلام
 و اثبات فی اوٹھا دیے ہی تو شرط صحت سولانا مشہور کی سہاۃ اولیٰ منون کے
 جو سابق میں اونکی کلام سی ہم نقل و بیان کر آئی ہیں اس حدیث میں موجود ہے
 اور مقالین فقہ ہو گئی اور بعد فقہروا کی حکم انکہ خصم را تا بدروازہ باید رسانید
 عرض کرتا ہوں کہ آپ اسکا کیا جواب دیونگی کہ مذہب امام میں حدیث ضعیف
 ہی لائی اور قیاس پر مقدم ہی چند اشد گذارش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائی
 حدیث تہمتہ فی اصولہ کو امام فی محض قیاس ہی مقدم کیا ہی حالانکہ باجماع ائمہ
 حدیث وہ ضعیف ہے۔ اور مقدم کیا ہی حدیث وضو کر نیو سہاۃ بنیہ ترک کی اوپر
 قیاس کی اور اکثر اہل حدیث فی اسکو ضعیف کہا ہی۔ اور جس حدیث میں اکثر
 ایام حیض کی دس دن آئی ہیں اسکو ہی قیاس پر مقدم کیا ہی باوجودیکہ
 حدیث ہی باتفاق محدثین ضعیف ہے۔ اور حدیث لامر اقل من عشرۃ در اسم کو
 ہی قیاس پر مقدم کیا ہی حالانکہ سب ائمہ حدیث فی اسکی تہتیف کی ہی اکثر
 تفصیل زیادہ منظور ہی تو ہا یہ شریف کا کوئی باب کہو لکہ دیکھ لےجی کہ حدیث ضعیف
 حدیث ہی اس لال پکڑ ہی گویا کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ مذہب امام صرف احادیث
 ضعیف ہی بنی کیا گیا ہی و اگر ابن خرم الاجماع علی ان مذہب ابی حنیفہ
 ان ضعیف الحدیث اولیٰ عندہ من الالحی و القیاس اذ لم یجد فی الباب حنیفہ

وقال الملا علی قاری ان ابا حنیفہ قدّم الحديث ولو كان ضعيفا على القياس
 كذا اعتبر الحديث الموقوف وترك الراعي وكذا عمل بالمراسل وقال ابن القيم
 وصحاب ابی حنیفہ مجمعون علی ان مذہب ابی حنیفہ ان یضعف الحديث
 اولى عنده من الراعي والقياس وعلى ذلك بنى مذهبه - فثبت ان مذہبہ
 تقدیم الحديث الضعيف على القياس والراعي - اندر ضرورت حدیث قلیتین کی
 مقدم کرنی وہ درودہ پر جو بموجب کپی ہی اقرار کی راوی اور قیاس کی بات
 کیونکہ انکار ہی بلکہ حکم تقلید امام صاحب کی ماخوذ فیہ میں حدیث قلیتین کی
 عمل کرنا آپ پر واجب ہے ورنہ تقلید امام ٹوٹ جاوے گی حالانکہ وہ درودہ راوی
 امام ہی نہیں ہی فقط ایک راوی بعض متاخرین کی ہی جبکہ التزام کرنا امام
 کی نزدیک بہی بدعت حقیقیہ میں داخل ہوگا صدق رسولہ الکریم ما حدث قوم

۱۰۲

بدعة الاربع مشاہد من ہستہ فتمتت بسنة خیر من حدیث بدعة رواہ احمد
 علاوہ یہ کہ آپ کی تحدید و تقدیر اس قدر مضطرب ہے کہ اوتا مضطرب آپ حدیث
 قلیتین میں ہرگز ثابت نہ کر سکیں گے چند اضطراب کا بیان کرتا ہوں مگر بشر
 ہوش شیئی قال فی الفتاوی التا خانۃ ناقلا عن المحیط وغیرہ حجاب ان علیم
 ان الماء الرارک اذا کان کثیرا فهو بمنزلة الماء الجاری لا یتنجس جمیعہ بوقوع
 النجاسة فی طرف الا ان یتغیر لونه او طعمہ اور حیہ علی ذہا التفتی اعلمار وہ اخذ
 عامۃ المشایخ وان کان قلیلا فهو بمنزلة الجوالی والا وانی یتنجس بوقوع النجاسة
 فیہ والتم یتبر احد او صافہ وقال الشافعی رحمہ اللہ فیما دون القلیتین مثل قولہ
 واذا بلغ کلین او زیادۃ مثل قول مالک ثم لا بد من حد فاصل بین البطل
 والکثیر فقول اذا کان الماء بحیث یتخلص بعضہ الی بعض من نقص النجاسة
 من الخبز واستعمل الی الجانب الاخر کان قلیلا وان کان لا یتخلص کان کثیرا

الجباب

واذ اشتهى الخلو فالحجاب فيه كالحجاب فيما اذا لم يخلص ثم اتفق الروايات
 عن ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد في الكتب المشهورة ان الخلو يعتبر بالتحرك
 اذا حرك طرف منه ان لم يتحرك الطرف الاخر فهو مما لا يخلص ان تحرك نظر
 الاخر فهو مما يخلص يستدل بوصول الحركة الى الجانب الاخر على ان النجاسة وصلت
 وبعدهم وصول الحركة على ان النجاسة لم تصل اليه والمتأخرون اعتبروا الخلو
 بشئ اخر فمن ابي نصر انه قال النكاح لما وجد بالواضحة في تيكدر الجانبين
 غشيل ووصلت القدرة الى الجانب الاخر فهو مما يخلص بعضه الى بعض واطور
 الكبير اعتبر الخلو بشئ آخر وهو الصنع فقال لم يخلص من جانب فاذا
 اثر الصنع من الجانب الاخر فهو مما يخلص بعضه الى بعض ابو سليمان يجوز جاني
 كان يقول نكاح عشرين في عشر فهو مما لا يخلص وان كان قبل فهو مما يخلص عن محمد
 في النوادر انه سئل من هذه المسئلة فقال نكاح مثل مسجدى هذا فهو مما لا يخلص
 بعضه الى بعض فلما نسخ المسجد كان ثمانيا في ثمان في رواية وعشرين في عشرين في
 رواية واثنان عشرين في اثنا عشر في رواية انتهى موضع الحاجة مع بعض ختصار او
 عبارات وفتح تاربي شملوا والمعتبر في مقدار الاكبر راسي المتبلى به فيه فان غلب
 على ظنه عدم خلوص النجاسة الى الجانب الاخر جاز والا لا يظاهر الرواية عن
 الامام واليه رجع محمد وهو الاصح كما في الغاية وغيرها وتحقيق الجواز المنسب
 وبه يميل وان التقدير بعشرين في عشر لا يرجع الى اصل يعتمد عليه الخ وقال في لهنجر
 الاتفاق قال محمد لا وقت فيه شيئا اقول انما لمروانا اليه راخون مصرع
 شهيدشان خواب من از كشرت تعبيرا به محل غيرة النصف هي كه علماء خفیه
 فی علامت وصول نجاست من كسقه راختلاف ودر ضبط اب کیا ہی اور
 بیان ان علماء كاكتنا مختلف اور مضطرب ہے اصل امام صاحب فروانی ہیں

کہ کثیر وہی حسین اور نجاست کا ایک جانب سی دوسری جانب پیچھی پہر سبلا
 پیچھی اثر کی امام صاحب سی یہی کہ تحریک ایک جانب سی دوسری جانب
 آب کی حرکت نکری۔ اقول امام غزالی صاحب فرماتی ہیں کہ یہ تقدیر کسی
 مہول ہی کیونکہ تحریک نہایت درجات مختلفہ رکھتی ہی بسبب قوت و ضعف
 محرکات کی کذا فی بعضے۔ اور علامہ ابی نصر ابن محمد بن سلام فرماتی ہیں
 کہ کہورت جو ایک جانب آب میں بسبب غسل کر نیکی پیدا ہودی وہ دوسری
 جانب تک پیچھی۔ اور ابو حفص کبیر جو شاگرد خاص ہیں امام محمد کی وہ
 فرماتی ہیں کہ زعفران وغیرہ یعنی کوئی رنگ دار شی اوہین ڈالی جادی اگر
 اگر رنگ ایک طرف سی دوسری طرف کو پیچھی تو یہ علامت عدم وصول
 نجاست کی اور ابوسلیما جو زبانی فرماتی ہیں وہ درودہ کو اور اگر اس سی کچھ
 کم ہی تو بخس ہوگا اور امام محمد صاحب فی تقدیر اوسکی اپنی مسجد کی مسابہتہ
 فرمائی بعد پیمائش کی ایک روایت میں تو ہشت درشت ہوئی جو چشتہ
 کسر ہوئی ہی اور دوسری روایت میں وہ درودہ جو شوگر ہوئی ہی اور ایک
 روایت میں دوازہ دروازہ گز جو ایک سو چالیس گز ہوئی ہی اور ایک
 روایت میں پانزدہ دروازہ گز جو دو سو پچیس گز ہوئی ہی لکھا قال شیخ
 اللغات اور امام محمد صاحب نے قول وہ درودہ سی ہی رجوع کیا اور فرمایا کہ میں
 اسباب میں کچھ تجدید اور تقدیر نہیں کر سکتا ایہا الخاطب الاتری انہم فی کل
 داویہ یمنون غور تو کرو کہ اصل مذہب امام صاحب کا کثیر میں یہ تھا کہ خلوص
 نجاست ایک جانب سی دوسری جانب کوہوا اور اس عدم خلوص کی پہچان
 امام ابو حاتم نے سائینھی تحریک ایک جانب سی دوسری جانب تک بیان
 فرمائی اور نہایت ہی مہول ہی کیونکہ تحریک موافق قوت محرک کی اور ضد

تحریک کی باہم مختلف ہوتی ہی ایک تحریک سی تو دو گز تک ہی حرکت پہنچ کر
اور ایک تحریک سی پچاس گز تک صد مہ پانچ گز اور چوبیس تہی فکد کی منی حدیث
قلعین میں چوٹی پہاڑ کی پنی ہین ہم ہی کہتی ہین کہ اگر کتنی ہی کثیر پانچ ہین
ہو یا دریا ایک چوٹی پہاڑ کی گر پڑی تو پھر کتنی دور تک اوس تحریک کا
اثر پہنچے گا مینا تو جہاں پھر بعد ان سکے دیگر اصحاب اجتہاد اور ترجیح
کی تعبیرات مختلفہ اور تفصیلات مضطر بہ کو خیال کیا جاوی کہ کس قدر مختلف
اور مضطرب ہین اور پھر اوس تفاوت پر غور فرما نا چاہی کہ درمیان مفت
چوتھین گز اور سو گز اور ایک سو چوبیس گز اور دو سو پچیس گز اگر کس قدر تفاوت
ہے بہین تفاوت رہ از گجاست تا کجا ہ اور حدیث لایہ بولن اصل کم و غیرہ
من الاحادیث معلومہ متنافی اور متناقض احادیث مجتہد باہل حق کی ہین
آپ کی اس شباحتنا بقصص میں الاحادیث ہر ایک حکایت یا دایمی پیش کرنا
ہون مقنونی گفت استاحولی را کاندرا نہ روہون آراز و تاق آن شیشہ را
چون درون مانہ احوال فت زودہ شیشہ پیش چشم او دومی نمودہ گفت احوال
زان دو شیشہ تا کدام پیش تو آرم بکن شمر تمام ہ گفت ہتا ان دو شیشہ
غیبت روہ احوالی بگذار و افزون ہین مشوہ گفت اسی ہتا مرا طعنہ مزن ہ
گفت زان دو شیشہ یک را بر شمرن ہ چون یکی بشکست ہر دو شد ز چشم ہر دو
احول گردد از میلان و ششم شیشہ یکا ہوو چشمش نہ و نمودہ چون شکست از
شیشہ را دیگر نمودہ آیکو شمر اقطتا قصص ہی ہین معلوم ان دو شمر و نکو
یا ذکر لیجئے ہ و متناقض ہشت وحدت شمر طاران ہ وحدت مضموم و مملو
و مکان ہ وحدت شمر ط و اضافت جزو کل ہ قوت و فعل ہست و آخر مالان
آپ گذارش یہ ہی کہ حدیث ماہ دائم اور نیز حدیث اتقیاط اور ولوہ کلب میں

پانی کی نجس ہو نیکا کہاں ذکر ہے جو ناقض ان المارطہور کے ہو وہی حدیث
 مار دائم میں ہنی ہی پیشاب کر نہیں اور یہ نہیں فرمایا کہ مانی وائکم پیشاب
 کر دینوسی نجس ہو جاتا ہی میں ایسی پوچتا ہوں کہ اگر مارا کہ میں جو وہ
 درود ہو پیشاب واقع ہو جاوی تو وہ آپکی نزدیک نجس ہوتا ہی یا نہیں
 شوقا دل آپ کی مذہب کی خلاف ہی اور شوق ثانی جبکہ آپکی نزدیک علت
 ہنی تجسس سے تو کیا وجہ کہ نجس ہو پس معلوم ہوا کہ علت ہنی حدیث لایموز
 میں تجسس نہیں ہی بلکہ ایذا ہی بنی آدم اور عحاق لعن و طعن ہی مان البتہ
 اگر احوال و صاف الثلث میں بالفضل متغیر ہو جاوی تو نجس ہو جاوے گا مگر
 بدلیل لاجماع اور چونکہ شافع حکیم و خیر فی ذرائع اور وسائل کو بھی اپنی شریعت
 میں مسدود اور ہنی فرمادیا ہی چنانچہ سابق مسئلہ قضائے میں مفصل بیان
 ہو چکا لہذا پیشاب کر نہیں عموماً خواہ آب کثیر ہو یا قلیل ہنی فرماوی کہ
 سب ادا اسکی و یکھا داکھی اور لوگ بھی پیشاب کر دیا کرین اور یہ امر عادت
 ہو جاوی اور پانی بعد صینی متغیر اور نجس ہو جاوی اور دیکھو حدیث بند کر فی
 ذرائع کی عن ابی ہریرۃ قال فی سمعت جی ابی القاسم صلعم یقول لا تقبل
 صلوۃ امرأۃ تطیبت للمسجد حتی لغتسل غسلها من الخناۃ رواہ ابو داؤد و درو
 احمد و النسائی نحوہ۔ اب غایت الباب یہ ہے کہ اگر پانی قلیل ہو مگر
 تو نجس علت نجاست سی و صورت عدم تغیر بھی مکر وہ ہو جاوے گا بسبب محل نجس
 کی نجس قطعی۔ اگ رہی لفظ حدیث کی مسلم شریف میں لا ینتقل حدکم فی الماء
 الدائم و هو جنب اسمین ہی علت اور حکمت ہنی فقط تکدیرا ہی جس سی طیار
 سلیمہ کی قدر نفرت کرتی ہیں یا یہ حکم متبدلی ہی لیکن علت اس ہنی کی ہی
 تجسس نہیں ہی اب منصف لیبب کو ثابت ہوا ہو گا کہ دو نوان حدیثوں کی مخالفت

اور مضمون میں وحدت محمول جو شرائط تناقض سی نہیں موجود بقا و
 حدیث اول یہ ہے ان المار طہور لا یتجسہ شی بشرط ان لا یتغیر احد اوصافہ
 الثالث اور مفاد حدیث دوم ان المار لا یتغی ان یبال فیہ پس ان دونوں
 حدیثوں میں تعارض اور تناقض نہوا۔ علیٰ ہذا القیاس حدیث استیقاظ اور حدیث
 بیر لبنا عین کی طرح تناقض نہیں ہو سکتا کیونکہ ما بین اوں کی نہ وحدت
 محمول ہی اور نہ وحدت موضوع حدیث استیقاظ کا مضمون اور مفہوم ہی کہ
 الانا لا یتغی فیہ الید حتی یضلہا نلشا اور اگر وحدت موضوع ہی تسلیم کیجاوے
 تو پھر وحدت محمول کہا منی لاوگی جو شرائط تناقض سی ہی اور چونکہ حدیث
 اس حدیث کو باب سنن وضو میں لاتی ہیں تو اس سی صاف ظاہر ہے
 کہ پیش از وضو ما تو نکا دھونا حضرت فی مسنون فرمایا ہی اور عکس سی جو
 نہی فرامی وہ برائی کر اہت چنانچہ آخر حدیث کا اسکی دلیل ہی یعنی فائے
 لا یدری این بات یدہ تو معلوم ہوا کہ یہ امر بطور سنت اور تہذیب کی ہی کہ
 وسطی احتیاط کی اوسکا حکم کیا ہی نہ فرض واجب خفیوین سی کوئی بھی قائل
 نہیں کہ قبل وضو یا بعد نوم غسل یدین فرض واجب ہو او جبکہ یہ امر مذہب
 کی وسطی ہوا تو نہی ہی کر اہت کی وسطی ہوئی خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوے
 کہ حضرت علیہ السلام فی لا یدری این بات یدہ فرمایا کہ جس سی معلوم ہو کہ
 پلیہ ہونا ما تو نکا خواب میں امر یقینی نہیں ہی پس مجرد توہم اور احتمال ہی
 کوئی چیز فرض واجب کیونکر ہو سکی یا حرام اور نجس قطعی ہی کیونکر ہو سکتا
 صورت بعد استیقاظ کی وانا ما تو نکا پانچین علت تجہیں کیونکر ہوگا البتہ
 اگر یوں ارشاد ہوتا کہ ان غسل حدکم یدہ فی الانا فتجہیں رہ تو مفید ہوتا
 جنم ہوتا و نہ غلط القاد۔ آگی رہی حدیث و لو غ کلب وہ ہی منافق

حدیث بیر لضعاعہ کی نہیں چنید وجہ اولاً باینکہ اس حدیث اور حدیث بیر لضعاعہ
 میں وحدت موضوع نہیں اور بغیر وحدت موضوع تناقض متحقق نہیں ہو سکتا
 - اور ثانیاً باینکہ یہ حدیث حنفیوں کی نزدیک منسوخ ہی علما حنفیہ کہتی ہیں کہ
 یہ حکم ابتدائی اسلام میں تھا بعد ازاں منسوخ ہوا کا قال شیخ عبدالحق ثناء
 باینکہ کیوں نہیں جائز کہ یہ حکم تعبدی ہو کیونکہ شریعت میں ہماری بہت سے
 احکام تعبدی ہی موجود ہیں کیا ضروری ہے کہ یہ حکم بسبب نجاست کی ہی ہو
 خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوے کہ اگر حکم بسبب نجاست کی ہوتا تو کم سات
 مرتبہ سی ہی کفایت کرتا کشتی کی منہ کی نجاست تمہاری نزدیک ہی بول
 و برازی ہی بڑھ کر توہنی ہی نہیں پس ثابت ہوا کہ یہ امر تعبدی ہی نہ بغرض
 نجاست سوال اگر کوئی شخص کہی کہ تمہاری تقریری معلوم ہوا کہ ہر ایک
 پانی جو روی زمین پر پایا جاوے وہ سب پاک ہی بشرط اسکی کہ رنگ مزہ بو
 میں متغیر نہوا ہو مقدار قلتین ہو یا کم و بیش پھر تحدید قلتین جو تمہاری نزدیک
 حدیث صحیحہ میں وارد ہی اوسکا کیا فائدہ اور مفہوم مخالف حدیث قلتین سے
 ظاہر ہی کہ در صورت ما دون قلتین کی وقوع نجاست کے پانی نجس ہو جاوے گا
 اگرچہ اعدالاوصاف اثلث میں متغیر نہوا ہو تو حدیث قلتین محاض مشاہیر
 حدیث بیر لضعاعہ کی ہو گئی جواب و بتغیین حدیث قلتین محاض حدیث
 بیر لضعاعہ کی ہرگز نہیں ہی کیونکہ جبط حدیث بیر لضعاعہ مقید ہی ساتھ اور
 زیادت کی جو جمع علیہا ہی اسبط حدیث قلتین ہی مقید ساتھ اوی نہایت
 اجماعی کی ہی تو حاصل حدیث یہ ہوا کہ پانی مقدار قلتین حامل خبث نہیں ہوتا
 کسی حال میں بشرط اسکی کہ بعض یا کل اوصاف ثلث پانی کی وقوع نجاست
 سی متغیر ہو جاوے کہ اندر خیالت بضرورت حکم جس و مشاہدہ نجس ہو جاوے گا

اور مفہوم مخالف حدیث کا فقط اتنا حکم کرتا ہی کہ ما دون قلتین قطعاً محل خبیث
 کا ہی اور اس پر دلالت نہیں کرتا کہ ما دون قلتین قطعاً و یقیناً حاصل خبیث ہو
 جاتا ہی یا بخس قطعاً کیونکہ اول تو درمیان مفہوم مخالف اور موافق کی کلمہ
 ثانیہ کا کافی ہی خواہ وہ تغایر فقط کراہت اور عدم کراہت سی ہی ہو اور
 ثانیہ کہ پیدہی مخرج طہوریت آب تو وہی ہی کہ مغیر بعضی اوصاف یا مکمل
 اوصاف ثلث کی ہو اور نیز درمیان محل خبیث اور نجاست مخبر طہوریت
 ہرگز تلازم نہیں من ادعی غلیہ البیان پس ثابت ہوا کہ مفہوم مخالف لغوی
 حدیث قلتین کا ہرگز ناقص اور منافات نہیں رکھتا ساتھ حدیث بیر بقاء
 کی اور جبکہ شائع علیہ سلام فی نفی نجاست کی مطلق پانی سی ہی بیضہ
 عموم کی ہی اور پانی مقید قلتین سی ہی بطور عموم ہی کہ کی ہی اور زیادت
 مجمع علیہا بطور بیضہ ہستنا کی ان دونوں حدیثوں کی مخصوص واقع ہوئی ہی
 غایت الامر یہ کہ نسبت حدیث بیر بقاء کی بطور مخصوص متصل کی ہو و نسبت حدیث قلتین کی
 بطور مخصوص متصل کی اور یہ قاعدہ مقررہ علم اصول کا یہ کہ مشیہ عام خاص بنی اور محمول ہوا
 کرتا ہی مطلقاً تو اب کہہ منافات ان دونوں حدیثوں نہیں ہی۔ اگی رہی یہ بات کہ فائدہ
 مقید کر نیکا ساتھ قلتین کی کیا ہی کہ کلام فصیح و بلیغ میں کوئی لفظ تقیید غیر
 خالی از فائدہ نہیں ہوتا جواب یہ ہی کہ فرق اور فصل کر دینا درمیان
 پانی قلیل و کثیر کے کتا بڑا فائدہ ہی موضح للامام کی شرح میں مجتہد اللہ الباقی
 نقل کیا ہی عبارتہ ذرا سنی وی است کہ عامل منیہ و خبیث معنی را کہ حکم
 بان شرع نہ عرف و عادت و ہر گاہ یکی از اوصاف ثلثہ او متغیر گردد و نجاست
 کیفاً و کماً فاحش شود ازین باب نباشد قلتین اکعد فاصل میان طہوریت و نجاست
 مقرر کردہ اند بنا بر امر ضرورت کہ چارہ نیست اندان ہا کہ حکم و جزاف است

و همین است حال جمیع مقامات شرعی و چون آب مقدار دو قلتین در زمین
 مستوی باشد غالباً هفت شبر و پنج شبر بود و این مقدار دائمی حوض است و
 اعلی و اسوانی قلد است و پنجم آوند از قلد نزد ایشان معروف نبود و قلد
 هجر هم غالباً بر این بنید پس این حدیث فاصل میان قلیل و کثیر و هر یک
 قائل نشده بقلتین مضطرب گردیده است بسوی مثل وی در ضبط مایه کثیر
 همچو مالکیه یا بسوی رخصت در ابار سحر امانند شکلهای شتران و با جلا آنچه
 درین باب معتقد به تواند شد و عمل بران واجب گردد و موجود نیست حدیث
 قلتین اثبت اما حدیث این بابست بی شبهه انتهی لمحضاً آورده ام هر که شاعر
 علیه السلام فی جود فاصل در میان قلیل و کثیر کی مقرر فرمائی اوسکا مطلب
 یہی کہ اگر ما دون قلتین مین نجاست محاط ہو مکن احد الا و صاف مین
 تغیر نہ آوی اندر مینصورت پانی پاک ہی لیکن بوجہ قلیل یہونکی مکروہ ہی بخلاف
 آب کثیر یعنی قلتین یا فوق قلتین کی کہ اگر اوسمین نجاست محاط ہوگی تو
 در صورت عدم تغیر ستمال و سکا مکروہ ہی نہیں ہوگا چنانچہ مصنف میں لکھا ہے
 کثیر آنچه اقرب بحقیق می نماید نیست کہ آنجا دو ملت است و ہر دو ملت تغیر نجاست
 و محاطت نجاست پس تغیر اور انھیں میا زد قطعاً و محاطت مکروہ میا زد
 بکراہت شد یہ کہ جز بغیرورت نباید ترکیب آن شدن آب قلیل را بخلاف
 کثیر و ہو قول بن حاجب یعنی ما قلیل کہ مخلوط باشد نجاست مشہور از مذہب
 مالک نیست کہ مکروہ است و بعضی گفته اند نجاست و اینجا مفہوم مخالف حدیث
 قلتین و مفہوم مخالف قول مالک با عموم حدیث ان لما طہرہ استی پیدا کردہ
 و اللہ اعلم انہی کلام لمصنفی اور اگر کوئی کہی کہ قلتین ہی کو حد فاصل قرار دینی
 مین کیا حکم ہے تو بآنا چاہی کہ عرب کی نزدیک جو ظروف ما دون قلتین تیرے

حد اوانی میں داخل ہیں مقدار سب کو کوئی حوض نہیں کہتا اور مقدار فوق ثقلین
 او کی نزدیک حوض میں داخل ہی یعنی اتنی مقدار کو حوض کہہ سکتی ہیں اگر
 زمین معتدل لاخفاض میں واقع ہو کیونکہ حیاض بقدر فی ملک بحجاز بڑی بڑی
 ماباب تو کیا وہ درود ہی نہیں ہوتی ہیں اور چونکہ نظر شارع علیہ السلام میں
 پانی بقدر حیاض کذا سید کثیر میں داخل تھا اور پانی بقدر انما کذا ہی یعنی بلوڑ
 ثقلین قلیل میں داخل تھا اور درمیان اوانی اور حیاض کی سبب ثقلین ہر
 اور کوئی طرف معروف او کی نزدیک نہیں تھا لہذا او کی حوض فاصل قرار دیا
 ہو درمیان کرہ است اور عدم کرہ است کی معیار تقریبی اور تخمینی ہو گیا اور ثقلین کو
 حکم فوق ثقلین کا دیا گیا اب نصف لیبیب کو ثابت ہوا ہو گا کہ احادیث
 حکام المیاء میں باہم کسبیطر حسی منافات اور تناقض نہیں ہی اور سب احادیث
 واجب العمل اور زمانہ صحابہ میں ہی انہیں احادیث پر عمل درآمد اگرچہ
 صحابہ در باب احتمال میاء مختلفہ اور عدم مبالغات او کی وہ درود وغیرہ سی کی
 جاوی تو اس مختصر میں گنجائش نہیں دو ایک حدیث سید المحدثین بفتح الدال یعنی
 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیش کرنا ہون مرتبہ بن عبد الرحمن قال
 ان عمر خرج فی کرب فہم عمر بن العاص حتی وردوا حوضا فقال عمر بن العاص
 یا صاحب الحوض بل ترد حوضک اسباب فقال عمر بن الخطاب یا صاحب الحوض
 لا تخبرنا فاننا رد علی اتباع و ترد علینا رواہ مالک اور یہ امر پہلی بیان ہو چکا کہ
 حیاض قد فی الحجاز وہ درود نہیں ہوتی ہی قال فی المصنف و یقین معلوم است
 کہ حیاض حجاز غریب کیمر نمی باشد و نہ عشر در عشر انتہی - و عمر بن الخطاب
 یہاں فقط علیہ شی من میراث مع صاحب فقال یا صاحب المیزاب رک
 طاہر و نجس فقال عمر یا صاحب المیزاب لا تخبرنا و مضمیٰ فکرہ احمد قولہ لیسر سبب

توافق ارائی عام و خاص لی تو را احتیاط واجب होती ہی اقول بتجسیر
 اگر ارائی عام و خاص ہی ارائی غیر اہل شکوک و وسوسہ مراد ہی تو ارائی صحیح
 او کی مخالفت احادیث صحیحہ مذکورہ کی نہیں ہیں بلکہ آرائی او کی موافق روایت
 اور مطابق درایت ہیں کیونکہ کوئی مائل گمان احتمال نجاست نہیں کرتا
 مگر ویسوقت کہ یا تو جرم نجاست یا نہیں مخلوط ہو جاویں اور بعینہ اویں احتمال
 کیا جاویں یا احد الاوصاف الثلاث میں تفسیر آ جاویں ایسی ہی پانچو قطعاً
 عقل کہتی ہیں کہ نجس ہو کیونکہ اس صورت میں عین نجاست کا احتمال لازم
 آتا ہی گنا یا کینفا تو ارائی صحیحہ ان احادیث کی مخالفت نہیں اور اگر ارائی عام
 و خاص ہی ارائی اہل وسوسہ و اوام مراوین تو کسی پر اقتدا اور اتباع
 ارائی فاشد کا لازم نہیں چھوڑ کر اقتدائی رسول مقبول ان آرائی کی تقلید
 کیونکہ کیا جویں و قد قال اللہ تعالیٰ لقد کان کفر فی رسول ہدایہ حسنہ لمن
 کان یرجو اللہ والیوم الآخر - والیہا قال تعالیٰ قل انکم تم تجہون اللہ فاتحونی
 بہ حکم اللہ و قال تعالیٰ وان ہذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم
 عن سبیلہ جناب من یہ اہل وسوسہ تو مصداق اس حدیث کی ہیں کیونکہ فی
 ہذہ الامۃ قوم یفتنون فی اللہ و الذہار و رواہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ
 اب اس حدیث کو ملاؤ اس آیت ہی ان اللہ لا یحب المبتدین اللہ در بیان قوم
 نجاست اور نجس ہو جانی پانچو کی عقل میں تلازم نہیں ہی ہوتا
 چاہی ہی کہ یہ درود ہی و قوم نجاست نجس ہو جاویں بذخالفت اور حدیث
 لایسہلین احدکم انہ بالضرور واجب العمل ہی نہ بوجہ احتیاط مختصر تمہاری کی بلکہ بوجہ
 اور احتیاط کی جو سابق میں شرح ہو چکی اور تثنی تو و سوسل و را و نام کا نام
 رکھ لیا ہی وہ احتیاط کہ آخرت میں کارآمد ہو اور اسپر اللہ تعالیٰ محتاط کرے گا

وہ سنت کی موافقت میں ہی اور حسب سنت کے تجاویز ہو گیا تو وہ ہٹا کر ہی
 دین سے اسراف ہو گیا عن عبد اللہ بن عمر بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
 وہو یؤخر فقال یا سرف یا سرف قال فی الوضوء سرف قال نعم وان كنت
 علی ہر جابر رواہ احمد وابن ماجہ وفی جامع الترمذی من حدیث ابی ابن کعب
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال للوضوء شیطان یقال له الوہان فالتقوا وسادوا وعللوا لیسر
 اندر نصیحت اتباع کرنا ایسی فنون فاسدہ کا احتیاط نہیں ہی بلکہ بڑی احتیاط
 یہ ہی کہ اس احتیاط کو جلد اور فی الحال ترک کر دی سے غافل ز احتیاط نفس
 یک نفس مباحش بد شایہمین نفس نفس دہمین بودہ اور دہونا تا تو کا بعد
 متعجب نہ واجب کما مر مولف جو واجب کہتا ہی خلاف مذہب جمہوری اور مرست
 اکل صید واقع فی المیار پر مولف جو قیاس کرتا ہی وہ قیاس مع الفارق ہی کہ
 وہ ان صید مذکور کی سبب علت میں ہی شک واقع ہو گیا ہی اور حیوان میں
 بموجب مذہب حق کی اصل حرمت ہی بخلاف بانیکی کہ او میں اصل علت ہے
 تو قیاس در پیچہ کہ جبین اصل علت ہی اور پر او پیچہ کی جبین اصل حرمت قیاس
 مع الفارق ہوا۔ بزرگ ہی خدا آپ جو با جہا و خود قیاس فرمایا کہین توندہ اس
 قاعدہ پر غور اور احسان نظر فرمایا کہین کہ اذا ثبت ان ہذا علت لکن حکم بان
 کیون فی الغرض مانع او خصوصیتہ الاصل اثر قولہ اب گذارش الی قولہ دس کی حکم
 پس یہی بیٹی اقول حدیث المارہو کہین الف لام کا ہتھراتی ہونا ہم ثابت
 کر ہی اگر کہ اور منظور ہی تو شبہی بحر العلوم شرح مسلم کہین ہم تھا وندہ جابر
 و شایع اشافیتہ والمالکیۃ ایضا علی ما ہو الظاہر علی ان المدخل حقیقۃ الی ان
 عند مکررہ الامم کما انہ بعدہ مفرد ہم و قال فی مقام آخر ہم تھا وندہ جابر
 علی شایع اشافیتہ والمالکیۃ بل کہ مالکیۃ ایضا علی ما ہو الظاہر ان المدخل حقیقۃ

فی الاستغراق عند مقارنۃ الام کما ان بدونها للفرد المیسر۔ اور یہ بات نہایت عجیب
 کہ اگر حدیث متنازع فیہ ضعیف ہی تسلیم کیا جاوی تو ہی بسبب وجوب تقلید
 امام کے حدیث ضعیف پر ہی عمل کرنا آپ پر واجب ہے اب اگر آپ کی پاس کوئی
 دلیل ایسی ملے تو میں ایسی حدیث پر عمل نہ کرتی پر دلالت کرتی ہو تو لایمی اور
 تیش کی جگہ تیش لیمائیے قولہ ہی حقیقہ الی قولہ فرق اب دلیل و رابطہ
 میں متفق علیہ اقول و بالمد التوفیق حدیث الماء طہور و صورت الف لام متنازع
 کی وجہ لعل اور ترک عمل میں کسی طرح کی معذوری نہیں کیونکہ مخصوص متصل
 الا ان تغیر ریجہ اولیٰ و لو نہ موجود ہی اور الف لام عہد کی کچھ ضرورت نہیں کہ
 العبرۃ لعموم اللفظ لا خصوص بسبب اور اگر یہ شک واقع ہو کہ ذکر کیا میں کیا
 پہلے الماء کی قرینہ عہد کا ہی تو اسکا فائدہ یہ ہی قال لموسیٰ علیہ السلام علی حاشیہ
 مختصر معانی و بذال مقدم شرط لغتہ استحالہ کما فی المعجم الغائب لا ان قرینہ کما وہم اور
 دلیل متغایر جو ہستنا ہی موجود یعنی الا ان تغیر ریجہ الخ اور حدیث ظہن لعل تو
 مضطرب نہیں اور اگر ضعف و اضطراب ہی اسکا تسلیم کیا جاوی تو ہی بوجوب
 مذہب امام کے خصم پر محبت ہی کما مر اور مولف یہ جو کہتا ہی کہ شرط اضافی
 فرائض کی ایسی ہی محبت چاہی کہ جیسی فرائض کی ایسی اس کی کیا مراد ہی اگر
 یہ مراد ہی کہ ثبوت طہارت کسی مخصوصہ بانیکی و اصلی حجت قطعی مجہین کسی طرح
 شبہ چاہی تو اغلب کہ مولف اسکا ہی قائل ہو گا کہ ہر ایک تنوعی پر وہی ترقی
 ہی کہ فلان پانی طہری اور فلان پانی نجس کیونکہ بغیر نزول وحی کی طہارت
 قطعی و قطعی مجہین کسی طرح کا شک و شبہ نہ ہو اکثر سیاح کی نسبت ثابت ہوتی ہے
 ہی کہ علم غیب تو کسی کو دیا ہی نہیں گیا اور نیز اندہ صورت آپ کی مذہب متنازع
 اور عہد کی مخالفت و ناقض ہو گا کیونکہ آپ کی نزدیک یہ امر کا شبہ ہی ہے چھوٹا

اور یہی عمدہ اور مختار حضور والا ہی اور ظاہر ہی کہ رائی بتلی برجیت قلمی ہرگز
 نہیں ہو سکتی اول تو عوام الناس صاحب رائی اور تدبیر ہی نہیں ہوتے
 اور نہ مراتب قوت و ضعف کو پہچان سکتی ہیں بلکہ جہد باؤ نکو کچہ رائی اور فہم
 ہوتا ہی اوسین ہی اعتماد اپنی فہم و رائی پر نہیں کر سکتے اگر رہی اصحاب
 و تدبیر اوغین ہند راختلاف ہوگا کہ احصار نہوسکیگا سابقا جو اختلاف رائی
 اصحاب رائی مذکور ہو چکا ہی سکو ہی او سپر قیاس کر لوسے قیاس کن گشتار
 سن بہار وادہ الحاصل دیمان آپکی دونوں کلاموں کی تناقص ہوا ایدہر توجہت
 قطعہ کے طالب جو متعلق بوسی ہی اور دہر رائی بتلی بہ آپکی نظر میں عمدہ اور
 مذہب مختار سے ایدہر اندسی واصل اور دہر مخلوق سی شامل و خواص اوس
 بزخ کبری میں ہی حرف شد دکام اور اگر یہ مراد ہی کہ ثبوت طہارت ثبوت
 قواعد شرعیہ اور اخفی سنت سنیہ اور طریقہ محمدیہ کی چاہئے تو وہ مانحن فیہ مز
 موجود ہی اور آپکے ایسی وسوسوں سی نفی طہارت نہیں ہو سکتی دیکھو صحیح مسلم
 میں ہے عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وجد احدکم فی بطنہ شئینا
 فلیکل علیا خرم منہ شی ام لا فلا یخرج من المسجد حتی یسمع صوتا او یجد یخافونی
 اصحیحین عن عبد اللہ بن زید قال سئل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل یخجل لیسانہ
 یجد شی فی الصلوۃ فقال لا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد یخافونی و فی المسند و سنن ابی
 داؤد عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الشیطان یاتی احدکم و یوفی لصلوۃ
 فیاخذ الشبر من دبرہ فیدماغہ فی انہ قد احدث فلا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد
 یخافونی و لفظ الی داؤد و وجہ یخاف باللفظ او یسمع صوتا باؤد و غیر ذلک من الاماویث
 المصلح و کما ان ہیں اب آپکو ثابت ہوا ہوگا کہ خفیہ کی ذمہ دہ صورت خلاف
 کرنی ان احادیث مصلح کی جواب دہی لازم ہی اور نہ پیشگی جواب محض بجا

اور اب قلیل و کثیر میں جو فرق شارع علیہ السلام فی مقرر کیا ہی تو وہ مقدار فلسفین
 ہی جس سے غرض شارع کی یہ ہی کہ پانی مقدار فلسفین مخالفت نجاست سے
 در صورت عدم تغیر مکروہ ہوگا نہ بخیر اور مقدار فلسفین یا فوق فلسفین جائز ہوگا
 بلا کراہت کما مفسلا فن ذکر قولہ السیئہ رائی بتلی بہ پر کہنا الی آخرہ اقول
 در حالیکہ میا قلت و کثرت کی شارع علیہ السلام فی تغیر اور عدم تغیر کو مقرر فرمادہ
 اور فلسفین کو حد فاصل در میان کراہت اور عدم کراہت کی مقرر کر دیا تو باوجود
 ہونی نفس کی رائی بتلی بہ کا کیا اعتبار ہے کہ آب آمد و تمیم بر خاست مثل
 بشہود ہی ستمنا کہ رائی بتلی بہ ہی معتبر ہی لیکن جب ہی تک کہ موافق سنت کے
 رہی کہ شق سعدی تا بنہ انواب فی ہی سنای ہوگا تو در صورت خلاف ہونے
 سنت کی وہ رائی دسواس اور وہم ہو کر مردود ہو جائیگی جیسا کہ مثلاً اور
 جہا و میں تمیز مومن و کافر کی بموجب اپنے فرمانیکے رائی بتلی بہ پر جوڑی گئی
 ہے تو اب اگر کوئی شخص مومنین ہی پر جہاد جاری کرنی لگی اور کہی کہ مجھ کو شک
 ہو گیا ہی کہ شاید ان مومنین کا دل کفر کی طرف بہر گیا ہو کیونکہ حدیث میں آیا ہے
 ان الغلوب بین الاممین من الصایع المد قلیبہا کیف یشاء۔ یا نماز جماعت کسی
 امام مومن کی پیچھے نہ پڑ ہی اور جانو نہ تبار و می ماسی دستاویزی کہ مبادا ایام
 مرتد ہو گیا ہو کیونکہ حدیث میں آگیا ہے یا کوئی عورت کسی مرد مومن سے نکاح
 نکری ہی شک اور دستاویز سے یا کوئی مرد کسی عورت مسلمہ سے بچہ نہ ستاویز
 علاج نکری تو ایسا شخص و اہم اہل عقل کی نزدیک مخبط الحواسل در وہی شمار ہوگا
 اب گذارش مذمتین یہ ہی کہ اگر آپکے پاس کوئی ایسی دلیل ہو جس سے ہتھام
 میں رائی مخلوط بالوسوسہ کا معتبر ہونا ثابت ہو تو لائیے اور پیش کی جاگت نہیں
 لیجائیے اور یہ ہی یاد رکھنی کہ وعدہ پہلی اور صادق تو وہی دس مد پیک کا ہر ایک

وحدیث پہنچی اور باقی آپ کی ہنر لیا کہ جواب ہی بلکہ مقابلہ آپ کے وعدوں کے
ایہ ہر سی یہ وعدہ ہی کہ ۷۰ اگر ان ترک شیرازی پرست اردو دل مارا بھال ہندو
بجائے سمرقند و بخارا راہ رماوہ دروہ او سکا اثبات تو آپ کی ذمہ باقی ہی نہیں اور چونکہ
اکثر اصحاب متون و مشروح کتب حنفیہ فی اوسکو لازم پکڑا ہی تو در صورت عدم
اثبات و ثبوت کی التزام کرنا او سکا بدعت حقیقیہ میں داخل تو اہل حق عامل باجہ
نہو ان کی تقلید کے ترک کو زمین عذر معقول و وجہ مقبول و نہ اخر مار دنا ایرادہ فی
جواب الاولہ الا ذلک باصرہ بعض الاحباب الاجلہ خصوصاً المنشی عبد الرحمان
سلمہ النشان و الحافظ عبد العزیز عد عقبہ خیر امن اولادہ و محمد ندر اب العالین
و الصلوٰۃ و السلام علی رسول محمد و آلہ و صحابہ اجمعین آمین یا رب العالمین۔

تايج ختم رساله مصباح الادله لدفع الادله الاوله الزجاء مع لف حسب ظله

المنتهى لمدى مصباح أدلة
شده ختم لغو ایش اجاباً علیه
هر پاسخ باطل که باز فاسد شود
شده سبق ازین حق همگو میداند
تا یخ تمام از سر خلاصان شد
با چوبه حق بنظر الهی محکم

تاریخ طبع از طبع وقاد و ذہن نقاد حضرت مولف صاحب ظلہ

انہوں نے کیا فضل و لطف فائق الاصلاح ہے
کیونکہ مصباح الادب طبع ہوتا ہی جواب
خانہ سنت کا درجہ کہونا منظور ہے
تہا اولہ کاملہ ہے شک اولہ ناقص
نفس راہ کی سرکوکاٹ کر کہ سال طبع
ہی شب قدر آج شب ان ذرہ متعلق ہے
ظلمت بخت کا دافع کیا ہی مصباح ہے
اسکو لو امی اہل سنت یہ عجب نفع ہے
در جواب او کی جیسا یہ قوت ارواح ہے
شتر و بخت لینے حسن یہی اصلاح ہے

مشت تمام شد

۵۱
سنگی به معنی یونجه
سنگی که در تفسیر و توضیح
فان آسمان بلور
از شیئی که در تفسیر
موصول الی فیصد
منشأع از آسمان
میباشد و میگوید که
کلیف این نظر
که کلید است

دری که ۱۱
در آن یک پیام
به هر کسی که
بخواهد بداند
چگونه کار کند

الحمد للہ کہ تتمہ رسالہ مصباح الاولہ اسمی بحوالہ التماس ازالہ الوسوسہ
از رشحات کلک ہدایت سکتا ہے لانا سید محمد حسین صاحب مروہ

کُلُّ شَيْءٍ مِنْ ظُرْفٍ يَهُوَ ظُرْفٌ

سنی مذہب و اتقاد می سبب ادام ظلالہ العالی مدی لایام و للک

۱۱۸

حوالہ التماس ازالہ الوسوسہ لقلب عباد سامی مع جواب تحقیق و الزام

سید

جواب بحوالہ تو ہر یک التماس و یادداشت ہی سنلیجے ہو کہ بالیقین آپ کی تحریر
میں معلوم ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص ٹھکانیکی بات کہتا ہے تو آپ مضامین میں
و خیالیہ لکھنا لہ تی ہن یا سوال پر سوال کرنی گئی ہن امداس بہانہ ہی جواب
سکندش ہو جاتی ہن چنانچہ آپ فی رسالہ اولہ کاملہ (مکملہ) نامہ لکھی گئی
میں اول سی آخر تک ہی انداز اختیار کیا ہی اور شروع سی انتہا تک سیکنا بنا کیا
بحکم آنکہ سہ آغاز کردہ برسانش بانٹھا۔ اہل انصاف کو میری اس دعوی کی
تصدیق کیوہی یہ آپ کا رسالہ اولہ کاملہ اور نیز رسالہ مصباح التواوید ہر دو شانہ
مدل کافی ہن کہ ہن محض بی تعلق اور بی ٹکی باتین ذکر فرمائی ہن اور اس

انسان میں تو اپنے بی تکی کو کمال ہی درجہ پر پہنچا دیا ہے و آیات جاہلانہ تصور
 کرنے جواب تکہنی کو طبیعت نہیں چاہتی تھی کہ ۴ جواب جاہلانہ باشد غمخور
 اور یہی وجہ ہے جو ارشاد ہوا کہ و اذا خاطبهم الحالمون قالوا اسلما لیکن با صبر
 و فرمایش مجبی و شفیع مومنی عبد الحق صاحب مولف رسالہ تقریر دیندیر ارادہ
 زادہ مولانا عبید اللہ صاحب مصنف تحفۃ الاخوان و تحفۃ الہند و غیرہما حسن التالیف
 المفیدۃ چارونا چار کچہ بیان ہی گذارش کرتا ہوں خیر اوقات تو ضائع ہوگی
 ۵ ہمیں جینا بنا چاری جو آگئی تہا سو اب ہی ہی نہ اوہنیں کار دل آزار کر
 جو آگئی تہا سو اب ہی ہی نہ اور غوری دیکھی تو آپ فی پہلی ہی سی یہ انداز
 اختیار فرمایا ہی پہلا میں بات کا آپ سی کوئی سائل ہو تو بموجب قانون مناظرہ
 اور داب مباحثہ کی دلیل اپنے دعویٰ کی کیون نہیں دیتی اور خلاف قانون
 مناظرہ سوال پر سوال کیوں کرتی ہو سچ فرمایا مولانا محمد حسین صاحب لاہوری
 مدظلہ نے کہ یہ لوگ (یعنی تقلیدین) اسی غرض سی (یعنی تاکہ کو چہ جواب الالات
 مطلوبہ میں قدم کہنی کی تربت برسوں تک نہ سنجی) ان باتوں میں بات کو طاقی ہنر
 اور حیلہ دیانہ سی جواب ہی سی جان چھڑاتی ہن در نہ کوئی تو انہیں ہی بجواب
 سوالات ہتھار کوئی آیہ قطعی الدلات یا حدیث ہم صریح پیش کرتا اور محبت مقصود
 کی طرف متوجہ ہوتا اور اس بات کا آج تک کسی فی فضلائی پنجاب و ہندوستان و
 خراسان و عربستان سی حوصلہ نہ پایا اور باوجود ہکی کہ ایک سال سی زیادہ مدت
 انکا تعاقب کیا گیا اور ہتھار رسائل حشر کیے دفعہ چکر ایک ایک کی گھر پہنچا کر
 جواب مطلوبہ کہا اکثر فی تو سوال پر سوال کر ٹیکو ہتہ کہتا ہا یا اور جہاں ملو
 جگہ نہا ہی دمان سب شتم و طعن و تشنیع کی سپر کو آڑ بنایا اور بعضوں فی عادیث
 ضعیفہ موضوعہ آیات غیر متعلقہ کو پیش کیا الغرض مطلب کی بات ایک فی کہیں

انتہی کلام مولانا مظلہ العالی اور آپ نے تو یہ سب چلین چلین ہیں اور جو دشمن خود شتر
 ہم بچا دیں پر اسکی علاوہ لیکن اس سے کیا ہوتا ہے کہ یہ برہان قوی بانی
 معنوی نہ رہ گہائی گردن بحجت قوی ہے آپ اپنی گہر کی خبر کیون نہیں لیتے
 کہ اجڑا جاتا ہے اور تجربہ تقلید شخصی جس فی دین اسلام کی رونق و تازگی کو
 کہہ دیتا ہوا وہ اب بڑی سی اوکھڑا جاتا ہے سنت نبوی پہلی جاتی ہی زمین تقلید
 شخصی کی دہلی جاتی ہی اگر آپ کی پاس سے یہ صحیح متفق علیہ نہیں ہی تو اہستہ و استعجل
 سی کیا فائدہ صاف کہہ دے بعد چاہی سائل بنکر مطالب شاہ الیہ کی لٹی احادیث
 موصوفہ بوصف مذکورہ ہسی درخواست فرماؤ۔ اور ہماری جگہ کو دیکھو کہ باوجود
 اس مہاری اولیٰ چال کی بھی ہم اپنی احادیث محبت بہا کی کچھ تشریح کر دی نہ ہیں
 اگر آپ کچھ نہ کرینگے تو ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ کچھ نہ کرینگے مگر عین اللہ و برائی خدا جو کچھ
 آپ کریں فہم و انصاف سے کریں اور سمون اور شروہ سموں کو مقدمہ دین میں
 دخل ندین اور نصب کو چھوڑیں اور اس نارسائی پر خود راسی سے منہ موڑیں
 مقام تحیر ہے کہ مسئلہ حاضر کے جواب میں آپ فی بیہل ہونیکا اقرار کر کے
 یہ کچھ انکار سا کر دیا ہے قسمت کی خوبی ہی کہ کہاں ٹوٹی ہی کندہ و چار ہاتھ
 جبکہ لب بام رہ گیا ہے ورنہ مجھ کو آپکی اس ظاہر پرستی اور خود راسی اور تقلید جہل
 فی الجہد سے یہ اندیشہ ہے کہ آپ کسی نسخہ خوف فقہ اکبر میں لکھا دیکھ کر متشابہات
 تک پہنچیں گے اور یہ اللہ فوق ایدہم اور الرحمن علیٰ اعروشہ ہوتی کے بہرہ
 خدا کو غور و بعد مجسم بتانی لگیں گے کیونکہ حسین کتاب الہی جو سنت رسول ہے
 کہ السنۃ قاضیۃ علیٰ الکتاب او کو تو واجب بھل جانتی ہی نہیں اور ایک وقت
 آکھو اور پیش ہی کہ منیہ کنز قدوری میں کہیں آپکی تفسیر کبھی نہیں اور بچہ کو یہ بھی
 اندیشہ ہے کہ یہ فاسق مستحکم پہنہن خا تو انہن اجورہن کو متعہ النکاح پر محمول کیا

کیونکہ جیسے احادیث قرار تھیں خلف الامام وغیرہ کو نہیں مانتی تو جو احادیث
 اس آیت کی مفسرین میں ہیں ان کو کب مانو گے اور میں جانتا ہوں کہ آپ اپنا
 کام کر چکے ہیں کیونکہ ہر چند یہ بات بالخصوص آپ کی نسبت نہیں مانی گئی ہے یہ
 شور تو ایک مدت سے ہے کہ حضرت صاحب ہدایہ فی تجویز متعہ کی نسبت یہ
 کہہ دیا ہے وقال مالک ہی جائزۃ اور قریب القیاس یہی ہے کیونکہ جب آپ کو
 نزدیک نخل محرمات ابدیہ سے منع ہو جاتا ہے تو نخل متعہ سے کیا قصو کیا کرے
 جو منع نہ ہو اید پر عبداللہ بن مسعود وغیرہ کا منکر تحریم ہونا حدیثوں میں مرقوم ہی
 ہی اور آپ نے یہ انداز اختیار کر رہی لیا ہے کہ احادیث منسوخہ اور ثامنا صحاح
 مرجوعہ عنہا کو احادیث مرفوعہ صحیحہ نصوص قطعیہ صریح الدلالة پر مقدم اور مرجع
 کر دیتی ہو یہاں نیز یہی وہی انداز مختار رکھو گے اور کیون چوڑو گے بقول شخص
 قول مردان جان دارد علاوہ یہ کہ جب انفرادی ہاں ہی نہیں تو امام مالک سے
 کیا خصوصیت ہے امام ابو حنیفہ سے کل کوئی محشی ہدایہ کا یوں لکھ دیا کہ اصل
 عبارت ہدایہ کی یہ ہے کہ المتعہ جائزۃ عند ابی حنیفہ وقال مالک باطلۃ
 اور رسائل فقہیہ کو کتاب وسنت پر عرض کر نیکو مسلک تو آپ کا ہی نہیں ہے
 اصل حال معلوم ہو تو سب مقلدین اس طوفان بی تمیزی میں ڈوب ہی گئے
 اور چونکہ آپ بفضلہ تعالیٰ قوت اجتہاد رکھتے ہی ہیں مسئلہ نفاذ قضاء کا
 بشہادت زور اور مسئلہ انعقاد نخل محرمات ابدیہ وغیرہ میں آپ کا اجتہاد مسلم
 کا لاف مانتے ہی تو یہ کب ہو سکتا ہے کہ یہ شور اوپر ہی اوپر ہے۔ اندر نیز
 یہی جھگڑا ایک مدت سے ہے کہ مبادی بعض مقلدین خدا کی ممانعت یا نہ نکو لیا
 سمجھنے لگیں جیسے ہمارے تمہارے ممانعت پاؤں ہوتے ہیں تامل رکھا تو اتنا
 رکھا کہ کاپے میں چاندی کی یا سونے کی یا کاہی آؤں گے اور یہ خوف دوزخ

ایک تو سببِ جوب تقلید شخصی کے کہ جتنی فرق باطلہ گمراہ ہوئی ہیں اس وقت تقلید
 ضال ہو گئی ہیں سچ فرمایا مولانا روم نے ۷۰ نہ انکہ تقلید آفت ہر نیکویت کا گڑب
 تقلید اگر کوہِ توہستہ اور دوسری وجہ خوف کی یہ ہے کہ کثر قدوری منہ پتھر
 صفات الہیہ کا کہین بیان نہیں اور کتاب و سنت بمقابلہ تقلید کے ساقط ^{مطلوبہ}
 میں قیاس ہی قیاس رہ گیا سو قیاس میں ایسے ماہتہ پائون آتے ہیں جہاں
 تمہارے ماتر پائون کی مانند ہوں۔ اور اس تقلیدِ جبل فی الجب سے جھکنا ہی
 اندیشہ ہے کہ آیات قرآنی اور تمام احادیث صحیح و حسان جنکا مضمون ہدایت
 میں منہج نہیں ہے انکو معارض ہدایہ تصور کیے پائے امتیاز سے ساقط
 فرما دو گی کیونکہ حدیث گو صحیح بنی کیونہ ہو کہ بین ہدایہ کو پہنچی ہی حدیث میں تو ^{مطلوبہ}
 موضوع ہونیکا منکر ہونیکا مضطرب ہونیکا اور دیگر دس طرح کی احوال ہیں وادوا
 جارا لاحتال بطل الاستلال بعد ان احتما لون کثیر کے اگر تہو ایسی حدیثیں ^{مطلوبہ}
 ہی ہیں تو اوپر عمل کیا جاوی یہ تو مثل مشہور ہی ہے کہ سو میں رہے سہے
 آدھے گئے بٹ یعنی چارون امامین حدیثیں بٹ ہی گئی ہیں باقی دوسرے
 دس دلا دو گنا دس کا دینا کیا اور فرض کیا کہ حدیث صحیح متفق علیہ نص ^{مطلوبہ}
 صریح الدلالت ہی ہو تو ہی احتمال ہے کہ منسوخ ہو خصوصاً جبکہ کچھ لحاظ ^{مطلوبہ}
 دہری کا بھی رہے تو یہ ہی مثال ہے کہ مختصص ہو یا مقید ہو تو مکمل ہو یا معارض
 ہو وغیر ذلک من الاحتمالات الکثیرۃ الی تجزی فی احادیث النبی الامی و لا تجز
 فی احوال المنقولۃ عن الامام الاعظم الاعلم بل فی غیر المنقولۃ عنہ ایضاً لا تجزی
 علاوہ یہ کہ کتاب و سنت کی رد و نفی کے واسطے قطع نظر ان احتمالات مذکورہ
 جو گیارہ شبہات کہ حضور نے اسجگہ وارد کیے ہیں یہی کافی و روانی میں ایک تو
 وہ احتمالات مذکورہ تہی ہی اور ایک یہ شبہات ہوئی تو اب ایک اور ایک ^{مطلوبہ}

ہو گئے اور پہر جب ایک اور یہی اعتراض اپنے ذہن تھا اور طبع و قیاس سے
 پہنچ گئے ہی ہو گئے کتاب ہدایت المسلمین باوری حماد الدین کی آپ کے پاس
 موجود ہو ہی گی جس سے اور شبہات بہت سے آپ کلمہ کہتے ہیں اور غلطیوں
 نہیں بیٹھ سکتے ۵ بیکار مباحث کچھ کیا کر نہ کیرے ہی اور پھر کر سیکر نہ زندہ
 کا کیا پھر وہاں مبادا کل کو موت آ جاوی اور اعتراض کرنا کتاب و سنت پر
 باقی رہ جاوی ۶ ساتیا یہاں لگ رہا ہے چل چلاؤ نہ جب ملک بس مل سکے
 ساغر چلے ۷ اور یاد رکھیے کاین جان سنگ است کہ ہر سرس زوہ بودی آپ
 آپ کے مقابلہ کو ہم بھی حاضرین بسم اللہ امین گو و امین میدان لکھنؤ فرعون
 آپ فی سنا ہی ہو گا اب آپ کے کل و سوس بے اساس کو بعینہ نقل کر کے جواب
 دیتا ہوں و سوسہ اول از طرف حنفیہ اگر حدیثوں اور روایات تواریخ سے
 بہ نسبت قرآن شریف کفار کا ریب و تردد میں ہونا سمجھ میں آتا ہے تو قرآن میں
 لاریب فیہ فرماتے ہیں جس سے یہ وجہ وقوع نکرہ فی سیاق التی بالکل ریب فیہ
 کا ہونا ثابت ہوتا ہے کیسے ولین کیوں نہ ہو مگر ان آپ کو یہ کہنے کی گنجائش ہے
 کہ قرآن شریف میں ریب کی نفی ہے احادیث و تواریخ میں یقین بطلان قرآن
 مذکور ہے مگر اسکو کیا کیجیے کہ بہت سے ضغنا کو تروہی ہوا دوسرے نفی لاریب
 ایسی ہے جیسی نہیں لاقول لہا ات جیسی اوس سے بدلاتہ انصض ضرب غیر
 کے نہیں نکلتی ہے ایسی ہی لاریب میں یقین بطلان کی نفی نکلتی ہے بہر حال
 لاریب فیہ لاریب آپ کی نگاہوں میں اکثر احادیث و تواریخ بلکہ شہادت کی نسبت
 موجب ریب ہو گا ازالہ الوسوس از جانب محمدیہ ارباب باب پر غور ہے
 و قہر دلی ہے کہ کوئی سوال ان گیارہ سوالوں میں سے استحقاق جواب نہیں دیتا
 کیونکہ سوال مقابلہ سوال ہے اور نیز کوئی غرض صحیح قابل سماعت اہل انصاف

ان سوالوں کی کرنسی معلوم نہیں ہوتی اور کوئی طائل نہ گیا و سوالوں میں سے
 جواب سوالات عشرہ سے بھی بہ تعلق صحیح تعلق نہیں رکھتا نہ تعین مراد
 غرض پر عمل ہو سکتے ہیں نہ تنہید مقدمات ضروریہ بن سکتے ہیں بلکہ فراعین
 سے تعلق رکھتے ہیں اور اگر یہ غرض ہے کہ جیسی ان گیارہ سوالات کے
 جواب ظاہر اور روشن ہیں اس طرح تمہارے دس سوالات کے جواب ظاہر
 ہیں تو یہ بات بھی بالکل غلط ہے عرصہ قریب دو برس کا ہوا اجتہاد کسی سے
 ہمارے سوالات کا جواب نہیں ہو سکا اور تہیٰ ہی آتا چتا ہی بتلایا ہی
 چنانچہ دیا چہ کتاب میں خود مقرر ہو۔ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَعَالُ شَیْءٍ اَکْبَرٍ یہ غرض ہو
 کہ آیات اور احادیث مندرجہ سوالات یا زدہ میں جس طرح تم تاویلات کرتی ہو
 اور اس طرح ہم بھی مشاغل عشر میں تاویل کرتے ہیں اقول یہ قیاس کا محض
 غلط اور مع الفارق ہے اولاً تو بانیو جہ کہ یہ شبہات آپ کے تفریقین کی نزدیک
 مردود اور بہار فتوٰ کے مصداق ہیں بخلاف مسائل عشر کے پہر اور عشریات
 مسلم الرد فریقین کو آپ یہاں پر کیوں وارد کرتے ہیں و ثانیاً بانیو جہ کہ ان آیات
 اور احادیث میں جو تم ایراد قاض کرتے ہو وہ ایسا ہی جیسا کوئی کہے کہ
 بہت سی آیات سی تو نماز کی فرضیت پائی جاتی ہے اور لا تقربوا الصلوۃ
 سے عدم فرضیت بلکہ حرمت اور سکی ثابت ہوتی ہے تو کلام الہی میں باہم
 تعارض اور تناقض ہو گیا اور بن عند اللہ نہوا۔ سو ایسا شبہ کرنا غلط سے شبہ
 بعید ہے اور ثانیاً بانیو جہ کہ بموجب مذہب اہل حق کے حکومت دیا چہ رسالہ
 در باب عمل بالکتاب و السنۃ مشرّع و مفسر کرائی ہیں یہ سوالات اس کی طرح خارج نہیں
 ہو سکتے ہیں اور اولاً کہ بموجب مسلک تقلید کے تفسیر ہی عائد ہوتی ہیں لہذا
 بموجب مسلک تحقیق کے پیار و ناچار جواب مثل الماس سے اس سائل کے

کل دیوس کی کڑھ کھاتی ہے دیکھئے اور سنئے کہ یہ اول شک اور دوسرا پکا
 بطور شلنگے ایسا ہی کہ کوئی اندھا وقت دوپہر کے دھوپ میں بیٹھ کر کہے کہ
 مجھ کو آفتاب کی روشنی نظر نہیں آتی اور جو دھوپ شمس میں مجھ کو شک ہی اور
 یہ جو حرارت دھوپ کی مجھ کو معلوم ہوتی ہی وہ شاید کہ آگ کی حرارت ہو کیونکہ
 نامین فی کہ حرارت آفتاب کی ایک اثر ہے اس کے آثار سے لیکن آثار کا مشور
 سے عام ہونا اولہ کاملہ کے صفحہ ۲۴ سطر اول میں لکھا ہوا ہے جناب میں کہ
 شک و ریب اور کسا کسی اہل عقل کے نزدیک سوا آپ کے ایسا نہیں کہ اس کا جو
 معتبر مانا جاوی اور بموجب مسلک اہل حق کے لاریب فیہ کے یہی معنی ہیں کہ
 قرآن شریف کا من عند اللہ ہونا بسبب سطوع برہان کی مانند آفتاب کی ایسا شکر
 ہے کہ کوئی شخص بصیر و بینا بعد حاصل کرنے نظر صحیح کے اس میں شک و ریب نہ
 کر سکتا اور تعلق ریب کیو سطر فی نفسہ وہ قابل نہیں ہو سکتا اور اگر کسی اندھی کو
 یا جبکی نظر صحیح ہو اور اس کا من عند اللہ ہونا نظر نہ آوی تو قرآن شریف میں کیا جو
 وقع ہوا ہے کہ نہ بینہ بروز شیعہ چشم و چشمہ آفتاب چہ گناہ نہ اور لاریب فیہ
 یہ معنی نہیں ہیں کہ اس قرآن میں کوئی شخص ہتھے کا پوٹا ہوا ہی شک نہ کر
 البتہ اگر یوں ارشاد ہوتا کہ لاریب فیہ احد من الافعیاء ولن یشک فیہ احد
 من الاغویاء تو یہ ایراد آپکا البتہ وارد ہو سکتا تھا ایسے لوگوں کے شک و
 ریب کا وقوع میں آنا تو آیت و ائمہ فی ریب و غمانزلنا سے پایا ہی جاتا
 اور فاقوا بسورۃ من شکر سے تعلیم برہان منزل شکوک اہل طغیان کا ارشاد
 ہوا ہے جبکی تفسیر معنی دفع دفعہ ماس میں کی ہی فذکر اور پہر یہ گناہ شکر
 ہے کہ آئینہ ۵ ریب فیہ کو بہی التفتین سے قطعاً کیوں صیغہ کر دیا یوں ہی
 سمجھ لیا ہوتا کہ لاریب فیہ التفتین اور ہی کو حال لازمہ ضمیر مجبور سے کر لیا

اور عامل اوسکا طرف کو جو صفت منفی واقع ہے سمجھ لیتے غرضکہ اہل حق آپکے
 اس وسوسہ کے بہت جواب و دندان شکن دی سکتے ہیں لیکن چونکہ اسلئے یہ کہ
 تفسیر میں کوئی قول امام صاحب منقول نہیں ہے تو مقلدین امام کو اس کے
 جواب میں بڑی دقت واقع ہوگی کیونکہ اگر کوئی جواب دیا بھی تو اوجھل جاب
 مطابقت تفسیر امام سے کیونکہ معلوم ہو دیا یہ شرع و قایہ کا تو ذکر ہی کیا ہے
 حضرت قاضی خان فی بھی تفسیر کی کہیں نہیں لکھی پس یہ ایراد آپہی پر وارد
 نہ ہمیر الزام اہل حق پر لگانا محض خلاف نفس الامر ہے آپکو اس مقام پر
 بڑا سہو ہوا ایسا نہیں چاہئے ۶ خود فراموشی کند تہمت و بد او ستاد راہ ایک
 یہ الزام اہل حق پر لگا کر اسلئے لینے کے دینے پڑ گئے ۷ میں الزام اونکو دیتا
 قصداً پنا کل آیادہ وسوسہ دوم از طرف خفیہ آگے فرماتی ہیں یہی متحقق
 اختصاص بجانب شیر ہے کہ فاسقون کو ہدایت ہونہ کافر و نکو پہر تہمات ان اللہ لایست
 انقوم کافون اسکے موافق بلکہ اس مضمون میں اوسے سے بڑھ کر اور اکثر مواد
 معیجہ اور تواریخ متبرہ اور اخبار متواترہ ہدایت کفار و فساق پر شاہد ہو سوجہ علی
 مثلاً لایبجا بلکہ قرآن وہ احادیث و اخبار کا ہیکو مقبول ہوگی بلکہ مثل مذہب
 کہ غیر مذہبی ہونہ ہوئی امید ہی نہیں قطع امید ہدایت کی ہدایت ہوگی انرا کہ
 وسوسہ از طرف محمدیہ جانب میں جب رنگ تقلید دلیہ و طر جاتی ہے تو یہ ہر
 ہدایت کتاب و سنت کی نفع نہیں دیتی ۸ آہنی را کہ مورچا نہ بخورد و نہ تار
 ہر د از بعضی رنگ بد اندر می صورت ہدایت معنی دلالت موصول الی المطلوب
 متحقق ہو جو یہی متحقق تو صادق ناوی اور یہی لکافون صادق آوی
 بلکہ یہاں تو ان اللہ لایست القوم کافون ہنے صادق ہوگا کیونکہ جب
 تقلید نے دلو دہا لیا تو پہر اوسمیں نور علم اور ایمان کا کیونکہ پہنچے ختم اللہ علی

ظہور ہم علیٰ سمیع و علیٰ البصائر غشاوہ کے جو مصداق ہیں وہ کیونکر مہدی اور
مہدی ہی ہو سکتے ہیں نہ بند آہن را توان کردن مباد بندہ بنی را نہ اندکس دوا
یہ تو وہ پردے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اہل تقلید کے دلوں پر ڈال رکھے ہیں
جو حق کے منکر اور اس کے قبول کرنے سے متکبر ہیں اور انہیں پرزور کی مثل کا ٹوکھا
بوجہ اور انکھون کی نا بینائی اور چاہا ہوا پردہ ہے ان آیات میں قال اللہ تعالیٰ

وجعلنا بینک وبين الذین لا یؤمنون بالافرة حجابا مستورا وقال تعالیٰ وجعلنا
علیٰ قلوبہم اکنۃ ان یفقیہوہ و فی اذانہم وقرآ اور بعض دل تو بالکل اندھیری
مخلوق ہوئی ہیں واللہ ارکسہم یا کسبوا صاحب اس دل کا باطل کو حق بتا رہا
اور ارباب باطل سے محبت کرتا ہے اور حق کو باطل سمجھتا ہے اور اہل حق سے
عداوت رکھتا ہے اگر آپ کو اس میری گزارش میں شک ہو تو ذرا حال بعض
حضرات مقلدین کا ملاحظہ فرمائیے کہ گروہ اہل حق حامل با محدث سے کس طرح
پیشوائے تھے ہیں اور کیا کیا تشدد و کس قدر شہد سے کرتے ہیں اپنی ایسی حرکت
سے ایک زمانہ کو زیر و زبر کر رکھا ہے اگر با معان نظر ملاحظہ فرمائے گے تب انہیں
اہمیت ہوگا کہ ہدیٰ المتقین بلام خصاص ہی نہیں ہے بلکہ اگر آپ ہدایت کو خود
مطلق دلالت اور راوۃ المخلوق کے مراد لیتے ہیں تو البتہ کلام اللہ تعالیٰ کا
اس اعتبار سے کب واسطے ہدایت ہے مومن ہو یا کافر مقلد ہو یا محمدی
تو اس نظر سے ہدیٰ للناس بھی فرما دیا ہے تخصیص متقین اس مقام پر نہ ہو
ہے کہ اس دلالت سے انتفاع ابتدا اور بین کو حاصل ہوا ہے اور غیر حقیر
کو سبب اثر جانیکے تقلید پر بعض شفا کے مرض اور خسار زیادہ ہوا حال اللہ
تعالیٰ ۛ منزل من القرآن ما ہو شفا ۛ رحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا
وقال تعالیٰ فی قلوبہم مرضا وہم اللہ مرضا اودیع بات تو یہ بھی کہ خدا صالم

حالت صحت میں بہتے نفع دیتی ہے نہ حالت مرض میں آفتاب و چراغ سب
واسطے روشنی کا موجب ہے لیکن اندھا اوس سے مشتے سے مشہور شل ہے
آنکس کہ چراغ نہ بنید بچراغ چہ بیند و نعم باقیل لیلی بوجہک مشرق و ظلامت

فی الناس ساری والناس فی سدف الظلام ونحن فی ضو النہار ماشاء اللہ
ابن ابی طیح و قناد کی جولانیکی نوبت یہاں تک پہنچی کہ مقابلہ سوالات عشرہ
قیاسیہ کے کتاب سنت کے واجب الادغان ہونہیں شبہات ہونے لگے
مجھ کو تو یہ خوف بسبب آپکی تقلید کے اول ہی سے تھا ۷۷ من ازان حسن فہ
افزون کہ یوسف دشت و شتم کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد ز لیلخارہ اگر
رہی قطع امید بہت اوسکایہ حال ہے کہ باوجود یاس کے بھی دعوت طرف علم
بالسنت اور اتباع حدیث کی ہمیشہ رہی قال المولوی المعنوی مقنوی ایک دعوت
داردست از کردگار با قبول و ناقبول اور اچہ کارہ نوح ہنصد سال دعوت مینمود

۱۲۸

و بعدم انکار قوش می فروزد پیچ از گشتن غمان واپس کشید پیچ اندر غافلست
خریدہ زانکہ از باگ و علائمی سگان پیچ و اگر در زار ہی کاروان بیاشب
مہتاب از غوغائی سگ بدست گرد بدردا در سیر تک بدہفتا ند نور سگ
حور کند ہر کسہ بخلقت خود می تند ہر کسی را خدتی دادہ قضایہ در خزان

گو ہر شہ و ابتلاہ و سوسہ سوم قولہ بعد مقابلہ اقامتم الی الصلوۃ فاغسلو وجہکم
وہ اعادیت جسے ایک وضو سے کسی نماز و نکاح ادا کر لیا نہایت ہوتا ہے کیونکہ
مقبول ہونگی شیعہ ازالہ الوساوس یہ اعلان ہی آپ ہی کی مسک پر وارد
ہوتا ہے چنانچہ ماہجا واسطے محافظت و جوہ تقلید محض کے کہیں آیات قرآنی
کو واجب نما جانتے ہو اور کہیں احادیث صحاح کو ساقط الا اعتبار گزانتے ہو
اور کہیں دونوں سے دست بردار ہوتے ہو اور ہر ایک کے فرمانبردار و فرمانبردار

مجموعہ مذکور یہ کیا کہ احادیث صحیح صریح الدلالت کو متبادلہ آیت فاذا قرأ القرآن
 فاستمعوا له وانصتوا کے واجب الرد کو دیا علیٰ ہذا القیاس باقی دفعات میں خصوصاً
 مسئلہ نفاذ قضائین و دونوں سے ماہیتہ دہو بیٹھے تیر فرمایا مولانا محمد حسین بنو
 مظہر نے وہو ہذا پس ایسے شیر بادروسی یہی عبید بنہن کہ صاف کہہ دین
 کہ آنحضرت نے اس آیت کے معنی سمجھنے میں غلطی کی کہ مقتدہ یونکو قرار ت فاحکم
 کا صحیحے امام کے امر فرمایا فحوائے کلام اور مقتضائی مقام تو یہی ہے کہ سب سے
 خفہ جو آنحضرت کی حدیث کو صحیح مانکر قدح و جج سے سالم جانکر اس کے مقابلہ میں
 قرآن کی آیت پڑھ دیتے ہیں بیشک یہی عقاد رکھتے ہیں کہ آنحضرت نے
 اس آیت کے معنی نہیں سمجھے ورنہ حدیث کے مقابلہ میں کہی قرآن نہ پڑھیں بلکہ
 دونوں کو باہم ہوا فوق کرین و لیکن چونکہ یہ بات صاف صاف عوام میں نہیں
 اسیلئے وہ ایک ٹٹنی کی آڑ میں شکار کہیلے ہیں اور اس بڑی عقاد کو اس عقاد
 کے ضمن میں ظاہر کرتے ہیں کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث قطعی اور قطعی
 کے مقابلہ میں قطعی پر عمل جائز نہیں ہے مگر چونکہ اس قاعدہ کے پابند نہیں
 اور جہاں اس قاعدہ پر چلنے سے مذہب امام کی بیروی چھوٹی ہے وہاں
 اس قاعدہ کو بالائی طاق رکھ دیتے ہیں اور بقابلہ آیت قطعی کے حدیث
 قطعی بلکہ قول صحابی بلکہ رائی فقینہ سے تسک کرتے ہیں تو اس سے ثابت
 ہوتا ہے کہ وہ قاعدہ انکا محض انکار عمل بالحدیث کی لئے آڑ ہے اور حقیقت
 یہ قول امام کو حدیث پر مقدم سمجھتے ہیں اور ان کے فہم کو آنحضرت کی فہم سے
 اچھا جانتے ہیں اب میں وہی قطعی تصدیق اپنے دعوے کے ایک مثال جس سے
 یہ ثابت ہو کہ قاعدہ انکا محض انکار کی آڑ ہے اور حقیقت میں وہ اس کی پابند
 نہیں ذکر کرتا ہوں مسئلہ حجتہ قرآن میں یوں ہے اذ انودی لصلوٰۃ

من یوم المحبۃ فاسو الی ذکر امد و ذوالہج یعنی جب اذان ہوں جمعہ کے تو
 دو طرف ذکر خدا کے یعنی نماز جمعہ کے اور سودا تجارت چھوڑ دو تو دیکھو یہ
 صبح ہے اس میں کہ جمعہ کے واسطے پادشاہ یا شہر یا بازار ہو نیکی کچھ شہر نہیں
 پہر خفیہ اس آیت کو نہیں مانتے اور اوکو مقابلہ ایک قول صحابی کے بلکہ
 بقول ایک عالم مذہب خفی جسکا قول بالاتفاق حجت نہیں ترک کر رہی ہے
 اور کہتے ہیں کہ جہاں شہر نہیں بازار کو چہ نہیں و مان جمعہ صحیح نہیں چنانچہ
 ہایہ میں کہا ہے بعد نقل عبارات ہایہ وغیرہ مولانا ممدوم فرماتی ہیں کہ
 ان عبارات میں غور کر کے انصاف سے کہنا چاہیے کہ بیان قرآن پر سے
 عمل کہاں چلا گیا اور اس قاعدہ کو کون لگایا اس سے معلوم ہوا کہ یہ پابند
 کے نہیں ہیں بلکہ پابند تقلید امام کے ہیں پس اگر اسکی محافظت قرآن کو اخذ
 کر نہیں دیکھتی ہیں تو اوکو ماتہ مارتے ہیں اور اگر وہ تقلید حدیث پر عمل
 کر نیسے قائم رہتی ہے تو اوکی طرف دوڑتی ہیں یہاں سے صدق کلام امام
 رازی کا معلوم ہوا جو اونی کہا ہے کہ مذہب خفی قانون ستیقم پر مبنی نہیں ہے
 کہی قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں کہی قیاس کی طرف کہی حدیث کی طرف
 دوڑتے ہیں کہی آثار کی طرف الی آخر افضل کلام الرازی ثم قلیل اور یہ طریق
 انکا خلاف طریق سلف و اکھین صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین خصوصاً امام شافعی
 کے ہے بلکہ ارشاد نبوی کے جو سب الامون کے امام ہیں نیز مخالف ہر کجفرت
 مسلم کے قول میں ثابت ہے کہ حدیث و وجوب اتباع میں مثل قرآن ہی اور ائمہ
 سلف صاحبین سے مانو ہے کہ حدیث قرآن مجید سے وجوب اتباع میں سبقت
 رکھتی ہے نہ اسوجہ سے کہ رتبہ آنحضرت کا رتبہ جناب باری سے بالا ہے اور نہ
 اسوجہ سے کہ پابند ثبوت حدیث کا ثبوت قرآن سے اعلیٰ بلکہ اسوجہ سے کہ قرآن

اجمال و ابہام ہوتا ہے اور حدیث اسکی تفسیر میں جتنی سے اسلیئے اونہوں
 پر اتفاق کر رہا ہے کہ اسنہ قاضیہ علی کتاب اللہ و لیس کتاب اللہ بقائبر
 علی اسنہ یعنی حدیث قرآن پر حاکم ہے اور قرآن حدیث پر حاکم نہیں انتہی کلام
 مولانا الحاصل ہمارے مسلک کی بوجب جو حتی الوسع اور ہوا امکان توفیق اور
 مایف بین الاولیہ ہے یہ علم مرض تھا را ہرگز وار و نہیں ہوتا کیونکہ یہاں پر ہم
 صیغہ امر کو واسطے مذہب اور سنجاب کے لیتے ہیں حالت وجود دلہارت میں نہ
 اذ اتم لے الصلوۃ کو جو مطلق ہے مقید کہ ستمین ساتھ قید محمدین کے اور
 وہ احادیث جیسے ایک وضو سے کئی نمازوں کا ادا کر لینا ثابت ہوتا ہے و ہر
 اس مطلق کیواسطے موجب تقید واقع ہونگی بوجب ہمارے مسلک کے
 و سوسہ چہارم اور حدیث ان المؤمن لا یجس انما یرید اللہ لیدہب عنکم الذکر
 کے بعد ہی اسکی کوئی کراۓ قبول ہوگی کہ اہل بیت جین بلامت لفظ اہل بیت
 خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی داخل ہیں چہ جائی کہ اور کا لان وقت زمرہ
 اہل ایمان سے نفوذ باللہ خارج ہیں از الہ الوسا اس یہ اعتراض بھی
 مسلک مقلدین کے بوجب اور پھر ہٹے ماند ہوتا ہے کیونکہ پانی مستعمل کیونکہ
 مؤمن کا امام کے مذہب میں نجس ہے اندھنیورت تمام مؤمنین نفوذ باللہ
 نجس ہوئی کیونکہ بغیر نجس ہونے مؤمن کے پانی مستعمل اور سکا کیونکہ نجس
 تو تمام اولیا و صلحا و تابعین و صحابہ و اہلبیت حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقلدین کے
 نزدیک نفوذ باللہ نجس ہوئے اور حدیث ان المؤمن لا یجس کول امام سے خوا
 رہیگی اور آج انما یرید اللہ لیدہب عنکم الذکر امام کے قول کے بنوید یا یون کہو
 کہ یہ تمام کمل مؤمنین زمرہ اہل ایمان سے خارج ہونے لاکن جبکہ تلامذہ تعلیم
 کو تیرا جوامی اور مذہب تحقیق و مسلک عمل بالکتاب و سنہ اختیار کیا جاوے

تو یہ اعتراض ہرگز ہرگز وارد نہیں ہوتا اور درمیان آیت اور حدیث کے کچھ تضاد نہیں کیونکہ حدیث مذکور میں حالت جنابت کا ذکر ہے اور نجاست جنابت کی نجاست حکمی ہے کہ شائع علیہ السلام نے ساتھ اس کے حکم کیا ہے اور غسل واجب کیا ہے اور ظاہر ہے کہ جنابت سے آدمی خواہ مومن ہو یا کافر قطعاً نجس نہیں ہو جاتا ہے اور اسلئے پسینا اور چوٹا جنبی کا پاک ہے اور مصافحہ اور اوٹھنا مینہا ساتھ اس کے اور محالطت کرنا اس میں جائز ہے اب واسطے تصدیق اس بیان کے دیکھو کل حدیث کو جسکا مکرر ائمہ بطور غث و رقیق ذکر کیا ہے عن ابی ہریرہ قال یقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دانا جنباً فاخذ بیدی فمشیت معہ حتی قد فاضلت فأتیت الزمحل فاعشلت ثم جئت وهو قائم فقال این كنت یا ابا ہریرہ فقلت ان قال سجان مدائن المومن لایسہذا لفظ البخاری ولمسلم معناه وزاد ابو یوسف فقلت لایقینی وانا حنت فکرت ان اجدک حتی غسل وکذا البخاری فی روایۃ اخری فان قبل کہ جب کافر جنبی بھی بسبب جنابت کے شل خنزیر وغیرہ کے موجب تہا ہے قول کے نجس نہیں ہوتا ہے تو اس حدیث میں تخصیص مومن کی نہیں فرمائی اقوال تخصیص مومن کی ہوا اسلئے فرمائی ہے کہ حدیث مذکورہ میں بیان مصافحہ اور ملاقات کا ہے اور کافر میں ایک قسم کی نجاست یعنی نجاست تمہا ہے کہ جبکے سببے مومنین کو اور نے اقتباب کرنا چاہیے جیسا کہ نجاست مومنین کرتے ہیں اور مصافحہ اور معانقہ اور محالطت کرنا اور نے جائز نہیں لہذا حضرت علیہ السلام مومن کو تخصیص کر کے فرماتے ہیں کہ المومن لایسہ حاصل یہ کہ مومن میں نجاست اتفاقاً ہی نہیں اور بسبب جنابت کے ہی جسم اور کافر نہیں ہوتا بمعانقہ اور مصافحہ اور نے کیوں جائز نہو بخلاف کافر کے کہ اگرچہ

بسبب جناب کے وہ بھی نجس نہیں ہوتا لیکن بسبب خبث عقاید کے بحکم نامائش کو لازم
 نجس منبر اور صافحہ و معانقہ وغیرہ بھی نہیں تو حدیث مذکور میں وجہ تہیض
 مومن کے ساتھ ذکر کے ظاہر ہے پس حدیث سی اتنا ہی ثابت ہوا کہ جناب
 سے مومن نجس نہیں ہو جاتا۔ اور آ یہ میں جس سے مراد بموجب مسلک
 اہل حق کے رذائل اور گناہ کی باتیں ہیں جو نفس کی ناپاک کرنیوالی ہیں
 اور مثل نجاست کے واجب الاحتساب ہیں اور ان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قبل
 اس آیت کے فرمایا ہے فلا تحصن بالقول وقرن فی یتیمین ولا تبرح تبرج
 الحیاہیۃ الاولیٰ بعد تخلیہ رذائل کے تخلیہ بفضائل کی طرف اشارہ فرمائی ہیں
 کو اقمین الصلوٰۃ ذاتین الزکوٰۃ واطعمین اللہ ورسولہ بعد اسکے ارشاد ہوتا ہے کہ
 انما یرید اللہ لیزہب عنکم الرجس اہل البیت واطہرکم تطہیرا غرض کہ بموجب مسلک
 اہل حق کے آ یہ میں جس نجاست اور جس کا ثبوت پایا جاتا ہے حدیث میں
 نفی نہیں اور حدیث میں جس نجاست کی مومن سے نفی ہے آ یہ میں اس کا
 ثبوت نہیں پایا جاتا تو تعارض و تناقص ہو تو کیونکر ہو مان البتہ بموجب
 مقلدین کے دو بلاؤں اور آفتون میں سے ایک بلا اور آفت کا وقوع ضرور
 چنانچہ اوپر ہم لکھ آئے دلغم ماقبل سے دائرہ عن تقلید فهو ضلالہ ثم ان
 المقلد فی سبیل الہا ایک ہوسوسہ ہجم اور مقابلہ ان الله لا یغفر ان
 بہ احادیث دائرہ مغفرت کہا صحابہ جو بالیقین پہلے مشرک تھے کیونکہ یہ قہار
 کونچین گے بلکہ مشرک کی مغفرت کی امید ہی منقطع کیجاوگی گو تاب ہو کر
 ولی ہی کیون نہو جاوی اور پھر اس وجہ سے بدنام خیمہ جلالہ شرک کا موجب
 نہیں حضرت آدم علیہ السلام کی مغفرت میں ہی تامل ہوا نالہ الواسو کہ
 آپ ہر جگہ آیات اور احادیث میں دعویٰ تعارض کرتے ہیں اور کسی دلیل سے

تعارض کو ثابت نہیں کرتے دہی بکر اپنے دعوے کو بے دلیل چوڑ دینا کسی
مہٹ دہری کی بات ہے میں دریافت کرتا ہوں کہ اہل حق کا وہ کونسا ہے
ہے جبکہ بموجب یہ شبہ آپکا وارد ہوتا ہے اہل حق تفسیر قرآن کی یا تو خود قرآن
سے ہی کرتے ہیں کہ م تصنیف المصنف نیکو کند بیان یا حدیث سید الانس
والجان کو مفسر اور مبین اوسکا مانتے ہیں اور قول صحابہ و تابعین کو بھی بیان
قرآن جانتی ہیں اور اظہر من الشمس ہے کہ بموجب اس مسلک کی احادیث
اور آیات میں تعارض و تناقض ہرگز ہرگز قیامت تک آپ ثابت نہ کر سکیں گے
ولو کان بضمکم بعض ظہیر کتاب و سنت میں ایسے ایسے دسوس بیاساس
پیدا کر کے مصداق حدیث ذیل کیوں ہوتی ہو عن زبیر قال قال عمر
ہل تفرق ما بینہم الاسلام قلت لا قال یہ مدثرۃ العالم و جلال المناقہ بالکتاب
و حکم الامم المصلین رواہ الدارمی عوام لوگ تو آپکے ایسے ایسے دسوس بیاساس
دیکھ کر آپکی نسبت طرح طرح کے گمان فاسد کرتے ہیں اور خاص کو آپکے ان
سوالات فی محل پریشانی ہی آتی ہے اور افسوس ہی آتا ہے خیر یہ چل
آپکے اس دسوسہ کو بموجب مسلک اہل حق کے دفع کرتا ہوں سنٹی کہ بلا نظر
کتاب و سنت یہ بات ثابت ہے کہ تو جسے جلد معاصی کفر و شرک تک سب
منفور ہو جاتے ہیں قال اللہ تعالیٰ قل لعلین کفر و ان یتہبوا بغیرہم ما قد
و ایضا قال اللہ تعالیٰ ہوا الذی یحیل التوبۃ عن جہادہ و یغفر عن ایسات
والی لغافلین کتاب و جارفی الحدیث الثائب من الذنب کم لا ذنب لہ و ایضا
لو اظہر احکم حنی ملازمین ہما و الارض ثم تاب ثاب اللہ علیہ وغیرہ
من الایات الکثیرہ والا حادیث الثمی لطیل ذکرنا تو بموجب ان آیات اور
احادیث کے جو کافر و مشرک کفر و شرک سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو کر

اور تعلیم آج بھی کہ چھوڑ کر اقتدائی سنت نبی کو اختیار کرے تو پہلا کفر و شرک ہے
 سب مغفور نہ ہو گا دیکھا آگے رہا وہ کافر و شرک جو آخر عمر تک تائب نہیں ہوا
 تو وہ کافر و شرک البتہ مغفور نہ ہو گا اور اس کا شرک ہرگز نہ بخشا جاوے گا سو اسے
 شرک کے حق میں ان اللہ لا یعفر ان لشرک بہ فرمایا ہے اور اہل حق کو
 نزدیک تفصیل عموماً کتاب کے ساتھ خبر واحد کی بھی جائز ہے چہ جائیکہ خود
 نفوس کتاب آہنی مخصوص واقع ہوئی ہوں اب عرض یہ ہے کہ کبار صحابہ
 جو پہلے مشرک تھے آپ کے نزدیک تائب عن شرک تھے یا نہیں بشرق اول
 شرک سابق اور نکاح بعد تو یہ مغفور کیوں نہ ہو گا اور اطلاق لفظ شرک یا کافر کا
 بعد توبہ اور نہ آپ کس قاصد سے کرینگے مینوا تو جبر و اور بشرق ثانی دیکھا
 ہی نہیں ہو گا اندر نصیحت اطلاق لفظ صحابہ کا آپ اور نہ کس طرح کرینگے۔ اگر
 جو ضمیمہ ذمیمہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ (بعد ضم ضمیمہ جلالہ شرکار عجب نہیں کہ
 حضرت آدم کی مغفرت میں ہی تامل ہو) میں پہچان ہوں کہ آپ نے حضرت آدم
 کا شرک کو جسے کلمہ سے ثابت کیا ہے اگر صیغہ ثنیہ جملانے آپ کو اس سے
 میں ڈالا ہے تو پہر صیغہ ضمیر جمع بشرکوں کو آپ کیا کہیں گے گا اور مرجع او کا
 کسکو قرار دینگے گا آدم و حوا کے سوا تیسرا شخص کہا جسے لائیگا جو صیغہ جمع
 صادق آوے اگر ان کی اولاد میں سے تیسرا شخص لوگے تو آپ کا مقابل ہوا
 یہ کہہ سکتا ہے کہ جلالہ شرکار کے معنی جبل اولاد ہا شرکار زمین بطریق مثبت
 مضاف اور اقامت مضاف الیہ کے مقام مضاف کے جو محاورات عربیہ
 میں کثیر الاستعمال ہے تو اس صورت میں شرک حضرت آدم کا کہاں ثابت
 ہوا جو آپ کا دعویٰ ہے اور اگر یہ دوسرے آپ کو اس صیغہ سے پیدا ہوا ہے
 ردی سمرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما ولدت حوا طاب بہا الہام کان لا یعلم

وَلَوْ أَنَّ قُلُوبَنَا تَقْبَلُ مَا أَهْلَكْنَا قُرْآنًا وَلَكِنْ قُلُوبُنَا غُرْبَاءُ
 داورہ رواہ الحاکم وقال صحیح والترغی وقال حسن غریب نوعی ہے کہ اس
 حدیث میں شرک کرنا حضرت آدم کا کہان مذکور ہے یہ تو آپکی طوفان مذکور
 رہی ہے البتہ حضرت حوا کی نسبت یہ مذکور ہے کہ اوہنوں نے فرزند کا نام
 عبدالحارث رکھا پھر یہ گذارش ہے کہ عبدالحارث رکھنا شرک فی العبادۃ کسٹر
 ہوا اسکو ثابت کیجئے تب یہ شرک موجب دخول نار ہوگا البتہ اگر آپ یہ بات
 بہ نقل صحیح ثابت کریں کہ حضرت حوا نے حارث کو اپنا رب اور عبودیت کا کیا
 تھا تب ہی فقط حضرت حوا کا اشراک ثابت ہوگا نہ حضرت آدم کا جو نبی صلی
 علیہ السلام عن الشرک تہی۔ پھر یہ گذارش ہے کہ ہم نے کوئی اقرا نامہ لکھا ہے حکم
 سبب ہجو ضرورت واقع ہو کہ ان آیات کا نزول حضرت آدم اور حوا کی نسبت
 ہی تھا واکرین کیون نہیں جائز کہ یہ آیات سوائی حضرت آدم اور حوا کے
 کسی اور کے حق میں نازل ہوئی ہوں قال فی البیضاوی وکھیل ان کیون
 الخطاب فی خلقکم لال قحشی من قریش فانہم خلقوا من نفس قحشی وکان لہا
 زوج من جنسہا عربیۃ قرشیۃ وطلبوا من اللہ تعالیٰ الولد فاعطاھا اربعۃ
 بنین فسمیاء عبد مناف وعبد تمیس وعبد قحشی وعبد الدار وکیون انصیری
 انکرا واما ولاء عا بہا المقصدین بہا انتہی اور پھر یہ گذارش ہے کہ ہجو کو ضرورت
 ضرورت واقع ہے جو نزول ان آیات کا کسی خاص شخص کی ہی حق میں
 مع جملہ خصوصیات مندرجہ آیات کے مانا جاوے کیونکہ مقامات کثیرہ میں
 پروردگار نے تصویر ایک صورت فرضی کی کر کے صور جزئیہ بفرض بیان حکم
 ارشاد فرمائی ہیں اور تحقیق جملہ خصوصیات ان صور مذکورہ کا مشعر و
 نہیں ہے کہ قال اللہ تعالیٰ کذلک جیہ انتبتہ مع سابل فی کل سنبۃ فائتہ

دیکھو یہاں پیر لازم نہیں کہ جبہ باین صفت موصوف ضروری یا یا جاو بلکہ مقصود
 پروردگار عالم فقط زیادت اجر کی تصویر ہے اگر اتفاقاً کوئی صورت ایسی پائے
 جاوے جس میں کل وہ خصوصیات یا اکثر اوسکے تحقق ہووین تو فیہا وقال
 سن ذالقبیل ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملۃ آمنہ ووضعتہا کرنا الایہ وقال
 تعالیٰ واذاقبل لہم ماذا انزل ربکم قالوا سا طیر الاولین الایہ وقال تعالیٰ
 وقیل للذین اتقوا ماذا انزل ربکم قالوا خیرا وقال تعالیٰ ضرب اللہ مثلاً قریۃ
 کانت امنۃ مطمئنۃ الایہ وغیر ذلک من الایات الکثیرہ چنانچہ بموجب ہاں
 بیان مذکورہ کے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فائدہ ترجمہ میں ارشاد فرماتے
 ہیں این تصویر بہت حال آدمی را کہ نزدیک نقل محل نیت خلاص درست
 و چون فرزند بوجہ و آید از فراموش سازد و در تمیہ اشتراک کند و از بیجا و
 شد کہ شرک در تمیہ نوعیت از شرک چنانکہ اہل زبان ما غلام فلان و عبد فلان
 نام می نہند انتہی پیش بموجب مسلک اہل حق کے آپکا اعتراض ہرگز وارد
 نہیں ہوتا اب میں دریافت کرتا ہوں کہ اس آپکے وسوس کا دفع بطور مذکور
 امام صاحب سے تفسیر آیت میں منقول ہے یا نہیں بشرق اول مضامین جب
 جواب آپ پر واجب تسلیم ہیں ورنہ تقلید ٹوٹ جاوے گی اور بشرق ثانی
 در صورت وجوب تقلید شخصی آیت کی تفسیر و تطبیق مذہب حق سے بغیر نقل
 اقوال امام صاحب کے آپ کیسی کرینگے اندر منصور آپ اپان سی ماتہد جو
 پیشین گے اور مورد اس اپنے اعتراض کے آپہی رہینگے اب اختیار بہت
 مختار ہے چاہئے ایمان سے دست بردار ہو جائے یا نہیں وجوب تقلید سے
 اگر چنے مشورہ لیتے ہو تو بحکم سن اتبلی بہ پیشین غلیظ تر ہو نہا کے وجوب تقلید
 ہی کو جانے دیجئے اور یہ خوب یاد رکھیے کہ اس قسم کے مجتہد رسالات

اور شہادت پیدا کرینگے اپنی تقلید ہی کی راہ میں ہوید کرینگے و نعم با قیل و علم
 کے بر سر شاخ دین می بریدہ خداوندستان نگہ کرد و دیدہ گفت گرانین مرد
 بد میکنند نہ با من کہ با نفس خود میکنند و سوسد ششم اور مقابلہ من قتل
 مؤمنان مقتدا و ان اعدائت کی آپ کا ہیکو سنین گے جن سے لا الہ الا اللہ
 کہنے والوں کی مغفرت نکلتی ہے ازالہ الوسواس ہا لا کام تو یہی ہے کہ
 آیات قرانی کو بھی سنین اور احادیث رسول مقبول سے تسک کرین و انکار
 سے رنج محمود۔ اگر کسی طرح کا قارض بظاہر یہنا معلوم ہو تو توفیق اور توفیق دیکر
 سب اولہ پر حکم اعمال جاری کرین نہ تہا ری طرح حکم الفا و اہمال چنانچہ مسلک
 ہمارا رسالہ مصباح الاولہ اور ملاحظہ دیگر رسائل سے بخوبی فہم و لائح ہو گا اور
 اگر آپ مضافین توفیق بین الاولہ مندرجہ رسائل بسبب قوت حافظہ یا ذہن
 رہی ہوں تو یہاں پر سنلیجے کہ صیفہ من قتل اگرچہ عام ہے قتل اور عہدہ قتل
 لیکن بدلائل کتاب سنت ہماری نزدیک مخصوص ہے ساتھ قتل کے معنی جو مختصر
 مومن کے قتل کو حلال جانکر قتل کرے تو وہ قتل قتل مستحق وعید مذکور کا کفری
 اور وجہ تخصیص یہ ہے کہ تخصیص نام کتاب کی ساتھ خبر واحد کے اہل حق
 نزدیک جائز ہے کما مراراً ارشاد انھوں میں ہے اتفق اہل العلم سلفاً و خلفاً
 علی ان تخصیص العمومات جائز و لم یخالف فی ذلک احد من یقتد بہ و ہو معلوم
 من ہذہ الشریعۃ المطہرۃ حتی قیل انہ لا عام الا و مخصوص لا قولہ والعدیل
 علیم۔ اور پہرہ گنارش ہے کہ جگہ پر تطبیق کرنا قتل کا ساتھ وصف مومن کے
 مشیر اور مشرعی علیہ کو یعنی من قتل مومن لا جمل ایمانہ اور ظاہر ہے کہ قتل کرنا
 مومن کا بوجہ اسکے ایمان کے محض کفر ہے تو یہی قاتل مومن اسوجہ مستحق
 وعید مذکور کا ہوا لیکن آپ اپنی فرمائے اپنے تو اولہ کاملہ میں وہ چال طرز

اختیار کیا ہے جس کے سبب ان کل اپنے اعتراضوں کے مورد خود ہی ہو گئے ہو
 اور حکم اور سوالوں نے فارغ البال کر دیا ہے۔ ۵ عدد شود و سبب غیر خدا خاتم
 پنج خیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است چو جبکہ آپ تخصیص عموم آیہ و اذا قرأ القرآن
 کے ساتھ احادیث صحاح کے جائز نہیں رکھتے تو یہاں پر آپ اس نماز کو کب
 چھوڑینگے اور اول احادیث کو کاسیکو سنیں گے جسے لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو
 منفرت نکلتی ہے حالانکہ آیت و اذا قرأ القرآن کے بعد مخصوص متصل یہی ہو سکا
 موجود ہے یعنی واذکر نے نفسک الایہ اگر اب بھی اس بندہ تعلیق کو توڑ دو
 تو سب ایرادوں کو محفوظ رہو سچ فرمایا شیخ علیہ الرحمۃ نے ۶ از تعلیق اندیشہ سہم
 واجب است کہ تعلیق یا بند ہر طالب ستانہ و سوسہ ہستم اور بمقابلہ آیہ لا یجہ
 فیہ ولا غلۃ ولا شفاعة احادیث شفاعت کس شمار میں ہوگی انزالہ و سوسہ
 اگر مراد آپکی شفاعت ہی شفاعت بلا اذن ہے تو حدیث یونین اسکا ثبوت کیا
 ہے اور محدثین شفاعت بلا اذن کے کب قائل ہیں جو آپ کہتے ہیں کہ احادیث
 شفاعت کس شمار میں ہوگی اور اگر مراد شفاعت بلا اذن ہے تو قرآن
 میں اسکی نفی کہاں ہیں۔ ۷ الامن اذن لہ الرحمن وقال صواباً۔ ۸ من
 غمدہ الاباؤنہ وغیر ذلک من الایات موجود ہیں جو بطور تفسیر و بیان کے واقع
 ہوئی ہیں واسطے آیہ لا یجہ فیہ ولا غلۃ ولا شفاعة کے اور مثل مشہور ہے کہ
 تصنیف راصنف نیکو کند بیان پنجامین اسلزام کے مورد ہم نہیں ہو سکتے
 قصور حاف لا تقربوا الصلوۃ پر عمل کرنا وانتم سکا رکیطن نظر نہ کرنا یہ تو کامل پکا
 ہی ہے محدثین نے تو علم تفسیق و توفیق میں خوب ہی بحث کی ہے جس
 ادنی درجہ کے طالب کتاب سنت کو توفیق و تطبیق میں الادلہ معلوم جانے
 ہے اور منافات ظاہری سب دفع ہو جاتی ہے۔ بموجب قواعد اور اصول

کہیں عام کی تخصیص، اور کہیں مطلق کی تفسیر اور کہیں تعدد و حادثہ پر محمول غیر
 ذلک من التوجیہات اگر شک ہو تو تفسیر اور شرح مصنف اہل حق کا ملاحظہ
 کر لیجئے اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو رسائل مصنف اہل حق جو مسائل مختلف فیہا میں
 ہوئی ہیں دیکھ لیجئے اور یہ بھی میسر نہ ہو تو اسی رسالہ مصباح الاولہ کو مشہوریت
 و انعامی سہ سہائی اور دیکھئے اور باقی مسائل محدثین کو مشقی نمونہ از خوداری
 قیاس کر لیجئے اور اگر انداز صم بکم معنی کا ہی مختار ہے تو پہر بخیر فہم لایرجون
 کے کیا توقع کیا دے خیر انا فتنہ وانا الکبیر رجون و سوسہ ہشتم اور مقابلہ
 کفئی و ثلث و رباع حدیث اخبار سے ازواج مطہرات ساقط الاعتبار ہوں گے
 یا نفوذ باللہ و دشمنان نبوی صلم کو مرتکب کبیرہ شنیعہ و مصر علیہ الکبیرہ او جامع
 بالکبیرہ تصور فرمائی گے ازالہ و سوسہ اہل اسلام میں سوائے آپ کے کو نہ
 فرقہ ہے جو حضرت کے خصوصیات کا قائل نہیں اور ہمارا کو نہ مسلک ایسا
 جس سے یہ الزام ہم پر عاید ہوتا ہے اور یہ افتراء ہوتا ہے ذرا اس حدیث کو خیال
 کر لیا کرو لا تا تو بہ بتیان تفسر نہ بین ایدیکم وارطکم اول تو جو خصوصیات نبی
 علیہ السلام کی احادیث سے ثابت ہیں وہ بھی ہماری نزدیک واجبہ قبول ہیں
 خصوصاً باب النکاح کے خصوصیات وہ تو خود پروردگار عالم نے اپنے کلام پاک
 میں مخصوص کر کے بیان فرمادیئے ہیں حیث قال تعالیٰ و امرأۃ مومنہ ان
 و سبت نفسها غنی لان اراد النبی ان یستکملھا خاصۃ لک من دون المؤمنین
 اگر آپ بھی کچھ شک ہو تو سیاق و سباق آیت کو دیکھ لو ان البتہ بموجب
 آپ کے مسلک کے یا غرض آپ ہی پر وارد ہوتا ہے و تقریر ہذا کتاب النکاح
 میں ہادیہ وغیرہ کے حضرت علیہ السلام کی ازواج سے مطہرات کے واسطے
 امام ابو حنیفہ صاحب فی کہن جواز نقل نہیں کیا اگے ہی کتاب سنت سوادیکر

عمل کرنا ہوتے ہدایہ کے جائز نہیں تو بالضرور حدیث اخبار سے ازواج مطہرات
 اپنے نزدیک ساقط الاعتبار ہونگے خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوے کہ خفیہ و کفر
 نزدیک سائر مومنین کا نکاح بصیغہ مہر ہی منعقد ہو جاتا ہے حالانکہ عند اہل کفر
 مخصوصات بنی علیہ السلام سے ہے تو جیسے انفاق و نکاح بلفظ مہر عند خفیہ
 مخصوصات حضرت سے فرما حالانکہ خالصہ تک سن دون المومنین صریح اور پھر
 ہے تو ترجیح ازواج تسعد کی تجویز نسبت بنی علیہ السلام کے جو ہدایہ وغیرہ میں عام
 اور صیغہ صاحب کہین منقول نہیں آپ کب تسلیم کریں گے اور لغو ذائد و ثمان
 نہوی معلوم کو مرکب کبیرہ شنیعہ و مصر علی الکبیرہ اور جاہر بالکبیرہ تصور فرماؤ گے
 و تعالیٰ شانہ بنی المعصوم عن ذلک کلمہ و تسوسہ ہم اور مقابلہ یوسفیم اسد
 حدیث سخن معاشر الانبیاء لا نورث مثل شیخ دیوار سے ماری جاوگی ازالہ و
 اس سوال سے اگر یہ غرض ہے کہ آیت یوسفیم اللہ نفس صریح قطعی الدلالہ قطع
 الثبوت ہے اور حدیث سخن معاشر الانبیاء اگرچہ نفس صریح قطعی الدلالہ ہے لیکن
 قطع الثبوت نہیں بلکہ ظنی الثبوت ہے تو بموجب مسلک شہاب مولانا شمس
 آیت مذکورہ حدیث مسطورہ پر مقدم رہیگی بسبب قطعی الثبوت ہونگی اور حدیث
 ساقط الاعتبار ہوگی بسبب ظنی الثبوت ہونیکے اور ظن غالب میں جاننا ہوتا ہے
 کہ ان سوالات کے کر نیسے اچکی یہی خبر من ہے سو گزاریں شدت و عین
 یہ ہے کہ وقت تعارض کے ترجیح اور تقدم نفس صریح قطعی الدلالہ کے اور مقابلہ
 و معارض و یکیکے یعنی اوس میں یہ پر ہونص صریح قطع الدلالہ نہیں مسلم ہے
 اہل حق کا مسلک یہی ہے جس بنا پر سوالات عشرہ کے مکمل ہیں کہ یہ مکمل
 مخالفین نفس صریح قطع الدلالہ صحیح متفق ہیں کہ یہ مکمل ہے خلاف جواب
 موافق کے چنانچہ تحقیقات ماسبق سے واضح ہیں کہ اس کے یہی ترجیح اور

تقدیم بحث قطعی الثبوت کے ملے الاطلاق اور بطور کلیتہ کے اور محبت قطعی الثبوت کے
 کے سو معرض بحث میں ہی ہماری نزدیک کلیتہ او سکی ثابت نہیں کیونکہ جابر
 ہے کہ محبت قطعی الثبوت اور ضرر واحد قطعی الثبوت میں تطبیق و توفیق کیجاو
 توضیح میں ہے ہمال الدلیلین واجب ما امكن فعل کل واحد فی سورہ الا ان
 لا یکن ہماری نزدیک توجہ طرح کتاب السنو واجب اہل ہے حدیث رسول شہداء
 واجب اہل ہے امتیعا ما انزل علیکم من رحمہ جیسے کتاب کو شامل ہے سبب
 عموم اپنے کے سنت کو ہی شامل ہے واما تکم الرسول مخذوہ کتاب سنت
 دو نو کو عام ہے اور مخصوص کو ہی موجود نہیں اودیت القرآن و مشکوٰۃ خود خبر
 علیہ السلام نے فرمایا ہے تو قطعی الثبوت ہو ہی آیت یوحیکم اللہ کو باوجودیکہ
 قطعی الدلائل ہے انبیاء کے حق میں واجب اہل ٹھہرانا اور حدیث سخن حاشا لانیہ
 کو سبب قطعی الثبوت ہونیکے باوجودیکہ قطعی الدلائل ہے یا محبت باعتبارے
 ساقط کرنا یہ آپکا ہی مسلک ہی ہمارا نہیں چنانچہ قرارت فاتحہ خلف الامامین
 آپ فی ہی مسلک برتا ہے اور دیگر جہاں مفاہونہ واسطے رد کرنے حدیث
 و سنت کے علم اصول میں ایسی ہی بعضے قاعدہ اور اصول سلیجے میں
 دہائے ہیں اگر آپکو وہ یاد نہ ہے ہونگے اور مجھے دریافت فرمائیگے تو
 شتی نمونہ از غرہاری انہیں کتابوشی جو مدرسہ دیوبند میں پڑھائی جاتی ہیں
 ثابت کر دو گنا اثبات اللہ تعالیٰ بالجملہ مورد اس اعتراض کے تم ہی ہونہ ہم
 یاد رکھو جبکہ اعتراض اہل حق پر کر دے خود آپ ہی اونکی مورد بنو گے صدق اللہ
 تعالیٰ بخیرین سید ہم دایہ الامین و سوسہ دہم اہل تعالیٰ
 انرا یشہ و انرا انرا کہ کیا شنائی ہوگی انرا و سوسہ صدق قل
 انزل و ہرگز نہیں کہ کرنا احادیث کا مثل رو فیض کے آپ ہی کا

چال چلن ہے اپنی اولہ کاملہ کو ہی اگر نظر انصاف نظر ثانی فرماو گے تو گذشتہ
 اجعفری رتبہ پاؤ گے بل الانسان علی نفسه بصيرة ولو انتی معاذیرہ ناظر
 منصف سے طلب انصاف و دلہ ہے کہ حضرت قاسم معلوم نے بتجاہد اکتفا کر
 فاسد کے سوال تاسع کے جواب میں نہ آیت الزانیۃ والرائی کی شنوائی کی
 ہے اور نہ حدیث رحم کی شنوائی اور سماعت فرامی و طی محرمات اہلیہ کو حد زنا
 خارج کر ہی دیا حالانکہ تعریف زنا کی یہی ہے ایلا ج فیج فی نفع شہی طبعاً محرم
 قطعاً جو طی محرمات کو ہی شامل ہے لیکن حضرت قاسم معلوم نے بتجاہد
 کتاب و سنت کے یہی فرمایا کہ علت فاعلہ موجود علت قابلہ موجود نہ رہی ممکن
 بہر نکل نہ ہو سکنے کے کیا معنی علت فاعلہ کا ثبوت تو اس سے زیادہ کیا کہ مر
 قادر علی الجماع ہے اور علت قابلہ کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو گا کہ
 جوہر محل پیداوار مرد و نہین جو اس توقع کی گنجائش نہ ہو غرض جو باتیں اور
 سے تصور میں یا اور مرد و نہین سے تصور میں وہی باتیں مرد و نہین سے محرم
 سے تصور اور ظاہر ہے کہ اصل مقصود نکاح جو جلالت شاکر محرم کلم اولاد
 ایزوجہ کہ اتنی ہی بات پر موقوف ہے محرم سے ہی متوقع انتہی از صفحہ ۱۲
 اولہ کاملہ و نفوذ باندہ من ذالقول مثل البول ایسے قیاس فاسد کے متعلق نہ
 کتاب و سنت کو بالائی طاق رکھ دینا یہی کا کام ہے ۔ انکار راز تو ایہ مرد و
 چنین کنندہ اور ہم تو در میان اس آیت اور حدیث رحم کے یوں ہی تطبیق
 کر بیگے کہ انہا مخصوص غیبر الرحم فان قبل فیلزم تخصیص القرآن بغیر الواحد قلنا
 بل غیبر المتواتر لانه منقول بالتواتر کما ثبت فی محلہ و ایضاً فقہ میں فی سوال
 ان تخصیص القرآن بغیر الواحد ایضاً جائز ۔ اگر آپ ہی تقلید شخصی کو ترک فرماؤ
 تو اس سرشتگی اور گمراہی سے نجات پاؤں و باعلینا الا البلاغ و نعم ما قبل

عبادت بہ تقلید گراہی است بہ خنک رہو ویرا کہ آگاہی است بہ وسو یا زہم
 اور بقا بل فلیس علیکم جناح ان نقصہ من الصلوۃ ان ختم ان یفتنکم الذین کفر
 اوس معیت کو آپ کیا سمجھیں گے جس سے بحالت امن بنی میں باوجود عجب کثیر
 نقار رسول اللہ صلعم کا قصر کرنا ثابت ہے ازالہ وسوسہ اولاً اکیویہ بات ثابت
 کہ یعنی ضرورتی عند الحدیث کہ کھانا شرطیہ مفید ہے اس امر کو کہ وقت عدم
 شرط کے عدم مشروط بھی لازم ہے اور ہم تو اس امر کو منع کرتے ہیں اور کہہ دیتے
 کہ کھانا ختم نقطہ اس بات کو مقتضی ہے کہ وقت حصول خوف کی خصیت
 قصر جائز ہے اور اس بات کو مقتضی نہیں کہ وقت عدم خوف کے خصیت قصر جائز
 نہو اندر ضرورت آیت مذکورہ بیان حکم حالت امن سی حالت رہے نہ نفی کرتی
 ہے نہ اثبات اور حالت امن میں خصیت کا اثبات خبر واحد سے ہے تو خبر
 واحد نے اثبات اس امر کا کیا جس سے قرآن شریف نہ اکت ہے پس شرط
 صورت کیا قباحتم بینو اور تفسیر حالت خوف کے ساتھ جو فرامی وہ باعتبار
 غالب اسفار نبی علیہ السلام کے ہے کیونکہ اکثر ہمار نبی علیہ السلام کے خوف
 عدوسی غالی نہ تھی تو باعتبار غفلت اور اکثر کے اللہ تعالیٰ فی اس شرط کا ذکر
 فرمایا ہے اور پیر گ گذارش ہے کہ نسبت قصر کے چھنے یہ کہا قرار نامہ کہہ آیا
 کہ مراد اس سے وہی ہو جو آپ کے ذہن غالبین اسی ہو کیونکہ نہیں جائز کہ مراد
 قصر سے یہ ہو کہ بعض رکوع اور سجود کے ایسا اور اشارہ ہی کافی ہے اور ظاہر
 کہ صلوۃ کذا فیہ وقت شدت خوف کی ہی مخصوص ہے پس قاضی کہہ رہے
 البتہ حضرات ہنای نے ہجہ خلاف کتاب وسنت وہم خلاف قیاس کیا ہے
 وہ یکہ عند الاخاف قصر کرنا واجب ہے اگر مسافر قصر نہ کیا تو اثم اور عاصی ہو
 حالانکہ یہ یعنی قول بالوجوب خلاف کتاب وسنت وہم خلاف قیاس ہے

اہا کتاب بقولہ تھانے لاجناح علیکم ان تقصروا من الصلوۃ مشعر عدم الوجوب
 فخذہ لانیقال لاجناح علیکم فی اداء الصلوۃ الواجبۃ بل نہ لفظ انما نہ کرنی رفع کلمہ
 بذلک لشیء فاما ایجابہ علی یقینین غیر متعل فیہ الا نادراً و مجازاً و لا یصار الیہ
 بغير ضرورۃ و اما اسنہ ماروی عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت عہرت مع
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المذنبۃ الی مکہ فلما قدمت مکہ قلت یا رسول
 اللہ انت و امی قصرت و اتیمت و صمت و اقطرت فقال حسنت یا عائشہ
 و ما غاب علی و کان عثمان یتیم و یقصر و ما ظہر انکار من اصحابہ علیہ و غیر ذلک
 من الاحادیث و اما القیاس پس ظاہر ہے کہ تمام خص شرعیہ علی سبیل التیجہ
 مشروع ہوئی ہیں نہ علی سبیل یقینین جزا و وجوب فکذا ہینا۔ اب میں سرور
 انہیں دس گیا و سوا الوہیر جو آپ کے مسلک اور مذہب کے بموجب آپ ہی پر
 وارد ہوتی ہیں ادبیہ کئی شجرہ تقلید کی کرتے ہیں اکثفا کرتا ہوں تاکہ اکثر
 بالشرع و جاوی اور لدینا مزید کی دہکی اور بڑہ جاوی آپ اور کچھ رقم فرماؤ گے
 تو ہم بھی اوسکو آپ ہی پر لوٹاؤ گے بحکم آنکہ یہ اینہان کو ہست فعل یا نلایہ
 بازمی آید نہ مارا صداہ اور اوسکو آپ کی تقلید کی خدمت گذاری کے لئے
 بطور نذر پیش لاؤ گے و السلام علی من اتبع خیر الہدی ہدی محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم و ترک شر الامور محمد ثابہا و ہو لتقلید الذی مثل اہم و آخر دعوانا
 ان الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحابہ اجمعین
 تم باخیر اب انکے ضمیمہ ذمیمہ کا بھی جواب باصواب خواب و غروش سے بیل
 موکر سنبھے اور اوسکو تہیہ واسطے وضع اپنے مرض تقلید ذمیمہ کے تصور مجھ کو
 ۵ گوش و غیر فروش دیگر گوش خرد کین سخن را در نیاید گوش خرد
 تہیہ کریمہ و افع ضمیمہ ذمیمہ لقلب عبارت فحیمہ

حضرت سلامت اس منیمہ نمبر ثالث کے ملاحظہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک
 حکم انجام ہوا ہے کہ تسلیم کرنی تو عدول فقہ سے جسکی توضیح تلامذہ وغیرہ میں ہے
 ہمارے متبادلین آپ انکار کرنے لگے اور نیز قبول کرنے اصول مسلمہ و یقین سے
 جتنا انتخاب شرح غنجدہ وغیرہ میں ہے آپ دست بردار ہو گئے آپ فی سوج یا
 کر ان الزامات سے بچنے کی تدبیر سوا اسکی اور کچھ بھی نظر نہیں آتی ہی تھا
 کی اڑیجئے حضرت من سہلح سپکا ڈال دیا آپکی شجاعت قاضی سے بہت بعد
 ہے ایسا نہ کوئی یون کہے سے دلکی دلہی میں ہی بات نہونے پائی نہ آپ
 بھی اوس حرکات نہونے پائی نہ ابھی تک تو نہونے آپکی اصول موضوعہ پر
 کوئی اعتراض نہیں کیا جو پہلے سے پہلے توضیح کی اصول سے دست بردار ہونے
 لگے حکم تکہ آب نادیدہ موزہ از پاکشیدہ اور ایسی لافذی اختیار کرنے لگو
 کہ شروع غنجدہ کو بھی پس پشت ڈالنے لگے اس زیادتی کا دباں فرمایئے
 سکی گردن پر را اتنی بات پرشتا تو نسی داسن چوڑا نا چاہیئے ہم تو اصول
 توضیح پر ابھی کچھ اعتراض نہیں کرتے ہو اگر کسی نے کسی اصل کو ادھکی اصول
 میں سے غانا تو بسبب مخالفت کتاب و سنت کے غانا ہو گا تسبیحی آپکی
 خاطر ہمارے قول ہے کہ جس کسی نے یہ کیا ابھی فضول کیا پر یہ تو فواید
 حضور سے سند کا طلب کرنا کیون چاہیئے اگر آپ صدور سند و شہادہ میں تعلیل
 شخصی کے قابل ہیں تو طلب سند کیون بجا ہی نہیں تو آپکو لاندہب بننا
 چڑھیا اور اگر شل خفا را میں کے اخفا مذہب ہی مقصود ہے تو مان بجا ہے
 ہی پر یہ مذہب قول و مان کا نام ہے جہاں اخفا مقصود ہو جہاں تو جہاں
 ادل کا ملہ اور شہادہ را جہاں بحق مقصود ہے اور ہم تو جہاں مانگتے ہیں بعض
 مسائل حنفیہ کی سند مانگتے ہیں جکھے آپ واجب اصل ہونیکے میں ہیں

اسکے مانع اور یہ وہ باطنی جبکی بروی عقل آپ ذمہ کش بہن مملوہ برین انکو
 قرار دینین وعدہ ہی موجود ہے کہ روایات کا اثبات بتائی دیتا ہوں غیر
 ذلک من الموحید العزوب لے کانت مواعید عزوب بہا بشک و ما موحیدہ
 الا باطیل و مگر ان آپ فی یہ بیڈ سب سائی کہ (نخبہ اور توضیح کی تقلید کی
 نسبت ہمارا کونسا اثر (زامہ موجود ہے) با این ہمہ ہکو اس سے بھی سرکار
 نہیں کہ آپ توضیح وغیرہ کو ماننیے یا ماننیے پر سند مسائل جو آپ کے نزدیک
 واجب العمل ہیں بروی انصاف آپ پر واجب الادا ہے مگر آپ کی مثال
 سے یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید آپ اور کوئی بیٹی کہا میں اور یہ پیام و سلام
 جائیں کیونکہ بیان پر آپ کو مہول فتنہ سے ہی بیزاری ہو گئی اور مہول حدیث
 سے بھی دست برداری نہ شروع نخبہ کو تسلیم کرتے ہوئے توضیح و تلویح کو اسلئے
 حسرت آئندہ کے لئے بطور مثل بیگی یہ شعر پڑھے دیتا ہوں لے عاشق ہوئے
 بین بار کے ہم کس امید پرہ جزا و نارسا کوئی سامان ہی نہیں و باقی ایک ہی یہ
 تدبیر کہ گفتگو کرو گھا تو پردہ محمودین ہی بیٹہ کر کر و گھا خدا جانے کس بنا پر ہے
 شاید آپ فی اس شہرت غیر مقبول پر جبکا سبب زہ خشک ہے وہو کہا کہا یا اور نہ
 یہ تو آپ ہی جانتے ہوئے کہ کتاب بنی بین جو باعث کمال علمی ہے آپ
 مشہور نہیں اور اکثر مسائل اپنے قیاس فی اساس سی مثل شعرائی نازک خیال
 خیال سے گہر دیتی ہیں پہر آپ کو اس حجاب و نقاب سی کیا مطلب کو عبادت
 تو اگر حجاب میں ہی ہو قبلہ مشاہیر علما کو تو بہ سبب ایک ہی اس قلت نظر کے
 کہ کتاب پر گفتگو کر نہیں مار ہونا لازم ہے اور اغلب ہمیں وجہ مولانا مشہور نے
 آپ کے جواب اور کلام میں تاخیر کی ہے اب تو آپ ہم ہی جیسو پرفتحت فرمائیے
 اور کچھ ہنرمند تو دکھائیے اور بھی کچھ نہیں تو جاری سب باتوں کا جواب دیجئے

اور یہی ارشاد کیجئے کہ یہ صورت کذا ہی نماز کی جہین نہ رفع یدین ہو اور نماز پڑھ کر
جہر بالتامین اور نہ وضع یدین علی الصدر اور نہ قراءت فاتحہ خلف الامام غیر
ذلک من الامور لم یسنو نہ کوئی حدیث پیچھ یا آیت سے ثابت ہے آپ اس
امر ضرور کیے اثبات سی فارغ ہو لین گے تو پھر ہم اور کچھ پوچھیں گے و السلام
علی من اتبع خیر الہدی ہدی محمد سے السلام علیہ وسلم و ترک بشر الامور محمد ما تھا ہو
التعلیل الذی مثل انہم فقط

خلاصۃ الانظار فی تلمذیب الاطہار

۱۴۸

انی وجہت وہی للذی فطر السموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین - اما بعد
بند و ضعیف و نحیف محمد حنیف پیر جی خدا بخش صاحب سلمہ السلام الہامی ساکن
عمدۃ البلاء و نجیب آباد دار و حال دیر و دون ہدی السلام علیہا الی الطریق لم یسنو
بخدمت اہل علم و دوی الانصاف دور از اعتساف گذارش کرتا ہے کہ اشتہار
مسائل عشر کے جواب میں او لا تو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مدظلہ نے ایک
رسالہ بحجاب اہم محمد حسن دیوبندی تالیف فرمایا اور شامی جواب دہی میں
کہیں وجوب اتباع قرآن اور اقتداءی سنت نبی الامس و الحان کی شکر ہو
اور کہیں ہماری ضد میں پیشاب کا پاک ہونا تجویز فرمائی مگر اور کہیں باوجود
اقرار بے اصل ہونے مسئلہ کے اثبات نے ثبات اوسکا کرنے لگے جو مستند
از خانہ ملکوت ہی اور صفحہ ۲۸ میں طبع طرکے بہتان اور اقترا اہل حق کے
ذمہ لگانے پرستند ہوئے اور کہیں جواب نفاذ قضایں محض خیالی مضامین
خیس مثل دبیر و انیس کے گہرنے لگے اور کہیں پراوٹی طلبی میل
مولانا شہر سے فرمائی اور کہیں پر خند آیات اور احادیث میں نزول اپنی توت
تخیلہ اور طاقت و اہمہ کے تعارض و تناقص و رسیان آیات اور احادیث کو

ثابت کیا غصہ اس کشمکش میں پڑ کر ہر جگہ اپنی اوقات کا خون کرتے رہے اور جو
 ارتکاب ایسے فعل کبیرہ کے مطلب کی بات ایک نہ کہی اور کسی جگہ اپنے وعدہ کا
 ایفا نہ فرمایا جو بعض دفعہ سطر اول کی بات اور پھر اس پر نام رسالہ کا کہیں اولہ کاملہ
 اور کہیں اظہار الحق تجویز فرمایا اب اہل انصاف دور از اعتساب مور مذکورۃ
 کا ملاحظہ فرماویں جو کل رسالہ کا منتخب ہے اور انصاف سے ارشاد کریں کہ کسی ایک
 سوال کا جواب بھی اوس سے نکل سکتا ہے کلاً بلکہ محض بی تعلق باتیں بصلہ
 شعر مشہورین قال اشاعرہ لوگوں کے مجنون کو کسی چیز پر ڈھونڈنا بد شیرین
 کی یہ فرمایا تھی کلمتہ میں سب سے اب جو مولوی صاحب مدظلہ کے سجاد نشین
 انصاف علم و یقین یعنی حضرت خیر خواہ مسلمین ناصر الدین حکیم انکہ اگر بد نظریہ
 پس تمام کند اپنی تقادیر کے جو اہر زو اہر کو معرض اظہار میں لا کر گوسہرا فشانے
 فرماتے ہیں جس کا خلاصہ ہے جواب اول یہ اشتہار وسطی اغوا اور تضلیل
 عوام کا لانعام کے شائع کیا ہے جواب ثانی مولوی صاحب مشہر کو احادیث
 صحاح ستہ کی خبر نہیں جواب ثالث مسائل خلاف وضہ انکی کو آپ ہی طرح
 ثابت فرمادیجئے جواب رابع مسئلہ تین طلاق کو جو ایک طہر میں دی گئی ہو
 ایک طلاق پھر ان ثابت کردیجئے اور سورہ پیا انعام لیجئے جواب خامس
 ایک حکایت پر از سخایت دور از کاروبی میل شعر جواز و عدم جواز زنا و دیگر
 نقل فرمائیے جواب سادس مشہر کو اس اشتہار سے اپنی تشہیر مقصود ہے
 جواب سابع انشائی تقریر میں فرماتے ہیں کہ انکی جواب میں اس بقدر کافی
 ہے یہ دفع ذیل ہوا سوال مقدم کا جواب ثامن آخر میں ارشاد فرماتے
 نسبت جو ابہامی مذکورہ کے کہ واسطے اطلاع عوام اہل سلام کے عمل جواب اشتہار
 تحریر ہوا یعنی اولہ کاملہ تحریر ہوا ہے واسطے خواص اہل سلام کہ جواب تاسع

۱۴۹.

۱۴۹
 سوال نمبر ۱۴۹
 درود کا جواب
 اشتہار کا جواب
 ایک جواب

ایسے مولوی صاحب تہر کی محبت سے علوم کو چاہیے کہ احقر از کرین اور اولیٰ
 قول و فعل پر اعتماد کرین جو ابی شرا ارشاد ہوتا ہے نسبت انہیں جواب دہی
 نہ کرہ بالاکے کہنا علیہا الا البلاغ المبین۔ اقول زمانہ دورانا الیہ را جوں
 وزیر جین شہر یا چنان بد جہان چون نگیر و قراری چنان بد صاحبو یہ ذکر
 جواب میں استہارہ دین مسائل کے جو سہمی بہ بلاغ مبین میں بجانب حضرت خیر
 مسلمین نامہ الدین خلیفہ و سجادہ نشین بہلوی حضرت قاسم معلوم صاحب علم
 و یقین پہلے تو ملاحظہ اولہ کاملہ کا فرماؤ جو طرح طرح کے ممنون اور اسراروں سے
 مملو اور شگون ہے اور ہر اس ظہار کے جواب کا تماشہ دیکھو کہ کیسے کیسے خواہر
 زو اس نضاح کا مضمون ہے اور بعد ملاحظہ دونوں کے جواب مسائل عشر کا
 دونوں ہی نکال لوگ کافی معاف ہے پہلے تو رد غن گل بنہیں کے اٹھ لیسے نکال
 پھر دو اجتنبی ہے کل بنہیں کے اٹھ لیسے نکال بد اور غور تو کر دے کہ حضرت خیر خواہ
 مسلمین بجانب حضرت قاسم معلوم کیسا کچھ اعتماد رکھتے ہیں سے غنی بیکر لکھے
 معشوق و عاشق دیدنی دارد بد نگاہ بر پر طوطی و برگ مشکدارم بد اور جو
 انداز جوابی اور طرز مناظرہ حضرت قاسم معلوم کا تھا حضرت خیر خواہ مسلمین
 نے اسکو کیسا بنا ہا ہے و نعم ما قیل سے بسیار دیدہ ام کہ یکے را دو کر و تفرق
 شمشیر عشق بین کہ دو کس لکھے کند بد میں ہی اسل ظہار کا جواب ترکی تیز کر
 لکھہ سکتا تھا حکم آنکہ لا الہ الا باللہ علیہ فہم فہل فوق جبل ایجا ہلینا بد لکھن
 اس میں جذبہ حکما نقصان تصور کرتا ہوں ایک تو تفتیح اوقات ہوگی اور دوسرے
 بسبب درازگی کتاب کے زر طبع بڑھایا دیکھا اور تیسرے حالات طبع سامعین
 کا بھی اندیشہ ہے اور ناظرین اہل انصاف و توق میں مظہر خیر خواہ مسلمین کے
 خود بخود وہی یہ شعرا و فرما دیو شیکے سے زبان لاف روا کیکن ناقص مکمل لازم

کند و بر خاک مالہ پیشانی بستہ بالا مزاج اور سلسلہ تین طلاق کی تحقیق جسکو
منظور نہ ہو وہ اغاثۃ اللہ فان کا ملاحظہ فرمایا سو کہ یہ تقریر مختصر اور اسکی تشریح
کی تحمل نہیں ہو سکتی اور اگر حضرت مظہر حسب الوعدہ سورہ یہ سرکار میں
جمع فرمادیں تو اسکا بھی کچھ مضامین نہیں ہم اسکی توضیح کر کے بھی اور
سورہ یہ سے چھپوا سکتے ہیں لیکن مخاطب صحیح درکار ہے ورنہ یہ شعر تو
مشہور ہی ہے جو استعداد نبود کا راز عجز نکشاید یہ سچا کے تواند
کرد و روشن چشم موزان راہ تمت بالخیر

ہذا ما اقصیٰ بہ الفوائد فی جواب الانظار بتوفیق امیر الملک انصار و لوشنالا
الحق کل الانتصار و فیما ذکرنا کفایت لاولی الابصار و امیر الہادی الی سبیل الحق
و الصراط المستقیم و انہ ہوا الخیر الرحیم و الصلوٰۃ و السلام علی نبیہ الکریم -

تقریر منجانب لانا و بفضل لانا حاضر محمد و مناسک محمد عبد اللہ مصنف
۱۵۱

الحمد للرب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین و علی آلہ و صحابہ
و اتباعہ معین اما بعد فقیر محمد عبد اللہ امیر ایک مدت سے بعد ملاحظہ تحفہ
کے اشتیاق زیارت جناب مولانا سید محمد حسن صاحب مدظلہ العالی مدی الاہام
والایالی مصنف رسالہ مذکور کا بہت رکھتا تھا اب آخر ماہ ذیقعد ۱۳۸۶ ہجری
میں بقصد زیارت جناب ممدوح اور بعض دیگر احباب کے دیرہ میں پہنچا اور
دہان سے واسطے استفادہ بعض مسائل کے رسالہ و سیر ایزاد و دیگر
میں اگر تین روز مولانا ممدوح کی خدمت بابرکت میں رہا اس عہد میں
باوجود مشغلہ امور دیگر کے مولانا صاحب ممدوح نے رسالہ مصباح الاول
لرفع الادلہ الاولہ جو جواب میں ادلہ کا طبع کے تحریر فرمایا ہے مجھے بہت

مجھ کو سنایا اور اکثر مقامات اور اسکے مین نے غور کے ساتھ سننے تو اس
 فقیر نے اس رسالہ کو کلام محقق اور مدلل اور مطابق عقائد اہل سنت
 اور موافق مذہب سلف صالح کے پایا اور جامع بہت مضامین اور اکثر
 ضروریہ کا اگرچہ اس کے بعض مقام میں مثل مولف رسالہ اولہ کاملہ کے کلام
 شجاعانہ اور ظرافت آمیز فرمایا ہے ہر چند کہ یہ امور اولہ اربعہ شریعیہ میں داخل
 نہیں ہیں لیکن بیشک موقع فی نفوس ہوتے ہیں چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ
 نے فرمایا ہے ۵ بہ پرویزن معرفت بخیتہ بہ بشہ ظرافت در آئینہ بہ مین
 بے تکلف اور بلا مبالغہ اس رسالہ کی تقریط میں لکھتا ہوں کہ اگر ناظرین
 انصاف پسند بلکہ خود جناب مولف اولہ کاملہ ہی اس رسالہ کو نظر انصاف
 اور غور و تامل کے بلا تعصب اور جانب داری اور با پس سخن اور نقصانیت اور
 تقلید فاسد کے اس کو ملاحظہ فرماویں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو کلام حق
 اور مدلل اور خالی از افراط و تفریط و غلو و جامع مضامین و مسائل مفیدہ
 پاویں گے اور اس سے بہت منفعت اوٹھاویں گے اور اسکے جواب کی لکھنے
 میں بیابا کا نہ قلم نہ اوٹھاویں گے واللہ اعلم بالصواب۔ فقیر محمد عبد اللہ عفو عنہ

۱۵۲

تقریط ثانی بزبان عربی از طرف مولانا محمد نجیب اللہ صاحب کنج پورہ

اللہ اللہ ما نور ذلک المصباح بل وما اضواء ذلک المصباح بہ سنوہ بانوار الایات
 اضواء الاحادیث المصلح سمعت اکثر ما من المصنف العالم بجمع اللغات بہ فوجہ
 رافعة للشکوک و الشبهات بہ اقسام باللہ ان ہذا کتاب انیق بہ و نظم رشیق بہ
 یہ عوکل اناب الی صراط مستقیم و ذلک بفضل اللہ تعظیم و لکن الذین یجوا
 فی التقليد انما سجد عن ہر طرف انما یسجدون و فی طغیانہم یعمیون و فلیکم یا اہل اللہ

۹۰
 تقریط ثانی
 از طرف مولانا محمد نجیب اللہ صاحب کنج پورہ

بناجنت بذالکتاب و قرائتہ عند ذوی الالبصار لانہا خزینۃ الاسرار للابرار
 و موجب اسف للعاوین و الاشرار و ما نقل لمجیب الحقیق فیہ من کتب
 الحدیث بشریف غیر ما فہو عین حق حقیق بان یقید اننا ظرون و ما
 رآہ من اقوال القاسمیۃ الہی کسر اب بقیعۃ الحق بان ترد و لا یفتقر
 بہا العالمون و من جنح ہذا الی اقادیل القاسمیۃ بالعدوان و الحق
 فی مواقف النحری و الخذلان و ربنا لا ترغ قلوبنا بعد از ہر تینا و ہب لنا
 لکن لذلک رحمۃ انک انت الوہاب و اللہ اعلم بالصواب -

حررہ فقیر محمد نجیب خان غفر اللہ عنہ فی عشرۃ الثالثہ من شہر رمضان ۱۲۸۸ھ

تقریط و تالیف طبع ہر سہ از جودت طبع مولانا مولو
 قاری محمد غلام اکبر خان صاحب تخلص مسلم سلمہ بہت

۱۵۳

زلاف حمد و ثناء اولست بر خاک ادب خفتن و

سجود میتوان کروں درود میتوان گفتن و

ارباب خبرت و اصحاب بصیرت پر مخفی نہ ہے کہ جناب فضیلت مآب
 جامع معقول و منقول سر غفار علما رفحول زبہ الحدیثین قدوۃ المحققین علامہ
 الشہیر فخر المشاہیر و حید زمان فرید دوران فہامہ زمن مولانا مولوی
 محمد حسن صاحب مدظلہم کی یہ کتاب مستطاب کہ مولوی محمد قاسم صاحب

کے رسالہ اولہ کا مکملہ کا جواب ہے۔ الحق نہایت جواب باصواب ہے۔ جواب
 دندان شکن جو مشہور ہے اگر کوئی پوچھے کسی کہتی ہیں۔ تو ہر شخص ہر
 بے دہرک صاف کہہ سکتا ہے کہ اسی کہتے ہیں۔ اس کتاب کا جواب
 اولہ کا مکملہ ہے حقیقت ہونا ثابت کرو کہ آیا محض بے ادبیا کردیا نظر

نظر کی نظر سی گرایا۔ اللہ مولوی محمد قاسم صاحب جیسا عالم مشہور عام
 اور بی بیچ کلام۔ ثابت ہوا کہ حضرت کا نام ہی نام ہے۔ اور کچھ بھی
 نہیں مفت کا غوغائے عوام ہے۔ اچھا اولہ کاملہ لکھا حسین بلذریعہ
 سنن سازی چالاکی دھوکہ بازی کے سوائے کوئی کام کی بات نہیں۔
 سبکی سب بیہودہ کوئی کوئی فقرہ بھی ایسا نہیں جو مخرخرف و خرافات ہنر
 ایک تکبندی ہی لائینی۔ مجاہدین کیسی ٹہری فضول بی معنی واہجی واہجہ
 میان دو ایمن نے حضرت کو بنایا ہے۔ پیران نمی پند مریدان نمی
 بے پروئی کہا لئے کہاں تک اوڑا یا ہے۔ کیا خوب مفت کی لہنی پور
 پہلا سوالات عشرہ دیکھو اور اولہ کاملہ کہاں وہ فاضلہ پنجہ سوالات
 اور کہاں صاحب اولہ کاملہ کے ٹوٹے پوٹے کچے جوابات۔ چرب باہر
 اور ہوتی ہے اور حق بیانی اور۔ کیون اب کیسے خاکے اڑے دے لیتے
 دینے پڑے۔ اور جواب اہل حق لکھو۔ مزا چکھو۔ اب جو کوئی مصباح
 کو دیکھے گا اور انصاف کو کام فرمائے گا وہ اولہ کاملہ کی مخرخفات پر قہقہہ
 لگائیگا۔ واہ جناب مولانا محمد حسین صاحب خوب ہی شرفا وغربا اہل من ساز
 کا نقارہ بجایا۔ مستعجب متلو و نگو بہکایا۔ کہ کسی کو فضول کہنے اور سوال
 سوال کر نیکیے سوار سوالات عشرہ کا جواب شافی میسر نہ آیا۔ جسی جواب
 دینی کی ٹہرائی۔ لائینی بکا سوال پر سوال کر کے چہرہ کی کہانی۔ اب تو وہ
 مقلدین جو انصاف پسندین حق کا حق ہونا پہچان گئے ہونگے۔ اس سر کر
 سوال جو امین اہل حق کی تمثیل تحقیق کا لوازمان گئے ہونگے۔ اب چلیے
 کہ ہر کوئی مصباح الاولہ کو مطالعہ فرمائی۔ کہ تا اولہ کاملہ کی اتر کا لطف
 اوٹھائی۔ سجان اللہ اس سالہ کو اگر ہدایت کا مقالہ لکھوں تو سزا ہو۔ اور

کتابہ تحقیقات انتساب کہوں تو بجا اسکے ہر لفظ سے اعلا رکلمہ مندرجہ
 اور اسکے ہر کلمہ سے اشاعت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قواعد
 اسی عیان ہیں۔ اور امانت بدعت کے ضوابط نمایان۔ یہ کتاب ہے
 پاگل تحقیق کا۔ گلستان ہے۔ رسالہ ہے یا مہل الحدیث کا چمنستان۔
 خوشی اس حدیقہ تحقیق کی جاویدان ہے۔ اور بار اسکی بہار بخیران۔
 اسکی تقریر پر فصاحت و بلاغت پر صد جفا۔ اور اسکی تحریر پر سجدہ و ریشہ
 پڑھ کر مر جا۔ اسکی ہر بات لائق تحسین و آفرین ہے۔ کیا بیان کیجے اسکو
 بیان کر چکے لیئے گو یا دہن مین زبان نہیں ہے۔ کیا کتاب کا نام لے
 اور کیا جواب لا جو اسے بارک اللہ۔ الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً۔

تاریخ تالیف رسالہ ہذا قطعہ

۱۵۵

سال تالیف اس سال کا سنوہ
 مصرعہ سوز و آفت نے پڑا ہے
 وہ کہ ہوا عدا کا جس سے تنگ فوق
 پارسخ دندان شکن از اہل حق

ولہ ایضاً قطعہ تاریخ طبع رسالہ ہذا

صاحبزادہ پوچھو مصباح الاولہ دیکھو
 بی تاہل بی نظری تر و بالہدیہ
 یون ببال طبع دروازہ کہلاتھ تقریر کا
 بولا بافت چہ گپیا رد قاسمی تحریر کا

۵۵



صحیح نامہ متن رسالہ مصباح الاول لدفع الاول الاول

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نور محمد	محمد عبد الاحد	محمد نجم الدین	محمد حمید
نظام خان بخاری	سبا لکونی	مرشد آبادی	شیخ علی گڑھی کنہاری

محمد اکبر خان
محمد نبوی

محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی
محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی
محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی
محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی
محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی
محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی
محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی
محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی
محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی
محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی	محمد حسین خان غفرانی

صوفی	سطر	غلط	صحیح	صوفی	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۶	ظلم	حلب	۲	۱۶	ظلم	حلب
۶	۱۹	عالم واجب	فالم واجب	۶	۱۹	عالم واجب	فالم واجب
۳	۵	بین	بین	۳	۵	بین	بین
۴	۱۵	بهر سام	بهر سام	۴	۱۵	بهر سام	بهر سام
۶	۱۶	القینا	القینا	۶	۱۶	القینا	القینا
۶	۱۶	کشد	کشد	۶	۱۶	کشد	کشد
۶	۱۶	کشد	کشد	۶	۱۶	کشد	کشد
۵	۴	ابن ابن	ابن ابن	۵	۴	ابن ابن	ابن ابن
۵	۴	حقیقت	حقیقت	۵	۴	حقیقت	حقیقت
۱۱	۱۱	محقق	محقق	۱۱	۱۱	محقق	محقق
۶	۱۵	الی السلام	الی السلام	۶	۱۵	الی السلام	الی السلام
۶	۲	شیر شیر	شیر شیر	۶	۲	شیر شیر	شیر شیر
۶	۱۱	مذبح	مذبح	۶	۱۱	مذبح	مذبح
۶	۱۳	مذبح	مذبح	۶	۱۳	مذبح	مذبح

حسب الفرائض مقبول الکویت مولوی محمد طیف حسین
صاحب عظیم آبادی و مولوی محمد یوسف بہاری و مولوی
محمد ظہیر حسن صاحب عظیم آبادی

مطبع چشمہ فیض دہلی واقع محلہ پیل بہا دیو من حلیہ طبع بہنا

